مجھے اپنے دل میں رکھنا



عابدہ نرجس

جگمگاتی روشنیوں اور پُرجوش تالیوں کی گونج میں وہ اپنے ساتھی فنکاروں کے ساتھ خم ہوئی تو حاضرین نے اُسے اُٹھ کر داد دی ـــــ اُس کی سیاہ گھنیری پلکیں بھیگ سی گئیں۔ یہ تالیاں، یہ جوش وخروش، یہ داد وتحسین ـــــ یہ تمام تر ستائشیں جن میں وہ جیسے شرابوری ہوگئی تھی بعض اوقات اُسے کتنی اوپری اوپری سی محسوس ہوتی تھیں۔

یوں لگتا تھا جیسے اسٹیج پر اداکاری کے جوہر دکھانے والی لڑکی کوئی اور ہے اور وہ خود ایک جانب سہمی سمٹی ہوئی اس اجنبی لڑکی کو تماشائیوں کی داد وتحسین سمیٹتے ہوئے دیکھ رہی ہے۔ اُس نے خود کو اس روپ میں دیکھنے کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ وہ بے حد خوش نصیب ہے کہ فن کی دنیا میں آتے ہی اس نے سب کچھ تسخیر کر لیا تھا ـــــ ہر طرف چھا گئی تھی۔ کسی کو کبھی اتنی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی جتنی اس کی جھولی میں آن گری تھی۔

ہر طرف اُسی کے چرچے تھے ـــــ ہر طرف اُسی کی دھوم تھی ـــــ لوگ اس سے آٹوگراف لینے کے لئے ترستے تھے ـــــ اُس کی ایک جھلک انہیں دیوانہ بنا دیتی تھی۔ مگر وہ حیران ہو کر سوچتی تھی کہ میں یہ داد وتحسین کس طرح سمیٹوں کہ مجھے تو اسے وصول کرنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا ـــــ حالات نے تو اچانک اُسے تماشائیوں سے بھرے ہوئے ہال کے اسٹیج پر لا کھڑا کیا تھا ـــــ پیٹ کی مجبوری نے اُسے آپ سے آپ اداکارہ بنا دیا تھا ـــــ گھر کا چولہا گرم رکھنے کی کوشش میں وہ فن کی دنیا میں نکل آئی تھی۔

جلتی بجھتی روشنیوں میں پردہ آہستہ آہستہ گرتا چلا گیا تو وہ گہرا سانس لے کر پلٹی۔ اُس کے اعصاب ابھی تک تنے ہوئے تھے اور سانس تیز تیز چل رہا تھا۔ اُس کی ساتھی

اداکارہ نرگس نے اُس کا بازو دبایا______

''واہ اُجالا! تم نے تو کمال کر دیا______ یہ ساری کلیپ تمہارے لئے ہے۔''

''شکر ہے، سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا______ ورنہ میں آج بہت پریشان تھی۔''

اُس نے بالوں کی وگ اُتار کر اپنے ہاتھ میں لے لی۔

''کیوں؟______ خیریت تو تھی؟______ فارینہ کی طبیعت تو ٹھیک تھی؟'' نرگس نے تشویش سے پوچھا۔

''ہاں۔ اُسی کی پریشانی ہے۔ اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی______ میرا آنے کو بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا۔ مگر یہاں کی بھی تو مجبوری تھی۔'' اُجالا اُداسی سے کہنے لگی۔

''یہ ڈرامہ تو صرف تمہاری وجہ سے اتنا رش لے رہا ہے۔'' نرگس بولی۔ ''ہاں، فارینہ کو کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھاؤ______ آخر کیا وجہ ہے جو وہ ٹھیک نہیں ہوتی؟''

''دراصل ممی اور پاپا کے اچانک بچھڑ جانے سے وہ بالکل ہی ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔ پاپا نے اس کا کہاں کہاں سے علاج نہیں کرایا تھا______ لیکن اُس کی ٹانگ کا نقص دور نہیں ہو سکا۔ اپنے معذور ہونے کا احساس تو اُسے پہلے بھی بہت تھا لیکن یہ دورے تو اُسے اب پڑنے شروع ہوئے ہیں______ ڈاکٹر تو یہی کہتے ہیں کہ اس اچانک صدمے نے اس کے دماغ کے خلیوں پر اثر کیا ہے______ اسے رفع ہوتے ہوتے بھی وقت لگے گا۔'' اُجالا نے اُسے بتایا۔

''چلو______ تم خود کو پریشان نہ کرو______ اللہ تعالیٰ کوئی بہتری کی راہ نکالے گا۔'' نرگس نے اُسے حوصلہ دینے کو گرمجوشی سے اس کا شانہ تھپتھپایا۔

''دعا کرو نرگس!______ میں فارینہ کی طرف سے واقعی بہت پریشان رہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ اُسے کوئی دُکھ، کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ وہ بچپن سے اب تک اپنی معذوری کے ساتھ نباہ کر رہی ہے______ میں اُس کی ساری محرومیوں کی تلافی کرنا چاہتی ہوں۔'' اُجالا نے حسرت سے کہا۔

''اُجالا!______ میرا تو خیال ہے کہ فارینہ کو کوئی ہنر سیکھ لینا چاہئے______ اس طرح مصروف بھی رہے گی اور اپنے پیروں پر کھڑی ہونے کے قابل ہو جائے گی۔'' نرگس نے مشورہ دیا۔

''پاپا کی زندگی میں اُس نے جڑاؤ زیورات کا کام سیکھ لیا تھا۔ وہ تو اب بھی کرتی ہے۔ فارغ بیٹھنا تو اُسے آتا ہی نہیں۔'' اُجالا نے میک اپ روم کا دروازہ کھولا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جلدی جلدی اپنا میک اپ اتارتے ہوئے بولی۔ ''بس میں یہ لباس بدلوں اور بھاگوں گھر کو۔''

''تم میرے ساتھ ہی چلی جانا اُجالا______!'' نرگس نے ڈریسنگ روم میں گھستے ہوئے کہا۔

''بہت شکریہ______'' اُجالا ٹشو سے چہرہ رگڑتے ہوئے بولی۔

اُس نے جلدی جلدی زیورات اُتارے، جوتے تبدیل کئے۔ ابھی بیگ میں اپنی چیزیں رکھ رہی تھی کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

''کم اِن۔'' اُس نے پکار کر کہا۔

دروازہ کھلا اور منیجر کا چہرہ دکھائی دیا۔ ''اُجالا!______ ایک صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''کون ہیں______؟'' اُجالا نے پوچھا۔

''تمہارے پرستار ہیں۔'' منیجر مسکرایا۔

''منیجر صاحب!______ آپ کو پتہ ہے کہ میں اس قسم کی چیزوں سے نہیں ملا کرتی۔'' اُجالا نے بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے ذرا تلخی سے کہا۔

''اب تو یہ ناچیز آ گیا ہے، بڑی تگ و دو کے بعد______ پلیز اس سے مل لیجئے۔'' کسی نے بھاری آواز میں اچانک کہا۔

اُجالا نے چونک کر دیکھا۔ منیجر بھی مڑا اور ہنس کر بولا۔

''کاشف صاحب!______ یہ کیا غضب کیا آپ نے۔ میڈم تو پہلے ہی مجھ پر ناراض ہو رہی ہیں۔''

''میں حلف اٹھاتا ہوں کہ کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا جو میڈم اُجالا کو ناراض کرے۔'' اُس نے ایک ہاتھ اٹھا کر بالکل حلف لینے کے انداز میں کہا۔ چند قدم آگے بڑھا اور بڑی تعظیم سے جھک کر ایک خوش رنگ گلدستہ اُس کی طرف بڑھایا۔ ''میری جانب سے نذرانۂ عقیدت______''

اُجالا نے ایک نگاہ اُس پر ڈالی ـــــ وہ اُونچا لمبا، وجیہہ نوجوان اس کے مقابل گلدستہ لئے کھڑا اپنی مسحور کن آنکھوں میں ایک معصوم سی التجا لئے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

اُجالا لمحہ بھر کو سٹپٹا سی گئی۔ اس میں اس کے بے ضرر سے خلوص کو ٹھکرانے کی ہمت نہیں تھی۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر گلدستہ اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور ہولے سے بولی۔

''شکریہ۔''

''یہ میرا ایک خواب تھا کہ آپ کو اس طرح اپنے مقابل دیکھوں۔'' وہ بچوں کے سے اشتیاق سے بولا ـــــ اس کی والہانہ نگاہیں مسلسل اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

اُجالا محجوب سی ہو گئی ـــــ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُس کی والہانہ تحسین کا کیا جواب دے۔ اُسے خاموش دیکھ کر اُس نے اپنی بات آگے بڑھائی۔

''مس اُجالا! ـــــ میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں کہ اس طرح آپ سے روبرو بات کر رہا ہوں ـــــ کیا آپ یقین کریں گی کہ میں کئی روز سے منیجر کے دفتر کے چکر لگا رہا ہوں اور باقاعدہ ان حضرت کی منت سماجت کر رہا ہوں کہ ایک بار مجھے آپ سے ملاقات کا موقع دے دیں۔ مگر موصوف کا ایک ہی جواب تھا کہ نہیں ـــــ میڈم ناراض ہوں گی ـــــ وہ کسی سے بھی نہیں ملتیں۔'' وہ ایک قدم آگے بڑھا اور قدرے رازداری سے بولا۔ ''بڑا رعب ہے آپ کا منیجر صاحب پر۔''

اُجالا نے پھر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ بہترین سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اُس کے بال جدید انداز میں سنورے ہوئے تھے۔ اُس کا لب و لہجہ اُس کے تعلیم یافتہ ہونے کا پتہ دیتا تھا۔ اپنی ظاہری شباہت سے وہ کسی اچھے خاندان کا معلوم ہوتا تھا۔ وہ بڑے بے ضرر سے بے تکلفانہ انداز میں اپنی بات کہتا جا رہا تھا۔

اُجالا نے قدرے تامل کیا اور محتاط سے لہجے میں بولی۔

''کاشف صاحب! میں آپ کی ممنون ہوں ـــــ اب مجھے اجازت دیجئے۔ مجھے جلدی گھر پہنچنا ہے۔''

''آپ چند منٹ اور ٹھہر جائیے ـــــ مجھے یقین تو کر لینے دیجئے کہ میں واقعی

آپ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں ـــــ اور آپ اس پر یقین کر لیجئے کہ آپ میک اپ کے بغیر بھی اتنی ہی خوبصورت نظر آتی ہیں جتنی کہ میک اپ کے ساتھ اسٹیج کی روشنیوں میں۔''

اُجالا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے جواب میں کیا کہے کہ نرگس ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

''آپ کون صاحب ہیں ـــــ؟'' اُس نے آنکھیں نچا کر اپنی مخصوص بے تکلفی کے ساتھ دُور ہی سے پوچھا۔

''اوہ ـــــ'' کاشف نے نرگس کی طرف دیکھا۔ ''آج تو ستارے سب ہی مہربان ہیں۔ آپ کا بھی دیدار ہو گیا۔ لیکن اصل میں تو میں مس اُجالا کا پرستار ہوں۔ میرا نام کاشف ہے اور میں پورے دس دن سے منیجر صاحب کی خوشامد کر رہا تھا کہ مجھے مس اُجالا سے ملوا دیں۔''

''بہت خوب۔'' نرگس نے سر سے پاؤں تک اس کی طرف تنقیدی نگاہ سے دیکھا۔ ''آپ کی ظاہری حالت کچھ اتنی بری نہیں۔ شکل و صورت بھی معقول ہے۔ آپ جیسے پرستار کا ہونا کچھ زیادہ برا نہیں۔ آپ سے دوبارہ ملنے پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔''

''زہے نصیب! ـــــ زہے نصیب!! ـــــ آپ کے منہ میں گھی شکر۔'' وہ شوخی سے کہنے لگا۔

اُجالا نے نرگس کا بازو کھینچ کر اُسے خاموش کروانے کی کوشش کی۔ مگر اُس کی زبان پکڑنا بہت مشکل تھا۔

''نہیں کاشف صاحب! ـــــ میں تو ڈائٹنگ کرتی ہوں۔ اس لئے گھی شکر کے علاوہ کوئی اور چیز ہونی چاہئے۔''

''تو چلئے جناب! ہم آپ کا منہ موتیوں سے کیوں نہ بھر دیں ـــــ آپ نے بات ہی ایسی کی ہے۔'' وہ ہنس کر بولا۔

''ہاں ـــــ اس پیش کش پر غور کیا جا سکتا ہے۔'' نرگس نے شرارت سے کہا۔

''آپ بھی تو کچھ بولئے نا ـــــ'' کاشف نے اُسے مخاطب کیا۔

''مس اُجالا! ـــــ آپ کے گھر سے ٹیلی فون ہے۔'' منیجر نے دروازہ کھول کر اعلان کیا۔

"ٹیلی فون؟ ــــــ" اُجالا نے پریشانی سے کہا۔ "خیریت تو ہے نا منیجر صاحب؟" وہ منیجر کے کمرے کی طرف لپکی۔

"ہیلو ــــــ" اُس نے ریسیور اُٹھا کر تیزی سے کہا۔

"اُجالا بیٹی بات کر رہی ہو ــــــ؟" دوسری جانب خالہ کی آواز سنائی دی۔

"جی خالہ! خیریت تو ہے نا؟ فارینہ کیسی ہے؟" اُجالا ایک ہی سانس میں بولی۔

"بیٹی! اُس کی طبیعت ذرا خراب ہی ہے ــــــ میں نے ڈاکٹر اسد کو بلا لیا تھا۔ اب کافی سنبھل گئی ہے ــــــ تم کب تک آسکو گی؟" انہوں نے بتایا۔

"بس خالہ! میں نکلنے ہی والی تھی کہ آپ کا ٹیلی فون آگیا۔ میں ابھی پہنچ رہی ہوں خالہ! فارینہ ٹھیک تو ہے؟ مجھے صحیح صحیح بتایئے۔" اُجالا کے لہجے میں بے قراری تھی۔

"ہاں بیٹا! ــــــ اب اُسے کچھ سکون ہے۔ ڈاکٹر اسد بھی یہیں ہے۔ وہ کہتا ہے تشویش کی کوئی بات نہیں ــــــ دراصل مجھے اور عطیہ کو اُس کے تایا کے جہلم میں جانا ہے۔ میں نے اسی لئے فون کیا ہے کہ تُو آجائے۔ تاکہ فارینہ اکیلی نہ ہو۔ تُو فکر نہ کر۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔" انہوں نے تسلی دی۔

"میں پانچ منٹ میں چل رہی ہوں ــــــ آپ اُس کا خیال رکھیں ــــــ اچھا خدا حافظ۔"

اُجالا نے ٹیلی فون رکھا اور تیزی سے پلٹی۔

منیجر نے پکار لیا۔ "مس اُجالا! ــــــ آپ کی بہن اب بہتر ہیں نا؟"

"جی! ــــــ خالہ تو یہی کہہ رہی ہیں۔" اُجالا نے متفکر لہجے میں کہا۔

"آپ اتنی پریشان نہ ہوں ــــــ وہ ٹھیک ہی کہہ رہی ہوں گی ــــــ وہ آپ سے جھوٹ کیوں بولیں گی؟" منیجر نے ہمدردی سے کہا۔

"جی اچھا۔ میں چلتی ہوں۔" اُس نے اجازت لی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

کاشف اور نرگس دونوں خاموش کھڑے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ نرگس نے اُس کا بیگ اُسے تھمایا اور مضبوط لہجے میں بولی۔

"اُجالا! ــــــ فکر مت کرو یار! تم گھر پہنچو گی تو فارینہ بالکل ٹھیک ہوگی۔"

"میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں؟" کاشف نے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

"جی نہیں ــــــ شکریہ۔" اُجالا نے نرمی سے کہا۔

"جی ہاں ــــــ آپ مدد کر سکتے ہیں ــــــ بشرطیکہ آپ کے پاس ایک عدد گاڑی موجود ہو۔" نرگس نے بے تکلفی سے کہا۔

"کیا کرتی ہو نرگس! ــــــ ہم ٹیکسی سے چلے جائیں گے۔" اُجالا نے اُسے ٹوکا۔

"بھئی وہ مدد کے لئے جو کہہ رہے ہیں۔" نرگس بہت منہ پھٹ تھی۔

"جی ہاں ــــــ پلیز چلئے ــــــ مجھے بہت خوشی ہوگی۔" کاشف نے بے تابی سے کہا۔ "میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا کہ آپ کے کسی کام آسکوں۔"

٭٭٭

کاشف کی قیمتی، سیاہ گاڑی میں وہ گھر کے دروازے پر پہنچے تو کاشف نے پلٹ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی اُجالا کی طرف دیکھا۔

"مس اُجالا! ــــــ مجھے بھی اندر آنے کی اجازت ہے؟"

"جی ضرور ــــــ تشریف لایئے ــــــ آخر آپ کو اُجالا کی بہن کی مزاج پُرسی بھی تو کرنی ہے۔" اُجالا کے بولنے سے پہلے ہی نرگس نے جھٹ سے کہہ دیا۔

کاشف بے ساختہ ہنس پڑا۔

"مس نرگس! مجھے اُمید ہے کہ آپ آئندہ بھی بہت سے مشکل موقعوں پر میرے اسی طرح کام آئیں گی۔"

اُجالا کے کہنے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ نرگس اور کاشف بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ اُجالا گیٹ کھول کر تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ خالہ راہداری میں ہی مل گئیں۔

"خالہ! کیا حال ہے فارینہ کا؟" اُجالا نے بے تابی سے پوچھا۔

"کافی بہتر ہے ــــــ اب تو سو رہی ہے۔" انہوں نے اطمینان سے بتایا۔

"اوہ ــــــ شکر ہے۔" اُجالا کی جیسے جان میں جان آئی۔ اُس نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا۔

"آیئے، آیئے مس اُجالا! آپ کی سسٹر کو ہم نے بالکل ٹھیک ٹھاک کر دیا ہے وہ دیکھیں، کتنے آرام سے خراٹے لے رہی ہیں۔" ڈاکٹر اسد نے خوش مزاجی سے کہا۔

اُجالا نے بیڈ پر سوئی ہوئی فارینہ پر نگاہ ڈالی۔ اُس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر تھکاوٹ ـــــ اُجالا نے اُس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔ اُس کا ٹمپریچر نارمل تھا۔

اُس نے محبت سے اُس کی پیشانی پر گری ہوئی لٹ کو سمیٹا اور ڈاکٹر اسد سے بولی۔ ''ڈاکٹر صاحب! میں آپ کی شکر گزار ہوں ـــــ آپ کا بڑا احسان ہے۔ آپ ہمیشہ ہماری مشکل آسان کر دیتے ہیں۔''

ڈاکٹر اسد مسکرایا۔ ''مس اُجالا! کسی کسی وقت تو آپ بالکل ہی غیروں جیسی باتیں کرنے لگتی ہیں۔ اب آپ کی بہن کے ساتھ ساتھ آپ کا علاج بھی کرنا ہی پڑے گا۔''

''نہیں ڈاکٹر صاحب! میں دل سے کہہ رہی ہوں ـــــ آپ نے ہمارا بہت ساتھ دیا ہے۔'' اُجالا نے رسان سے کہا۔

''اور جناب! آپ یہ کیوں بھول جاتی ہیں کہ آپ کے پاپا نے میرا کتنا ساتھ دیا تھا ـــــ اُن کی وجہ سے ہی میں ڈاکٹر کہلاتا ہوں۔ وہ اس دنیا میں نہیں رہے، لیکن ان کے احسان، ان کی اچھائیاں اسی دنیا میں ہیں اور وہ اچھائیاں، وہ احسان کبھی آپ کو نہیں بھولیں گے ـــــ آپ کے ساتھ ساتھ چلیں گے۔'' ڈاکٹر اسد نے اپنا میڈیکل بکس بند کرتے ہوئے کہا۔

اُجالا کی دلکش آنکھوں میں نمی سی جھلک آئی ـــــ لیکن وہ اپنے آنسو پی گئی اور عجلت میں بولی۔

''یہ آپ چلنے کی تیاری کیوں کر رہے ہیں؟ ـــــ آپ چائے پی کر جائیں گے۔''

''آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ خالہ مجھے چائے پلا چکی ہیں ـــــ اور اب میرے پاس بالکل وقت نہیں ہے کہ اور ٹھہر سکوں۔ مریض میری جان کو رو رہے ہوں گے۔ یہ والی چائے اُدھار رہی ـــــ فارینہ کے ساتھ مل کر پئیں گے۔'' ڈاکٹر اسد نے چلتے ہوئے کہا۔

اُس نے نرگس کو ہیلو کہا اور کاشف سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔

''آپ سے پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے۔''

''دُعا کیجئے کہ ملاقات جلدی جلدی ہوتی رہے۔ ویسے میرا نام کاشف ہے اور میں مس اُجالا کا زبردست پرستار ہوں۔'' کاشف نے اپنی مخصوص خوش مزاجی سے کہا۔

''ہوں ـــــ'' ڈاکٹر نے محظوظ ہو کر سر ہلایا۔ ''اس کا مطلب ہے کہ ہمارا آپس کا رشتہ رقابت کا ہی ہوا ـــــ پرستار تو مس اُجالا کے ہم بھی ہیں۔ حالانکہ ہم نے صرف ان کا ایک ہی ڈرامہ دیکھا ہے۔''

''بس اور نہ دیکھئے گا۔'' کاشف نے ہنس کر کہا۔ ''ہمارے حال پر رحم کیجئے۔''

ڈاکٹر اسد ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

نرگس دھم سے صوفے پر جا بیٹھی۔

''لاؤ اُجالا ـــــ یار! چائے پلاؤ گرما گرم کڑک تو ہم بھی اپنے گھر جائیں۔ اور یہ باقی رہے کاشف صاحب ـــــ ان کی مرضی ہے۔ گھر جائیں یا نہ جائیں۔''

''مہمان تو میزبان کے رحم و کرم پر ہوتا ہے ـــــ وہ اجازت دے تو چلے جائیں گے۔ نہیں دے گا تو نہیں جائیں گے ـــــ یہ لیجئے۔'' وہ بھی دوسرے صوفے پر براجمان ہو گیا۔ ''ہم بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔''

اُجالا کے تراشیدہ لبوں پر مسکراہٹ آئی۔

''اس کا مطلب ہے چائے بنانی ہی پڑے گی۔ آپا! ـــــ آپا! ـــــ بھئی کہاں ہو تم؟'' وہ چائے کے لئے کہنے کو باہر نکل گئی۔

❋❋❋

ڈرامہ بہت ہی کامیاب تھا اور کئی ہفتے سے چل رہا تھا۔

پروڈیوسر بہت مطمئن تھا اسی لئے اُس نے وقت پر معاوضہ ادا کر دیا تھا۔

اُجالا نے نرگس کے ساتھ مل کر کچھ ضروری شاپنگ کی اور معمول سے قدرے تاخیر سے گھر لوٹی۔ دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگ تھامے ہوئے اُس نے گھنٹی بجائی۔

دروازہ کھلا اور وہ حیران سی ہو کر ٹھٹک گئی۔

''خوش آمدید ـــــ خوش آمدید! ـــــ گھر آنا مبارک ہو۔'' کاشف تعظیماً جھک کر بڑی گرم جوشی سے کہنے لگا۔

اُجالا نے ہونٹ دانتوں تلے دبایا۔

''آپ ـــــ یہاں ـــــ؟؟''

''اگر یہ کوئی گستاخی ہے تو معافی کا خواستگار ہوں۔'' اس نے بڑی بناوٹ سے کہا

مگر اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ اُس نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ لینا چاہا اور بولا۔ ''اندر آ جایئے نا ______ آپ تو یوں کھڑی ہیں جیسے غلطی سے کسی اور کے گھر آ گئی ہوں۔''

''جی نہیں ______ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' اُجالا نے جلدی سے کہا اور اندر قدم رکھا۔ وہ کاشف کو یوں بے تکلفی سے گھر میں گھومتے پھرتے دیکھ کر قدرے اُلجھ گئی تھی۔ وہ راہداری میں اُس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اُس نے زبردستی بیگ اُسکے ہاتھ سے لے لیا تھا اور مسلسل بولتا جا رہا تھا۔

''مس اُجالا! ______ آپ مجھے دیکھ کر اس قدر کیوں گھبرا رہی ہیں؟ ______ خدانخواستہ میں کوئی چور تو نہیں ہوں ______ نہ میں ایسا ویسا آدمی ہوں، نہ صحافی ہوں کہ آپ کے کسی سکینڈل کی ٹوہ میں یہاں آیا ہوں ______ قسم لے لیجئے کہ میں آپ کی گڑیا سی بہن کی مزاج پُرسی کے لئے یہاں آ گیا تھا ______ کل اُس کی طبیعت بہت خراب تھی نا۔ میں نے سوچا کہ اُس کی مزاج پُرسی بھی ہو جائے گی اور میں آپ کی ان بے حد خوبصورت آنکھوں کو حیران حیران کر دوں گا۔''

اُجالا کو اُس کے مسلسل بولنے سے اُلجھن سی ہو رہی تھی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے جواباً کیا کہے اور اسے کس طرح ٹوکے۔ وہ خاموش ہی رہی۔ اُس نے فارینہ کے کمرے کا دروازہ کھولا۔

''ہیلو آپی!'' فارینہ نے ہنستے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا۔

اُجالا نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا ______ وہ معمول کے برعکس شگفتہ اور کھلی کھلی سی نظر آتی تھی۔

''تمہاری طبیعت کیسی ہے فارینہ؟'' اُجالا نے پوچھا۔

''میں اب ٹھیک ہوں آپی! ______ ڈاکٹر اسد بھی فون پر پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے دوائی بھی بھجوائی ہے۔''

''تم اکیلے میں پریشان تو نہیں ہوئیں؟ ______ مجھے تمہاری طرف سے بہت فکر تھی۔'' اُجالا نے محبت سے کہا۔

''میں اکیلی کہاں تھی؟ ______ آیا جو میرے پاس تھی۔ اور پھر آپ نے کاشف

بھائی کو جو بھیج دیا تھا ______ انہوں نے تو مجھے بالکل بور نہیں ہونے دیا۔'' فارینہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

''دیکھ لیجئے ______ فارینہ کے ساتھ تو ہماری رشتہ داری ہو گئی ہے ______ اب آپ بھی ______'' کاشف نے دبی زبان سے کہہ کر بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

اُجالا نے یوں ظاہر کیا جیسے اس کی بات اُس نے سنی ہی نہیں اور آگے بڑھ کر فارینہ کے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

''دیکھو فاری! ______ میں تمہارے لئے دو نئے سوٹ لے کر آئی ہوں۔''

''اوہ! ______ بہت خوب ______ بہت پیارے ہیں۔'' فارینہ نے سوٹ کھول کر دیکھتے ہوئے مسرت کا اظہار کیا۔

''اپنے لئے بھی کچھ لائی ہیں یا نہیں آپی؟'' فارینہ نے پوچھا۔

''اپنے لئے اگلی دفعہ۔'' اُجالا نے چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا۔

''آپی! ______ میں نے آپ کے لئے پیزا بنایا ہے ______ گرم گرم کھا کر دیکھیں کتنا مزیدار ہے۔'' فارینہ نے خوشی سے بتایا۔

''بے ایمانی نہیں چلے گی فارینہ! ______ میں نے جو ساتھ سارا کام کرایا ہے اس کا ذکر ہی نہیں۔'' کاشف نے دخل دیا۔

اُجالا نے ہکا بکا ہو کر اُس کی طرف دیکھا اور بولی۔

''آپ کچن میں بھی گھسنے لگے ہیں؟ ______ اتنی جلدی آپ نے فارینہ سے تعارف کیسے کر لیا؟ ______ کل تو یہ سو رہی تھی جب آپ آئے تھے۔''

اُس نے بڑے فخر سے اپنا کالر چھوا۔ ''خلوص کے لئے کچھ بھی فتح کرنا مشکل نہیں۔''

''آپی! ______ آپ چل کر پیزا کھا کر بتائیں، کیسا بنا ہے ______ میں آپ کے لئے کافی بناتی ہوں۔'' فارینہ نے اُٹھنے کے لئے اپنی معذور ٹانگ ہولے ہولے سیدھی کی۔

''مجھے بھوک نہیں ہے فارینہ! ______ تم رہنے دو۔ میں بعد میں لے لوں گی۔'' اُجالا نے کہا۔

"یعنی میں چلا جاؤں تو پھر آپ لیں گی" کاشف نے شرارت سے کہا۔

"نہیں ____ ایسی بات نہیں ہے۔" اُجالا نے شپٹا کر سر جھکا۔

فارینہ اُس کی مدد کو آئی۔

"آپی تو پرندوں کی طرح کھاتی ہیں ____ ان کی ڈائٹنگ کبھی ختم نہیں ہوتی۔"

"اتنا بھی شکر ہے ____ ورنہ دو دو من کی ہیروئنوں کو دیکھ کر تو دل میں ہول اٹھنے لگتے ہیں۔" کاشف نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"اچھا ____ میں چل کر دیکھتی ہوں ____ تم نے بھی کھایا ہے یا نہیں؟" اُجالا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بس تھوڑا سا چکھا تھا۔" فارینہ مسکرائی۔

"اچھا ____ وہ ابھی تھوڑا تھا؟" کاشف نے چھیڑا۔

فارینہ کھل کر ہنسی۔ اُجالا اُٹھ کر کچن کی طرف چل دی۔ وہ ابھی اوون کھول ہی رہی تھی کہ اُسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اُسے اندازہ ہو گیا کہ آنے والا کون ہے۔

کاشف دروازے میں نمودار ہوا۔

"میں اندر آ سکتا ہوں؟"

"آیئے ____" اُجالا نے رُکھائی سے کہا اور پیزے کی ڈش نکال کر اس کے ٹکڑے کاٹنے لگی۔

"آپ کی بہن بہت معصوم اور پیاری ہے ____ اُسے دیکھ کر تقدیر کی اس زیادتی پر بہت افسوس ہوتا ہے۔" کاشف نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔" اُجالا نے ٹھنڈی سانس بھری۔ "میں بھی اسی کی وجہ سے بہت فکر مند رہتی ہوں۔"

"ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟ ____ اس کی معذوری کا کچھ علاج ہو سکتا ہے؟" کاشف نے ہمدردی سے استفسار کیا۔

"وہ شاید کچھ بہتر ہو جاتی ____ لیکن ممی پاپا کے حادثے نے سب کچھ ختم کر دیا ہے ____ فارینہ نے اس کا بہت اثر لیا ہے۔ اسے جو دماغی دورے پڑتے ہیں ان کی وجہ سے اسے سکون کی دوائیاں لینی پڑتی ہیں ____ اسی وجہ سے اس کی ٹانگ

کی معذوری اور بڑھ گئی ہے ____ اسے چلنے میں کچھ زیادہ دقت ہونے لگی ہے۔"

کاشف کی آنکھوں میں ہمدردی چھلک اُٹھی۔

"آپ بہت بہادر ہیں ____ میں آپ کی ہمت کی داد دیتا ہوں۔ آپ مردوں کی طرح حالات کا مقابلہ کر رہی ہیں۔"

"مردوں کی طرح کیوں؟" اُجالا نے تیکھے لہجے میں کہا۔

کاشف زور سے ہنس پڑا۔ "جناب! میں نے محاورتاً کہا ہے ____ ورنہ آج کل ویمن لب کے نمائندوں کے سامنے اس قسم کی بات کر کے اپنا آپ سلامت لے جانا کہاں ممکن ہے؟"

اُجالا بے دلی سے مسکرائی۔

"بس اللہ تعالیٰ ایک دروازہ بند کرتا ہے تو کوئی دوسرا کھول دیتا ہے ____ وہ کبھی اپنے بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔"

کاشف کی نگاہیں معنی خیز ہوئیں۔ اُس نے ہولے سے اس کے نرم ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں ____ آپ اکیلی نہیں ہیں۔"

اُجالا لمحہ بھر کو کانپ سی گئی۔ اُس نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے علیحدہ کر لیا اور دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔

"کاشف صاحب! ____ میرے حالات ایسے نہیں ہیں کہ میں آنکھیں بند کر کے کوئی خواب دیکھ سکوں۔ آپ پلیز ____"

"بس ____ آگے کچھ نہ کہیے۔" کاشف نے فوراً ہی اس کی بات کاٹ دی اور بڑے خوبصورت لہجے میں بولا۔ "آپ کی یہ حسین آنکھیں تو اپنے اندر کتنے ہی سپنے سمیٹے ہوئے ہیں ____ میں اس وقت کا انتظار کروں گا جب یہ میرے سپنے دیکھیں گی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

اُجالا نے نظریں چرا لیں اور ہاٹ پاٹ ٹرالی پر رکھتے ہوئے بولی۔

"کاشف صاحب! چلیے، فارینہ انتظار کر رہی ہو گی۔"

کاشف نے آگے بڑھ کر ٹرالی تھام لی اور اُسے دھکیلتا ہوا فارینہ کے بیڈ روم میں

لے آیا اور بلند آواز میں بولا۔

''بھئی فارینہ! تم نے پیزا بہت زبردست بنایا ہے۔ اس لئے آپ کو پکنک پر لے جایا جائے گا۔ آپ اپنی آپی کو منالیں۔''

فارینہ کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔ ''کیا واقعی کاشف بھائی؟''

''بھئی یہ واقعی تو تم اپنی اُجالا آپی سے پوچھو، وہ کیا فرماتی ہیں۔'' کاشف نے تھوڑا جھک کر مصنوعی رازداری سے کہا۔

اُجالا نے اپنے لئے ایک کرسی گھسیٹی۔

''کاشف صاحب! ہمارا کوئی سرپرست نہیں ہے ــــــ ہم نے خود کو سنبھال کر رکھا ہے۔ آپ کیوں چاہتے ہیں کہ ہم پر انگلیاں اُٹھیں؟''

''اُجالا صاحبہ! ــــــ میں تو صرف پورے خلوص سے چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ گڑیا سی بہن ہنسے، مسکرائے۔ اسے بھی زندگی میں کچھ تبدیلی کا احساس ہو۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دن بھر زیورات کا کام کرتی رہتی ہے۔'' کاشف کے لہجے میں لگاؤ تھا۔

''چھوڑیئے بھی آپی! یہ انگلیاں ونگلیاں ــــــ جب آپ نے اسٹیج پر کام شروع کیا تھا تو کتنی انگلیاں اُٹھی تھیں ــــــ مگر کسی نے یہ نہیں سوچا تھا کہ پاپا کے بعد ہم کس طرح گزارہ کریں گے؟ ــــــ میرے علاج کا کیا ہوگا؟ ــــــ ہم کہاں سے کھائیں گے؟ ــــــ اگر ہم نے ان کی پرواہ کی ہوتی تو آج بھوکے مر رہے ہوتے۔'' فارینہ نے اس کا ساتھ دیا۔

''نہیں فاری! ــــــ یہ مناسب نہیں ہے۔'' اُجالا نے قدرے درشتی سے کہا۔

''مناسب ہو یا نہ ہو ــــــ اب تو یہ ہوگا۔ آپ کل میرے ساتھ کھانے پر چل رہی ہیں۔ اور فارینہ بیگم! ــــــ یہ آپ کا کام ہے کہ اپنی آپی کو ساتھ لے کر چلئے۔''

کاشف فوراً ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اداب کرتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

''فاری! ــــــ تم کیوں اس شخص کو بلاوجہ لفٹ دے رہی ہو؟'' اُجالا نے غصے سے کہا۔

''آپی! ویسے وہ ہے بہت ہینڈسم۔'' فارینہ نے اُس کے غصے کی پرواہ کئے بغیر چٹخارہ لے کر کہا۔ ''اور بس، آپ پر تو وہ بالکل ہی فدا ہے۔ قسم سے بہت تعریف کر رہا

تھا آپ کی۔''

''فضول باتیں نہ کرو فارینہ! ــــــ اُس کا یہاں آنا جانا بھی ٹھیک نہیں۔ خوامخواہ لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع ملے گا۔'' اُجالا نے ڈانٹا۔

''جب تک لوگ باتیں بنائیں گے تب تک ہم اُسے ــــــ'' فارینہ نے بات ادھوری چھوڑ کر آنکھیں نچائیں۔

''فضول نہ بکو ــــــ ماروں گی میں۔'' اُجالا نے مارنے کو ہاتھ اٹھایا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

اُجالا کو اس کا اس طرح ہنسنا بہت اچھا لگا۔ ممی پاپا کے بچھڑ جانے کے بعد وہ گھٹ کر رہ گئی تھی ــــــ ڈاکٹر کا بھی یہی کہنا تھا کہ اسے خوش رہنا چاہئے۔ اس کے لئے ماحول کی تبدیلی بھی بہتر نتائج پیدا کرسکتی تھی۔ لیکن یہ ان کے بس میں کہاں تھا۔

لیکن اس وقت اس کی خوشی سے چہکتی آنکھیں اور کھلا کھلا چہرہ دیکھ کر اُجالا اُس کی اس معصوم خوشی کو زائل نہیں کرسکی اور اس کی ہنسی میں شریک ہوگئی۔

٭٭٭

وہ فارینہ کو سہارا دے کر کار کی پچھلی نشست پر بٹھا چکی اور خود بیٹھنے کو ہی تھی کہ کاشف نے اُس کا بازو پکڑ کر اُسے اگلے دروازے کی طرف کھینچ لیا ــــــ اُجالا نے دبی زبان سے احتجاج کیا۔

''کاشف صاحب! یہ مناسب نہیں لگتا ــــــ لوگ مجھے پہچان جائیں گے۔''

''چلئے ــــــ آپ کے ساتھ ہم بھی مشہور و معروف ہو جائیں گے۔'' وہ خوش دلی سے بولا اور اس نے اگلا دروازہ کھول کر اسے اگلی نشست پر بٹھا دیا اور خود دوسری طرف سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

کار کھلی سڑک پر آ گئی تو اُس نے بیک ویو مرر میں فارینہ کو دیکھا۔

''فارینہ! ــــــ آپ آج بہت اچھی لگ رہی ہیں۔''

''شکریہ! ــــــ'' فارینہ نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ''آپی کو ہمیشہ نیلا رنگ سُوٹ کرتا ہے۔''

اُجالا چونکی۔ کاشف نے آنکھ کے گوشے سے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولا۔

"میں نے تو آپ کی بات کی ہے فارینہ!"

"میں نے بھی آپ کی بات کا جواب دیا ہے کاشف بھائی!" فارینہ مسکرائی۔

"تو پھر اس بات کا بھی جواب دیجئے کہ آپ ہمیشہ اتنی اچھی کیوں لگتی ہیں؟" کاشف نے چھیڑا۔

"آپ آپی کو نظر لگانے کی کوشش نہ کریں۔" فارینہ نے بھی شوخی سے کہا۔

"یہ کیا فضول گفتگو ہے؟" اُجالا جزبز ہوئی۔

"بھئی یہ آپ کی آپی خوامخواہ ہمیں کیوں ٹوک رہی ہیں؟" کاشف نے فارینہ کو پھر مخاطب کیا۔

"وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ ان سے بھی بات کریں۔" فارینہ نے فوراً جواب دیا۔

"جی نہیں ـــــ مجھے نہیں ضرورت ہے۔ آپ اپنی بک بک جاری رکھیں۔" اُجالا نے چڑ کر کہا۔

"فارینہ! ـــــ یہ آپ کی آپی چاہتی ہیں کہ ہم ان کے بارے میں باتیں کرتے رہیں۔" کاشف شرارت کے موڈ میں تھا۔

"بھئی یہ آپ کہاں لئے جاتے ہیں؟ ـــــ ہم تو شہر سے باہر آ گئے ہیں۔" اُجالا نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا۔

"جی ہاں ـــــ ہم چاہتے ہیں کہ شہر کی آلودگی سے دُور خالص چیزیں کھائیں، خالص باتیں کریں اور خالص جذبوں کو محسوس کریں ـــــ اور خالص خالص ہوا میں سانس لیں۔"

"کاشف بھائی! یہ کیا بات ہے؟ مجھے تو خالص خالص کے سوا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا۔" فارینہ زور سے بولی۔ اُسے برابر سے گزرتی ہوئی گاڑی کے شور میں ان کی بات صاف سنائی نہیں دی تھی۔

کاشف ہنس پڑا۔

"جناب! آپ اپنی چھوٹی سی، ننھی سی عقل پر زیادہ زور مت دیں ـــــ ابھی آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ خالص خالص کیا ہو رہا ہے۔"

اُس نے گاڑی ایک شاداب اور سرسبز سے قطعے میں کھڑی کی اور باہر نکل کر بولا۔

"آیئے خواتین! ـــــ خالص قدرتی حُسن ملاحظہ فرمایئے۔"

اُجالا نے فارینہ کو باہر آنے میں مدد دی۔ دونوں نے گرد و پیش پر نگاہ ڈالی۔ نیلا آسمان اور ہرے بھرے سبزے کی شادابی آنکھوں میں کھب کر رہ گئی۔

"اوہ ـــــ کتنا خوبصورت علاقہ ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی پکچر پوسٹ کارڈ ہو۔" فارینہ نے گہرا سانس لے کر خوشی سے کہا۔

"جی نہیں ـــــ یہ خالص ہے ـــــ پوسٹ کارڈ نہیں۔" کاشف نے ہولے سے اس کے بال چھو کر کہا۔

فارینہ اتنا فطری حُسن دیکھ کر کھل اٹھی تھی۔ اُسے اپنی ٹانگ کی معذوری کا احساس بھی نہیں رہا تھا۔ وہ لنگڑاتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی بہت دور تک چلی گئی۔ اُجالا نے اُسے پاؤں گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھا اور جیسے اپنے آپ سے بولی۔

"فارینہ کتنی خوش ہے۔"

"اور میں آپ کو خوش کرنے کا گُر جان گیا ہوں۔" کاشف نے بہت قریب سے کہا۔

"کیا مطلب؟" اُجالا نے اس کی طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ اس کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں آسمان کی نیلاہٹ جھلک رہی تھی۔

"مطلب یہ کہ آپ کو خوش کرنے کے لئے فارینہ کو خوش کرنا ضروری ہے۔" کاشف نے کہا۔

"اسے تو چھوٹی چھوٹی سی چیزیں خوش کر دیتی ہیں ـــــ میں اسے خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ لیکن یہ کسی رسک کے بغیر ہو تو بہتر ہے۔" اُجالا نے سنجیدگی سے کہا اور چند قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"رسک تو زندگی کو زندگی بناتے ہیں۔" کاشف بولا۔

"دیکھئے، فارینہ واپس آ رہی ہے۔" اُجالا نے بات بدلنے کو کہا اور فارینہ کی طرف دیکھنے لگی جو بڑی دقت سے پاؤں دھرتی لڑکھڑاتی ہوئی چلی آتی تھی۔ لیکن اُس کے دلکش چہرے پر ایک سچی خوشی کا نکھار تھا ـــــ اُس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ قدم اٹھانے کی اذیت سے بے نیاز تھی۔

وہ قریب آئی اور زور سے بولی۔

"کاشف بھائی! ـــــ خالص ہوا کے علاوہ بھی کچھ کھلانے کا ارادہ ہے؟"

"ارے تمہیں ابھی سے بھوک لگ گئی؟" اُجالا اُس کی بے تکلفی پر جھجک سی گئی۔

"میں نے تو آؤٹنگ کے شوق میں ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا۔" فارینہ نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا پتہ تھا ـــــ کچھ سینڈوچز ہی لے آتی۔" اُجالا نے خفت مٹانے کو کہا اور فارینہ سے بولی۔ "تم تھک گئی ہو فارینہ! بیٹھ جاؤ۔"

کاشف نے کار کی ڈگی کھولی اور پلاسٹک کا ایک ٹکڑا اُجالا کی طرف اُچھالا۔

"محترمہ! آپ کو زحمت تو ہوگی، اسے ذرا بچھا تو دیجئے۔"

اُجالا نے اُسے فضا میں ہی دبوچ لیا اور ہری ہری گھاس کے قالین پر بچھا دیا۔ تب تک کاشف ڈگی سے بید کی بنی ہوئی ایک ٹوکری نکال لایا اور قریب آ کر بولا۔

"آپ دونوں معزز خواتین بالکل آرام سے مہمانوں کی طرح بیٹھیں اور مجھے خدمت کا موقع دیں۔ دیکھیں میں کتنا سگھڑ ہوں۔"

اُس نے ٹوکری میں سے کھانے کے ڈبے نکال کر دستر خوان پر لگانے شروع کئے۔ اُجالا نے دیکھا کہ وہ ایک بڑھیا ہوٹل کی پیکنگ تھی۔ تھوڑی دیر میں اُس نے چکن پیس، سینڈوچز، فرنچ رول، پیٹیز، چاٹ اور کولڈ ڈرنک کے ڈبوں سے دستر خوان بھر دیا۔

اُجالا کچھ جھجک سی گئی۔

"کاشف صاحب! یہ آپ نے بہت تکلف کیا ہے ـــــ اتنا سب کچھ کون کھائے گا؟"

"آپ، فارینہ اور میں۔" کاشف نے ہنس کر کہا اور ڈسپوزایبل پلیٹوں کا پیکٹ کھولنے لگا۔

"کاشف بھائی! یہ سب کچھ کس خوشی میں ہے؟" فارینہ نے شرارت سے پوچھا۔

"یہ سب کچھ خوشی میں نہیں ـــــ بلکہ اس غم میں ہے کہ آپ کی آپی بہت کم کھاتی ہے۔ بالکل ایک ننھی منی پیاری سی چڑیا کی طرح۔" کاشف نے انہیں پلیٹیں

تھماتے ہوئے کہا۔

"کاشف صاحب! ہم اس کے عادی نہیں ہیں ـــــ آپ اتنی ہی مہربانی کریں جو ہماری عادتیں خراب نہ کر دے۔" اُجالا نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر آپ ہی بتا دیں کہ کتنی مہربانی تک آپ کی عادتیں خراب نہیں ہوں گی؟" اُس نے شوخی سے کہا۔

"عادتیں تو بعد میں خراب ہوں گی، پہلے تو آپی کا ڈائٹنگ شیڈول خراب ہوگا۔" فارینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

جب وہ خوشگوار وقت گزارنے کے بعد واپس آ رہے تھے تو فارینہ خاصی تھک چکی تھی۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی تقریباً اونگھ رہی تھی۔ کاشف نے اُجالا کی طرف دیکھا۔

"لگتا ہے فارینہ بہت تھک گئی ہے۔"

"ہاں ـــــ لیکن وہ آج بہت خوش رہی ہے۔" اُجالا نے جواب دیا۔

"اور آپ؟" کاشف نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

"مجھے ایسی باتیں خوش نہیں کرتیں جو آگے چل کر افسردگی کا باعث ہوں۔" اُجالا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ اس قدر مایوسی کی باتیں کیوں کرتی ہیں ـــــ؟" کاشف نے رُخ موڑ کر استفسار کیا۔

"ہر شخص اپنے حالات اور تجربات کے مطابق ہی بات کرتا ہے۔" اُجالا نے سادگی سے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے ـــــ" کاشف اُس کی جانب جھکا۔ "کہ آپ کو خوش کرنے کے لئے آپ کے حالات اور تجربات کو بھی بدلنا پڑے گا۔" اُس نے اپنی انگلی سے لمحے بھر کو اس کے گلابی رخسار کو چھو لیا۔ اُجالا جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔



چند روز بعد فارینہ اُسے بتا رہی تھی کہ کاشف نے اُس کے ڈرامے کی ٹکٹیں تک کروا لی ہیں اور وہ اُسے ڈرامہ دکھانے لے جائے گا بلکہ بعد میں اس نے ہوٹل میں کھانا کھلانے کا وعدہ کیا ہے۔

فارینہ! تم ہوش میں تو ہو ____؟" اُجالا نے درشتی سے کہا۔"نہ ہم اس شخص کو صحیح طرح سے جانتے ہیں نہ ہمیں اس کے خاندان کا کچھ پتہ ہے ____ وہ چند روز ہوئے ہم سے ملا ہے۔ اور تم ہو کہ اس کی ہر دعوت قبول کر لیتی ہو۔"

"مجھے اس کے بارے میں بہت کچھ پتہ ہے۔" فارینہ نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"کیا پتہ ہے؟" اُجالا نے تیوری چڑھائی۔

"یہ کہ وہ ایک اچھے خاندان سے ہے۔ اس کی ماں اور ایک بھائی ہی اس کا خاندان ہیں اور ____ اور یہ کہ آپی! وہ کہتا ہے کہ ہمیں کسی روز اپنے گھر لے جائے گا اور اپنی ماں سے ملوائے گا۔ آپی! اتنے دُکھوں کے بعد خوشی کی جو ایک آس بندھی ہے، آپ اسے کیوں توڑنا چاہتی ہیں؟" فارینہ نے بڑی حسرت سے کہا۔

"فارینہ! تم دنیا کو نہیں جانتی۔" اُجالا نے اُس کے برابر بیٹھتے ہوئے کہا۔"یہاں کیا کچھ ہوتا ہے اور لوگ کس طرح سے دوسروں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ____ ہمیں کیا خبر کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہمارا کوئی سرپرست نہیں ہے ____ اسی لئے وقت گزارنے چلا آتا ہے۔"

"پلیز آپی! ____ ہر وقت مایوسی کی باتیں نہ کیا کریں ____ ہم بھی تو اللہ کے بندے ہیں۔ ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم ہمیشہ غربت میں زندگی گزاریں ____ ہمیں بھی زندگی کا لطف اٹھانے کا حق ہے۔ تم دیکھ لینا آپی! ایک دن یہ بڑی ساری

کوٹھی ہوگی ____ جس کے اردگرد سبزلان ہوں گے ____ جس کے فوارے سنگِ مرمر کے ہوں گے ____ اور ہم اس میں رہیں گے۔ آپ نے شہزادیوں جیسے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے اور ایسے جگمگ جگمگ کرتے زیور پہنے ہوں گے۔" اُس نے اپنے سرہانے رکھے ہوئے ڈبے میں سے ایک بے حد نفیس نیکلس نکالا جو جھلمل جھلمل کر رہا تھا۔ وہ اسے اُجالا کے گلے میں ڈالنے لگی۔

اُجالا نے اُس کا ہاتھ روک دیا اور اُس سے نیکلس لے کر بولی۔

"فارینہ! یہ تو بہت قیمتی نیکلس ہے۔ دیکھو، اس میں یہ سب سچے موتی ہیں ____ کافی بھاری لگتا ہے۔"

"مرزا صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ پچاس ہزار کا ہے۔" فارینہ نے کہا۔

"اچھا ____" اُجالا کو قدرے پریشانی ہوئی۔"انہیں اتنا قیمتی نیکلس تمہیں مرمت کے لئے نہیں دینا چاہئے تھا فارینہ! ____ آج کل کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کس وقت کیا ہو جائے۔"

"وہ کہہ رہے تھے کہ اس کی انشورنس ہو چکی ہے۔ میں نے بھی ان سے یہی کہا تھا کہ یہ بہت قیمتی ہے۔ چلو آپی! ____ اسی بہانے ہم ایک بار اتنا قیمتی زیور پہن کر تو دیکھ لیں گے۔" فارینہ نے بچوں کے سے اشتیاق سے کہا۔

"کیا فائدہ ____ جو چیز ہماری اپنی نہیں، ہمیں اس سے کیا خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور پھر ان زیورات کے بغیر بھی تو ہمارا گزارا ہوتا ہی ہے نا۔ ان کے بغیر ہماری زندگی میں کسی کمی کا احساس تو نہیں ہوتا۔ تو پھر جو چیز محض فالتو ہے، مفت کی چمک دمک ہے، اس کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ رکھو اسے۔" اُجالا نے اُسے نیکلس واپس کرتے ہوئے کہا۔

"آپی! آپ تو خواب بھی نہیں دیکھنے دیتیں۔" فارینہ نے منہ بنایا۔

اُجالا ہنسی۔"خواب دیکھنے کی عادی آنکھیں حقیقت کا سامنا کرنے سے گھبراتی ہیں۔ ہمارے جیسے حالات ہیں تم ویسے ہی خواب دیکھو۔"

"واہ ____ کیوں ____؟ آپ مجھے جتنا مرضی منع کریں، میں تو اچھے اچھے خواب دیکھوں گی اور سارے خواب آپ کے بارے میں دیکھوں گی۔ سچ آپی! کاشف

بھائی بہت اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ـــــ ان کی بہت بڑی کوٹھی ہے ـــــ اتنا وسیع کاروبار ہے اور ـــــ"

"فارینہ!" اُجالا نے اُسے ٹوک دیا۔"بس کرو ـــــ فضول باتیں نہ کیا کرو۔ غلط اُمیدوں کو دل میں جگہ نہ دو ـــــ ورنہ بعد میں زیادہ دُکھ ہوتا ہے۔ حالات زیادہ ناگوار ہو جاتے ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ کاشف ہماری زندگی میں اتنی زیادہ اہمیت اختیار کر جائے کہ جب وہ علیحدہ ہو تو ہم برداشت نہ کر سکیں۔"

"خوامخواہ ہی ـــــ وہ علیحدہ کیوں ہوں گے؟ ـــــ آپی! آپ کو نہیں پتہ۔" فارینہ اُس کے قریب ہوئی۔"انہوں نے مجھے کہا ہے کہ وہ آپ کو بہت پسند کرتے ہیں۔"

اُجالا اُٹھ کھڑی ہوئی۔"اُس کے پسند کرنے سے کیا ہوتا ہے ـــــ اُس کے گھر والے بھی تو ہیں ـــــ کیا وہ ایک اسٹیج ایکٹریس کو اپنی بہو بنانے پر راضی ہو جائیں گے؟"

"یہ اس کا مسئلہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو کس طرح راضی کرتا ہے۔" فارینہ نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"ہوش کی دوا کرلو فارینہ!" اُجالا نے درشتی سے کہا اور اپنی گھڑی دیکھی۔

کافی وقت ہو گیا تھا اور اُسے دیر ہو رہی تھی۔ اُس نے جلدی سے پرس اٹھایا اور سینڈل پہنتے ہوئے بولی۔

"فارینہ! ـــــ تم دھیان سے رہنا۔ اور اس نیکلس کو ہر آئے گئے کو نہ دکھاتی پھرنا ـــــ بس جلدی جلدی اس کی مرمت کرو اور مرزا صاحب کو واپس بھجواؤ۔"

"اچھا آپی! ـــــ آج بہت اچھی اداکاری کرنا کہ کاشف بھائی دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں۔" فارینہ نے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا۔

اُجالا نے ہنس کر سر جھٹکا اور اُس کا رخسار چھوتی ہوئی بولی۔

"تم بھی عجیب دیوانی لڑکی ہو ـــــ ہے نا؟ ـــــ اب خود کو زیادہ مت تھکانا۔ جتنا کام ہو سکے اتنا ہی کرنا۔"

فارینہ نے سر ہلایا۔ اُجالا اُسے خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گئی۔

٭٭٭

شو ختم ہوا تو اسے کاشف دروازے پر ملا۔

اتنے دنوں بعد اُسے دیکھنا اچھا لگا تھا۔ اُجالا کو خود پر حیرت سی ہوئی اور وہ اپنے دل کے کسی نہاں گوشے میں چھپے ہوئے کسی انجانے جذبے کی موجودگی پر پشیمان سی ہو گئی۔ اُسے ہوا کے اس جھونکے سے دل نہیں لگانا چاہئے تھا جو اُس کی زندگی میں نہ جانے کتنے چھوٹے سے لمحے کے لئے آیا تھا اور نہ جانے کب اس کے برابر سے یوں نکل جائے گا کہ اُسے خبر بھی نہیں ہو گی۔

کاشف کے ہمراہ فارینہ بھی تھی اُس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور آنکھوں میں نرالی چمک تھی۔ اُجالا کو اُسے خوش دیکھ کر اطمینان ہوا لیکن وہ اس سوچ میں گم ہو کر رہ گئی کہ نہ جانے کب اُس سے یہ مسکراہٹ چھن جائے اور اس کے پاس ملال کے سوا کچھ نہ رہے۔

کاشف نے ایک نسبتاً کم ہجوم والے ریسٹورنٹ میں ٹیبل بک کروا رکھی تھی۔ اُجالا فارینہ کو سہارا دے کر اندر لائی اور اُسے بیٹھنے میں مدد دی۔ کاشف نے کھانے کا آرڈر دیا اور اُجالا سے بولا۔"آج تو آپ نے کمال کر دیا۔ میں حقیقتاً بہت متاثر ہوا۔"

"شکریہ!" اُجالا اپنی توصیف پر کچھ محجوب سی ہو گئی۔ لیکن اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اُس کے دل میں ایک انوکھی خوشی جاگی ہے اور کاشف کے ان لفظوں میں کوئی ایسا مفہوم ہے جو اس سے قبل کبھی کسی توصیفی لفظ میں نہیں تھا۔ وہ کاشف کی نگاہوں کو اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی ـــــ اُسے اپنے رُخسار دہکنے کا احساس ہوا۔

وہ اُس سے نگاہیں چار نہیں کر سکی۔ اُس نے فارینہ کی طرف دیکھا اور لمحہ بھر کو ٹھٹک سی گئی۔ فارینہ نے چادر اُتار کر کرسی کی پشت پر رکھ دی تھی۔ اُس کی گردن میں وہی نیکلس نظر آ رہا تھا۔ اُجالا نے قدرے سرزنش کے انداز میں کہا۔

"فارینہ! ـــــ تم نے یہ نیکلس کیوں پہنا ہے؟ تمہیں معلوم نہیں یہ کتنا قیمتی ہے۔ اگر کہیں ـــــ"

فارینہ کچھ گھبرائی۔"آپی! ـــــ میں نے ـــــ میں نے سوچا کہ صبح واپس تو کر دینا ہے۔ تو ایک بار پہن تو لوں۔"

"بھلا تمہارا کیا حق ہے اس کو پہننے کا؟" اُجالا نے درشتی سے کہا۔

"محترمہ!___ محترمہ! یہ سب میرا قصور ہے___ میں نے ہی فارینہ سے کہا تھا کہ اگر اسے یہ اتنا پسند ہے تو وہ تھوڑی دیر کے لئے اسے پہن لے۔ آپ یہ ساری ناراضگی، یہ سارا غصہ میری طرف منتقل کر دیں___ مہربانی ہوگی۔ فارینہ معصوم ہے___ اس بے چاری کو کچھ نہ کہیں۔" کاشف نے جلدی سے دخل دیا۔

"آپ کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے تھا۔" اُجالا نے بدستور غصے سے کہا۔

"چلئے جناب! معاف کر دیجئے___ یہ دیکھئے، ہمارے بندھے ہوئے ہاتھ۔"

کاشف نے اپنے ہاتھ جوڑ کر اُسے دکھائے تو اُجالا کو ہنسی آ گئی۔

اُس نے فارینہ کی طرف دیکھا اور بولی۔ "فاری! تمہیں اگر زیور پہننے کا اتنا ہی شوق ہے تو کبھی نہ کبھی میں تمہیں یہ ضرور خرید کر دوں گی۔"

فارینہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا اور خوشی سے بولی۔

"آپی___ واہ، واہ___ اب تو آپ بھی خواب دیکھنے لگی ہیں۔"

کاشف تھوڑا سا اُس کی جانب جھکا۔ "کبھی خواب میں اس ناچیز کو بھی دیکھ لیا کریں۔"

"جی نہیں___ مجھے ڈراؤنے خواب دیکھنے کی عادت نہیں۔" اُجالا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کیسے خواب دیکھنا پسند فرماتی ہیں؟" وہ بولا۔

"میں خواب نہیں دیکھتی___ میں حقیقت کی دنیا میں رہنا پسند کرتی ہوں۔"

اُجالا نے رُکھائی سے کہا۔

"مگر ہم جو خواب دیکھتے ہیں، ان کو حقیقت بنانے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں۔"

کاشف کا لہجہ معنی خیز تھا۔

لیکن اُجالا نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ اس کی گہری بات کو سمجھی ہی نہیں۔ اُس نے بات کا موضوع بدل دیا اور عام دلچسپی کی گفتگو کے دوران کھانا کھایا گیا۔

کاشف اُنہیں چھوڑنے آیا تو جاتے ہوئے چند لمحے کو رُک گیا اور ہولے سے بولا۔

"اُجالا!___ جب اسٹیج پر کوئی آپ سے اظہارِ محبت کرتا ہے تو آپ کیسا محسوس کرتی ہیں؟"

اُجالا نے ہکا بکا ہو کر اُس کی طرف دیکھا اور رُکھائی سے بولی۔

"یہ سب ڈرامہ ہوتا ہے کاشف صاحب! اور بس۔"

اُس نے پلک جھپکتے میں اُسے دونوں شانوں سے تھام کر اپنے برابر کر لیا اور متاثر کر دینے والے لہجے میں بولا۔

"لیکن یہ ڈرامہ نہیں ہے۔ حقیقت ہے کہ میں آپ کو پسند کرتا ہوں___ میں آپ سے محبت کرتا ہوں___ میں___"

اُجالا لمحہ بھر کو مبہوت سی ہو گئی___ وہ اُس کے ہاتھ اپنے شانوں سے جھٹک نہیں سکی۔ اُس نے بے چینی سے اپنا نچلا ہونٹ کاٹا اور کاشف کی وہ بات بھی کاٹ دی جس نے اُس کے رگ و پے میں ایک نرالا جادو سا جگا دیا تھا۔

"کاشف صاحب!___ مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں___ آپ خوامخواہ اپنا وقت ضائع نہ کریں۔"

"یہی تو سب سے زیادہ قیمتی لمحے ہیں___ ان کی قدر تو مجھ سے پوچھئے۔"

اس نے کچھ اس انداز میں کہا کہ اس کے لفظوں میں کتنے ہی نغمے چھلک اُٹھے۔

اُجالا نے بمشکل اُس کے ہاتھ جھٹکے اور اٹکتی ہوئی بولی۔

"پلیز___ آپ تشریف لے جائیے___ جائیے۔"

وہ ہنسا۔ "اسے ڈرامہ نہ سمجھے گا___ یہ حقیقت ہے۔" وہ اتنا کہہ کر باہر نکل گیا اور اُجالا وہیں پریشان کھڑی رہ گئی۔

***

اگلی صبح وہ بیدار ہوئی تو اُسے دنیا نئی نئی سی معلوم ہو رہی تھی۔

رات کاشف کے کہے ہوئے لفظوں نے اُسے ننھے مُنّے شریر بچوں کی طرح گھیر رکھا تھا۔ وہ اُس کے گرد اگرد گھومتے ہوئے شوخ نغمے گنگناتے رہے___ محبت کے گیت الاپتے رہے اور بار بار اس کے آنچل کو چھو کر اُسے اپنی جانب متوجہ کرتے رہے___ اُس نے اُن کی جانب سے توجہ ہٹانے کی اپنی سی کوشش کر دیکھی لیکن اُسے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی کہ وہ اس میں کامیاب ہونا ہی نہیں چاہتی تھی___ اُسے اپنے ہی دل کی یہ میٹھی میٹھی سی چھیڑ چھاڑ بہت بھلی لگ

رہی تھی اور اُس کا جی چاہتا تھا کہ ان نغموں کو سنے جو اس کی روح کے سناٹے میں اچانک گونج اُٹھے تھے۔

فارینہ ابھی تک سو رہی تھی ـــــ اُجالا نے بھی اُسے اٹھانا مناسب خیال نہیں کیا۔ اُسے معلوم تھا کہ رات کی مصروفیات نے اُسے تھکا دیا ہے۔ اسی لئے اُس نے ناشتہ وغیرہ تیار کیا۔ دن کے کھانے کا بندوبست کیا اور نہا کر کپڑے بدلے۔

ریہرسل پر جانے کا وقت ہو رہا تھا ـــــ اُس نے اپنے لباس وغیرہ بیگ میں رکھے اور فارینہ کے کمرے میں پہنچی۔ دیکھا کہ وہ اُٹھ کر بیٹھی ہوئی ہے۔

''ارے فارینہ! ـــــ تم جاگ رہی ہو؟'' اُجالا نے کہا۔

اُس نے جواب نہیں دیا اور گم سم سی بیٹھی رہی۔ اُجالا نے غور سے اُس کی طرف دیکھا۔ ''کیوں فارینہ! ـــــ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟''

اُس نے اثبات میں سر ہلایا ـــــ اُس کے چہرے پر پریشانی اور کرب تھا۔

اُس کا رویہ معمول سے مختلف تھا ـــــ اُجالا نے اُس کے برابر بیٹھتے ہوئے تشویش سے پوچھا۔

''فارینہ! کیا بات ہے؟ ـــــ تم مجھے ٹھیک نہیں لگتیں۔ بولو! کیا ہوا ہے؟''

اُس نے یکایک اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا اور ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔ اُجالا بے طرح پریشان ہوئی۔ اُس نے محبت سے اُس کے بالوں کو سہلایا اور اُس کے ہاتھ اُس کے چہرے سے علیحدہ کرتے ہوئے پیار سے بولی۔

''فارینہ! کچھ بتاؤ تو سہی نا، کہ ہوا کیا ہے؟''

''بہت برا ہوا ہے آپی! ـــــ بہت برا۔'' وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔

''کیا ہوا ہے؟'' اُجالا نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی۔

وہ اور شدت سے رونے لگی۔

''آپی! ـــــ کاش میں مر جاتی ـــــ میں آپ کے لئے اتنی زحمت تو نہ بنتی۔ میں نے آپ کا کہا نہیں مانا ـــــ یہ بہت برا ہوا ـــــ بہت برا ہوا۔''

''فاری! ـــــ فاری! خدا کے لئے کچھ بتاؤ ـــــ اس طرح تم مجھے اور زیادہ پریشان کر رہی ہو۔'' اُجالا نے زور دے کر کہا۔

''آپی! ـــــ آپی! نیکلس کہیں گم ہو گیا ہے۔'' وہ پھر سسکنے لگی۔

''گم ہو گیا ـــــ؟'' اُجالا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

''ہاں آپی! ـــــ میرا خیال ہے وہ رات کہیں گر گیا ہے۔ میں نے بہت تلاش کیا لیکن مجھے نہیں ملا۔ اُف خدایا! ـــــ میں نے وہ پہنا ہی کیوں تھا؟ ـــــ مجھے آپ کی بات ماننی چاہئے تھی۔ کاش میں نے وہ نیکلس نہ پہنا ہوتا۔'' اُس کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔ ''سارا قصور کاشف بھائی کا ہے ـــــ انہوں نے ہی کہا تھا کہ میں اُسے پہن لوں۔''

''تم بچی نہیں ہو ـــــ تمہیں پتہ تھا کہ وہ نیکلس تمہارا نہیں ہے اور اس کے گم ہو جانے کا خطرہ بھی ہے ـــــ تمہیں خود خیال ہونا چاہئے تھا۔'' اُجالا نے پریشانی سے کہا۔

''اب کیا ہو گا آپی! ـــــ اب کیا ہو گا؟'' وہ ہسٹریائی انداز میں کہتی جا رہی تھی۔

''فارینہ ـــــ!'' اُجالا کو یاد آیا۔ ''تم نے کہا تھا کہ نیکلس کی انشورنس ہو چکی ہے ـــــ تم مرزا صاحب کو بتا دو۔''

''نہیں ـــــ نیکلس انشورڈ نہیں تھا۔'' فارینہ نے متاسف لہجے میں کہا۔

لمحے بھر کو تو اُجالا کو یقین نہیں آیا۔ پھر اُس نے فارینہ کے زرد چہرے پر نگاہ ڈالی تو اُسے یہ اندازہ کرنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ درست کہہ رہی ہے ـــــ اُس نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن تم تو کہہ رہی تھیں کہ اس کی انشورنس ہو چکی ہے۔''

''ہاں، یہ ٹھیک ہے کہ اس کی انشورنس ہو چکی ہے مگر اس صورت میں جبکہ یہ مرزا صاحب کی دکان میں گم ہو گا۔ اس سے باہر یہ کہیں بھی گم ہو، انشورنس کمپنی والے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔'' فارینہ نے بتایا۔

اُجالا نے سر پکڑ لیا۔

''تو اس کا مطلب ہے، یہ نقصان ہمیں پورا کرنا پڑے گا۔''

''ہاں ـــــ'' فارینہ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا۔ اُس کا

چہرہ سفید پڑ رہا تھا ۔۔۔۔۔ اُس کی سانس میں تیزی آتی جا رہی تھی ۔۔۔۔۔ اُس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

اُجالا نے آگے بڑھ کر اُسے تھاما اور اُس کا سر اپنے شانے سے لگا کر تھپکتے ہوئے بولی۔

''فارینہ! ۔۔۔۔۔ فارینہ! گھبراؤ نہیں ۔۔۔۔۔ پریشان نہ ہو ۔۔۔۔۔ بس اب تم اس کو بھول جاؤ ۔۔۔۔۔ میں سب سنبھال لوں گی۔ تم فکر نہ کرو فاری! تم بالکل فکر نہ کرو۔ میں منیجر سے بات کروں گی ۔۔۔۔۔ وہ مرزا صاحب سے بات کرلیں گے۔ ہم قسطوں میں اس کی ادائیگی کردیں گے ۔۔۔۔۔ تم اتنے عرصے سے وہاں کام کر رہی ہو، وہ تھوڑی بہت تو رعایت کریں گے نا۔ تھوڑا سا لحاظ تو کریں گے ۔۔۔۔۔ تم اپنے دماغ پر بوجھ نہ ڈالو فارینہ! یہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہے ۔۔۔۔۔ تمہیں پھر تکلیف ہو جائے گی ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسد نے تمہیں سمجھایا نہیں تھا کہ کسی بات کو دل سے نہ لگایا کرو۔ بس اب تم اس کو بھول جاؤ اور اطمینان سے اٹھ کر ناشتہ کرو ۔۔۔۔۔ میں جاتے ہی منیجر صاحب سے بات کرلوں گی۔ وہ اچھے آدمی ہیں ۔۔۔۔۔ ضرور کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔'' اُجالا نے اُسے اٹھایا اور غسل خانے تک لے گئی۔

***

وہ ریہرسل کے لئے ہال میں جانے سے پہلے منیجر کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ اُس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ اُس کے ذہن میں ایسا کوئی فقرہ نہیں آ رہا تھا جس سے وہ آغاز کر سکے۔ اُس نے تھوک نگل کر حلق تر کیا اور اپنے حواس مجتمع کر کے محتاط سے لہجے میں بولی۔

''منیجر صاحب! ۔۔۔۔۔ پلیز، مجھے کچھ ایڈوانس چاہئے۔''

''ایڈوانس ۔۔۔۔۔؟'' منیجر صاحب نے اپنی عینک اتار کر میز پر رکھی اور بولے۔

''مس اُجالا! آپ کچھ زیادہ ہی ایڈوانس نہیں لیتیں؟ ۔۔۔۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ فنانسر کس طرح سے شور مچاتے ہیں کہ ان کا ایک پیسہ بھی اِدھر سے اُدھر نہ ہو ۔۔۔۔۔ آپ تو پہلے بھی کافی ۔۔۔۔۔''

''منیجر صاحب! دراصل میری بہن ۔۔۔۔۔'' اُجالا مارے خفت کے روہانسی ہو

گئی۔

''جی ۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی بہن کی بیماری ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اسی لئے میں اِدھر اُدھر کر کے آپ کو ایڈوانس دیتا رہتا ہوں ۔۔۔۔۔ لیکن دیکھیں نا، آخر میں یہ سب کس طرح کر سکتا ہوں اور کب تک؟'' منیجر کا رویہ قدرے نرم ہوا۔

''دراصل ہم لوگ ایک بڑی پریشانی میں گرفتار ہو گئے ہیں ۔۔۔۔۔ اچانک یہ افتاد آن پڑی ہے ۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں کیا منظور ہے ۔۔۔۔۔ ہمیں پچاس ہزار کی ضرورت آن پڑی ہے۔ اگر یہ انتظام نہ ہو سکا تو بڑی مصیبت ہو جائے گی۔'' اُجالا نے پریشانی سے کہا۔

''پچاس ہزار ۔۔۔۔۔؟ آخر اتنے روپے آپ نے کیا کرنے ہیں؟'' منیجر چونکا۔

''جی ہاں ۔۔۔۔۔ ہماری بدقسمتی ۔۔۔۔۔ فارینہ کے پاس ایک نیکلس مرمت کے لئے آیا تھا۔ وہ کہیں گم ہو گیا ہے۔ اُس کی مالیت پچاس ہزار روپے تھی ۔۔۔۔۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم یہ نقصان پورا کردیں۔'' اُجالا نے شکستہ سے لہجے میں کہا۔

''اچھا ۔۔۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔۔۔ بہت افسوس ہے۔ مجھے آپ کے ساتھ ہمدردی ہے ۔۔۔۔۔ لیکن اس وقت اتنی رقم میں آپ کو نہیں دے سکتا۔ کوئی انتظام ہو سکتا تو میں ضرور کر دیتا۔'' منیجر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے بولا۔

اُجالا نے مایوس ہو کر ہونٹ کاٹا۔

''مجھے آپ سے بڑی توقع تھی منیجر صاحب! آپ نے مشکل حالات میں ہمیشہ میری مدد کی ہے۔''

''ہوں۔'' منیجر نے سر ہلایا اور کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ ''آپ مجھے جیولر کا پتہ دیں۔ میں اُس سے بات کرتا ہوں ۔۔۔۔۔ شاید کوئی بہتری کی صورت نکل آئے۔ وہ کوئی رعایت کر دے یا کم از کم رقم کی وصولی قسطوں میں ہی کر دے۔''

''یہ تو آپ کا بڑا احسان ہوگا۔'' اُجالا نے ممنون لہجے میں کہا۔

''چلئے ۔۔۔۔۔ آپ یہ پریشانی ذہن سے جھٹک دیں اور چل کر ریہرسل کریں۔

اور یہ اُمید رکھیں کہ انشاءاللہ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔''

اُجالا کو قدرے حوصلہ ہوا اور وہ اپنا بیگ اٹھا کر دروازے سے باہر نکل گئی۔

سارا وقت اُجالا اس خیال کو اپنے ذہن سے جھٹکتی رہی۔ اُس کی یہی کوشش رہی کہ خود کو ڈرامے کے کردار میں اس طرح جذب کر دے کہ اُسے گرد و پیش کی کوئی خبر نہ رہے ـــــ لیکن یہ بات جیسے اُس کے دماغ میں چپٹ کر رہ گئی تھی۔ اسی لئے اس کا دھیان پوری طرح سے ریہرسل کی طرف نہیں تھا اور وہ اپنا کردار درست طور پر ادا نہیں کر پا رہی تھی۔

ڈائریکٹر نے اُسے دو ایک بار ٹوکا تو اُسے فارینہ کی بیماری کا بہانہ بنانا پڑا۔

خدا خدا کر کے ریہرسل ختم ہوئی تو وہ سیدھی منیجر کے کمرے میں پہنچی اور چھوٹتے ہی ان سے پوچھا کہ کیا انہوں نے جیولر سے بات کی ہے۔

''ہاں ـــــ میں نے بات کی ہے ـــــ لیکن اب پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اُن کا نقصان پورا کر دیا گیا ہے۔'' منیجر نے خوش طبعی سے اطلاع دی۔

''نقصان پورا کر دیا گیا ہے؟'' اُجالا نے حیرت سے کہا۔ ''کس طرح؟ ـــــ کس نے پورا کیا ہے یہ نقصان؟''

''آپ کی بہن نے ـــــ اُس نے مجھے بتایا ہے کہ آج دوپہر آپ کی بہن اُس کی دکان پر گئی تھیں اور انہوں نے پچاس ہزار کی ادائیگی کر دی ہے۔'' منیجر نے بتایا۔

''اچھا ـــــ'' اُس نے حیرت سے کہا۔ ''یہ سب اُس نے کس طرح کیا ہے؟'' وہ بڑبڑائی۔

کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ اس نے کس طرح کیا ہے۔

''آپ پریشان نہ ہوں مس اُجالا! ـــــ ہو سکتا ہے انہوں نے اپنا کوئی زیور وغیرہ بیچ دیا ہو۔'' منیجر نے اُسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

لیکن اُجالا پر کوئی اثر نہیں ہوا ـــــ اُس کا دماغ اسی طرح الجھا رہا۔ اُس نے بمشکل شام کا شو نمٹایا اور جلدی سے کپڑے بدلے اور میک اپ اتارے بغیر گھر کی طرف بھاگی۔ فارینہ اُسے دروازے پر ہی مل گئی۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا اور وہ

مسکرا رہی تھی۔

اُجالا نے اُسے بازو سے تھاما اور سہارا دیتی ہوئی اندر لے آئی اور پریشانی سے بولی۔

''فارینہ! ـــــ تم نے مرزا صاحب کو اتنی بڑی رقم کہاں سے دی ہے؟''

''کاشف بھائی سے لے کر۔'' وہ بڑے اطمینان سے کہنے لگی۔

اُجالا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا ـــــ وہ تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ نزدیک پڑی ہوئی کرسی پر ڈھیر سی ہو گئی۔

''اوہو فارینہ! ـــــ یہ تم نے کیا، کیا ـــــ بھلا اُس کو یہ سب بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ ـــــ اُس کا یہ احسان لینے کو تمہیں کس نے کہا تھا؟''

''اس میں کیا حرج ہے؟ ـــــ انسان مصیبت میں ایک دوسرے کی مدد کرتا ہی ہے ـــــ اور پھر ہم اس کو ایک ایک پائی ادا کر دیں گے۔'' فارینہ کو قطعاً کوئی فکر نہیں تھا۔

وہ بے حد پریشان ہو گئی۔

''تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہئے تھا فارینہ! ـــــ میں نے منیجر سے بات کر لی تھی۔ کچھ نہ کچھ ہو جاتا۔ مگر تم ـــــ اوہ خدایا! تم کتنی جلد باز ہو ـــــ تم نے مجھ سے پوچھ تو لیا ہوتا۔''

''اوہو ـــــ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہیں۔ خوامخواہ ہی مجھ پر ناراض ہو رہی ہیں ـــــ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ کاشف بھائی نیکلس کے بارے میں جانتے تھے اور انہوں نے ہی کل مجھے کہا تھا کہ میں وہ پہن لوں ـــــ اگر وہ زور نہ دیتے تو شاید میں نہ ہی پہنتی کیونکہ آپ نے مجھے منع کیا تھا۔''

''مگر ـــــ'' اُجالا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازے کی گھنٹی بجی۔ وہ دروازہ کھولنے کے لئے اُٹھی۔ اُس کا خیال تھا کہ ڈاکٹر اسد ہو گا ـــــ مگر جیسے ہی اُس نے دروازہ کھولا، وہ ایک اجنبی چہرے کو دیکھ کر قدرے حیران ہوئی۔

اُس نے گہری نگاہ سے اُس غیر معمولی چوڑے شانوں والے دراز قد شخص کی

طرف دیکھا۔ اُس کی بھوری آنکھیں بہت غور سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھیں اور اُس کے چہرے پر ایک عجیب کرخت سا تاثر تھا۔ اُس نے اُجالا کو موقع نہیں دیا کہ وہ کچھ کہہ سکتی اور دہلیز سے اندر قدم رکھ دیا۔

''کون ہیں آپ؟'' اُجالا نے سختی سے کہا۔

اُس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

''میں بغیر اجازت اندر آیا ہوں ـــــ لیکن جو بات میں کرنے والا ہوں وہ دروازے سے باہر کرنا مناسب نہیں تھا۔'' اُس نے بھاری آواز میں کہا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟'' اُجالا نے خود کو سنبھالا۔

اُس نے جب غور سے اُسے سر سے پاؤں تک دیکھا تو اُجالا کو یاد آیا کہ اُس نے اپنا تیز میک اپ صاف نہیں کیا تھا ـــــ وہ ابھی تک دو انچ لمبی پلکیں لگائے ہوئے تھی اور اُس کے بالوں کا انداز بھی بے حد جدید اور شوخ تھا۔ وہ اُس کی گہری نگاہوں کو محسوس کر کے اپنا دوپٹہ درست کرتے ہوئے بولی۔

''کیا کام ہے آپ کو ـــــ آپ کس لئے یہاں آئے ہیں؟''

''میں تمہیں دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔'' اُس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

اُجالا کو اس کا انداز بہت برا لگا۔ اُس نے گھور کر اُس کی طرف دیکھا۔

''کون ہیں آپ؟ ـــــ اور کیا چاہتے ہیں؟''

''میں کاشف کا بڑا بھائی دانیال ہوں ـــــ میں نے آج صبح تمہارا ٹیلی فون سنا تھا۔ میں نے سوچا کہ ذرا تمہیں دیکھ بھی آؤں۔'' وہ لفظ چبا چبا کر بولا۔

''میرا ٹیلی فون؟'' اُجالا نے قدرے حیرت سے کہا۔

''ہاں ـــــ تمہارا ٹیلی فون ـــــ میں نے اتفاقاً گھر کے دوسرے حصے میں ریسیور اٹھا لیا تھا ـــــ جب میں نے تمہیں اس سے روپے مانگتے ہوئے پایا تو مجھے پوری گفتگو سننی پڑی۔ ہمیں پہلے بھی پتہ چلا تھا کہ تم کاشف سے محبت کی پینگیں بڑھا رہی ہو ـــــ لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہاری ضرورتیں بھی پوری کرتا ہے۔'' اُس کا انداز توہین آمیز تھا۔

اُجالا کو محسوس ہوا جیسے وہ گہرے پانیوں میں گھری ہوئی ہے اور اُسے تیرنا نہیں

آتا۔ اُس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ وہ بمشکل اتنا کہہ سکی۔

''آپ غلط کہہ رہے ہیں ـــــ میں نے کبھی ـــــ''

''تم جیسی لڑکیوں کے لئے جھوٹ بولنا تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ تم نے اس سے پچاس ہزار روپے مانگے ہیں۔ بولو ـــــ کیا اُس نے تمہیں پچاس ہزار روپے نہیں دیئے؟''

اُجالا کا جی چاہتا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ فارینہ نے اُسے کس مشکل میں ڈال دیا تھا۔ ان پچاس ہزار روپوں کی خاطر وہ اُسے کس قدر ذلیل کر رہا تھا۔ نہ وہ ہاں کر سکتی تھی نہ انکار کر سکتی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے اور گلے میں پھندے سے پڑ رہے تھے۔ اُس نے ہونٹ کاٹ کر خود پہ قابو پایا اور بولی۔

''یہ ہماری مجبوری تھی ورنہ ـــــ''

''تم ـــــ اور تم جیسی عورتوں کی مجبوریاں۔'' اُس نے کاٹ کھانے والے لہجے میں اُس کی بات کاٹی اور بے حد حقارت سے اُسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

اُجالا کے لئے یہ توہین برداشت کرنا محال ہو گیا۔ غصے سے بھڑک کر اُس نے ہاتھ اٹھایا۔

''نکل جائیں آپ یہاں سے۔''

لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ دانیال کے رخسار تک پہنچتا وہ اس کی آہنی گرفت میں تھا۔ ''مس اُجالا! ـــــ یہ ڈرامے بازیاں اپنے پاس رکھو۔'' اُس نے اتنے زور سے اُس کا ہاتھ جھٹکا کہ وہ لڑکھڑا گئی۔ ''اور یہ سمجھ لو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ کاشف کا پیچھا چھوڑ دو ـــــ اُس کی منگنی ہو چکی ہے اور عنقریب شادی ہونے والی ہے۔ تمہیں اُس کے راستے میں آنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اس کے لئے تم جتنا چاہو معاوضہ لے لو ـــــ لیکن اس سے ملنا چھوڑ دو۔''

اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر چیک بک نکالی۔

اُجالا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھتی رہ گئی ـــــ اُس کا سارا جسم پسینے میں نہا رہا تھا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس پرلے درجے کے مغرور شخص سے کس طرح نمٹے۔

"بولو ـــــ تمہیں کیا چاہیے؟ لاکھ؟ ـــــ دو لاکھ؟ ـــــ تین لاکھ؟؟"

وہ اُسے زخم لگانے لگا۔

اُجالا لرز گئی ـــــ ایسی توہین کبھی کسی نے نہیں کی تھی۔ وہ صدمے سے اس قدر نڈھال سی ہوگئی تھی کہ اس میں بولنے کی سکت بھی نہیں رہی تھی۔

"تم کون ہوتے ہو میری بہن کے ساتھ اس طرح بات کرنے والے۔" اچانک اُسے عقب میں فارینہ کی غصے سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ چونک کر پلٹی۔ فارینہ لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔

"تم کون ہو اس طرح مول تول کرنے والے؟ ـــــ جاؤ، اپنے بھائی کو جا کر منع کرو جس نے آپی کے ساتھ محبت کا ڈھونگ رچا رکھا ہے ـــــ جس نے نہ کبھی منگنی کا ذکر کیا ہے نہ شادی کا ـــــ وہ تو آپی کے پیچھے مرتا ہے۔ تم ان لاکھ دو لاکھ روپوں کو سمجھتے کیا ہو؟"

اُس کے جو منہ میں آ رہا تھا وہ کہتی جا رہی تھی اور اُس کی آواز ہر لحظہ بلند ہوتی جا رہی تھی۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ دوسروں کی کوئی عزت نہیں ہے؟ ـــــ دوسروں کا کوئی وقار نہیں ہے؟ تم ـــــ تم ـــــ" اُس کی آواز چیخوں میں بدلتی گئی۔

اُجالا اُس کی طرف دوڑی۔ اُسے اندازہ ہوگیا تھا کہ فارینہ کو دورہ پڑ چکا ہے۔ اُس نے آگے بڑھ کر اُسے سنبھالا لیکن وہ بے قابو ہو رہی تھی۔ اُس کے منہ سے جھاگ سے نکلنے لگے تھے ـــــ اور وہ ٹوٹے پھوٹے لفظ بول رہی تھی۔ اُجالا نے اُسے دونوں شانوں سے تھام کر قریبی صوفے پر بٹھانا چاہا لیکن وہ سنبھل نہیں رہی تھی۔

دانیال نے آگے بڑھ کر فارینہ کو مضبوطی سے تھام کر صوفے پر بٹھا دیا۔ مگر وہ اُس کے ہاتھوں سے نکل نکل رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں اور منہ سے کف نکل رہا تھا۔ وہ اب بھی کچھ کہہ رہی تھی لیکن اس کے لفظ صاف نہیں تھے۔

"اب ہوگئی ہے آپ کی تسلی؟" اُجالا نے غصے سے کہا۔ "آپ یہاں سے تشریف لے جائیں تو میں ڈاکٹر کو بلاؤں۔"

"میں بھی ڈاکٹر ہوں۔" اُس نے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہا اور ایک زوردار تھپڑ فارینہ کے رخسار پر رسید کیا۔

اُجالا کانپ کر آگے بڑھی اور اُسے فارینہ سے دور ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "ہٹ جائیں آپ ـــــ یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"

اُس نے اُجالا کو پرے دھکا دیا اور ایک دوائی کا نام لے کر بولا۔

"آپ کے پاس یہ کیپسول ہیں؟ ـــــ اگر ہیں تو جلدی سے لے کر آیئے۔ اور ایک گلاس نیم گرم پانی۔"

اُجالا کو قدرے اطمینان ہوا۔ اُس نے اُسی کیپسول کا نام لیا تھا جو ڈاکٹر اسد نے فارینہ کے لئے تجویز کئے تھے۔ وہ دوڑ کر گئی اور کیپسول لے آئی۔ دانیال نے انہیں گرم پانی میں حل کیا اور فارینہ کو زبردستی پلا دیا۔

ہولے ہولے اس کے ہاتھوں پیروں کا تناؤ کم ہوا اور وہ پُرسکون ہوتی گئی۔ اُجالا نے اُسے صوفے پر لٹانے کے لئے اُس کا پہلو بدلا۔ دانیال نے اُسے سہارا دیا اور اُسے آرام سے لٹاتے ہوئے بولا۔

"کیا آپ کی بہن کو اکثر ایسے دورے پڑتے ہیں؟"

"جی ـــــ" اُجالا کی آنکھیں نم ہوگئیں اور وہ ہونٹ کاٹ کر بولی۔ "اسی نے صبح کاشف صاحب کو فون کیا تھا۔ میں گھر پہ نہیں تھی۔ مجھے اس بارے میں کچھ پتہ نہیں۔ لیکن آپ ـــــ" اُس کا لہجہ رُندھ گیا اور وہ بات ادھوری ہی چھوڑ کر خاموش ہوگئی۔

"اس وقت نہیں ـــــ" اُس نے بھاری آواز میں کہا۔ "پھر کسی وقت اس موضوع پر بات ہوگی ـــــ ابھی آپ اپنی بہن کو سنبھالئے۔" وہ اتنا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اُجالا وہیں حیران سی کھڑی رہ گئی۔



اُس کا ذہن شدید طور پر اُلجھ گیا تھا۔

اپنی توہین کے احساس نے اُس کا پل پل بے چین کر دیا تھا۔

اُسے بار بار کاشف کا خیال آتا تھا ـــــ اُس کی کچھ کہتی ہوئی آنکھیں، مضطرب کر دینے والی نگاہیں ـــــ اپنے اندر سینکڑوں مفہوم سمیٹے ہوئے لفظ، سب ایک دھوکا اور فریب سا معلوم ہو رہے تھے۔ اُس نے اپنی منگنی کا تذکرہ کبھی نہیں کیا تھا۔ نہ ہی یہ بتایا تھا کہ اُس کی شادی ہونے والی ہے۔ نہ جانے اُس کے دل میں کیا تھا۔ وہ وقت گزارنا چاہتا تھا یا کوئی سچا جذبہ اُسے یہاں تک لے آیا تھا۔

وہ رات بھر کروٹیں بدلتی رہی۔ لیکن نیند کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ فارینہ تو دوا کے اثر سے غافل پڑی تھی۔ مگر اُسے کسی کروٹ، کسی پہلو قرار نہیں تھا۔ دانیال کے کہے ہوئے لفظوں نے اُسے زخم زخم کر دیا تھا۔

صبح وہ جلد ہی اٹھ بیٹھی لیکن کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا ـــــ بے دلی سے اُس نے سارے معمولات نمٹائے مگر فارینہ بیدار نہیں ہوئی۔ اُجالا نے بھی اُسے نہیں جگایا۔ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ دماغی دورہ پڑنے کی صورت میں اسے زیادہ سے زیادہ آرام کرنا چاہیے۔

ریہرسل پر جانے کا وقت ہو چلا تھا ـــــ اُس نے فارینہ کا ناشتہ بنا کر اُس کے پلنگ کے ساتھ رکھ دیا اور ہمسائی خالہ کو اُس کا خیال رکھنے کا کہہ کر گھر سے باہر نکل آئی۔

اُس کا خیال تھا کہ وہ اس ماحول سے نکلے گی تو ان واقعات کو بھول جائے گی جنھوں نے اُس کے سارے لمحوں کو ایک کرب میں ڈھال دیا تھا۔ لیکن گھر سے باہر بھی

پریشان خیالی نے اُس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ وہ اپنا کام پوری توجہ سے نہیں کر سکی۔ پروڈیوسر نے بڑی تشویش سے پوچھا کہ اس کے ساتھ کوئی مسئلہ تو نہیں ـــــ نرگس بھی بہت دیر تک اُس کے پیچھے پڑی رہی۔ منیجر نے اس سے کہا کہ وہ چند دن اس معمول سے الگ رہے اور چھٹیاں لے کر آرام کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہو گا۔

مگر وہ اپنے کام کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ وہ چند دن گھر بیٹھ جاتی تو گھر کا خرچ کہاں سے چلتا ـــــ فارینہ کا علاج کس طرح جاری رہتا۔ اور اسٹیج کی دنیا تو ایسی دنیا ہے جہاں سے الگ ہو جانے والوں کو فوراً ہی بھلا دیا جاتا ہے۔ وہ یہ خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی۔

اُس نے فارینہ کی بیماری کا عذر تراشا اور پروڈیوسر کو یقین دلایا کہ وہ بہت جلد خود کو سنبھال لے گی تاکہ اُسے شکایت کا موقع نہ ملے۔

جیسے ہی شو ختم ہوا وہ ٹیکسی لے کر گھر پہنچی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ راہداری طے کر کے لاؤنج میں پہنچی تو دیکھا فارینہ کی وہ مخصوص کرسی خالی تھی جہاں عموماً وہ بیٹھ کر زیورات مرمت کرنے کا کام کیا کرتی تھی۔

وہ کچھ پریشان سی ہو گئی۔ رات کے شدید دورے کے بعد نہ جانے اب اُس کی حالت کیسی تھی۔ وہ اُسے پکارتی ہوئی اُس کے کمرے میں داخل ہوئی لیکن دروازے پر ہی ٹھٹک گئی ـــــ دانیال، فارینہ کے بیڈ کے قریب کرسی ڈالے بیٹھا تھا۔

''آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟'' اُجالا نے ناگواری سے کہا۔

''ڈاکٹر دانیال مجھے دیکھنے آئے ہیں آپی!'' اُس کی بجائے فارینہ نے جواب دیا۔

اس کے انداز اور لہجے میں ایک کھنک تھی۔

اُجالا نے حیرت سے دونوں کی طرف دیکھا۔ فارینہ کا چہرہ ایک خوشگوار تاثر کا حامل تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ڈاکٹر دانیال کی صدیوں سے شناسا ہے ـــــ اور ڈاکٹر دانیال بڑی دلچسپی سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اُس کی بھوری آنکھیں غیر معمولی طور پر خوبصورت تھیں اور اُس کے سلیقے سے بنے ہوئے بال اُس کی آنکھوں سے ہم رنگ تھے۔ اُس نے بہترین سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کا اندازِ نشست بہت باوقار تھا۔

اس غیر معمولی صورتحال نے اُجالا کو اور زیادہ غصہ دلایا ـــــــ اُس نے تیوری چڑھا کر ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا اور درشتی سے بولی۔

"آپ کو یہ زحمت فرمانے کی ضرورت نہیں تھی ـــــــ آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ یہاں اکیلے رہتے ہیں اور محلے میں ہماری عزت کی جاتی ہے۔"

"میں نے کل آپ سے کہا نہیں تھا کہ اس موضوع پر پھر بات ہوگی۔ مس فارینہ کی مزاج پُرسی کے علاوہ میرا مقصد آپ سے بات کرنا بھی تھا۔" اُس نے بڑی بُردباری سے کہا۔

اُجالا کی ناگواری میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اُس نے بڑی سنجیدگی سے ڈرائنگ روم کی طرف اشارہ کیا۔

"آیئے ـــــــ بات کیجئے ـــــــ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

وہ فوراً ہی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیئے ـــــــ!"

اُجالا اُس کے آگے آگے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ وہ مینٹل پیس پر ایک بازو رکھ کر کھڑا ہوگیا اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

"میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں نے آپ کو غلط سمجھا۔ آپ کی بہن سے گفتگو کرنے کے بعد مجھے اندازہ ہوگیا ہے کہ اس میں آپ سے زیادہ کاشف کا قصور ہے۔ خیر، وہ تو ویسے بھی پلے بوائے قسم کا لڑکا ہے۔"

اُجالا نے پریشانی سے اپنے ہونٹ کاٹے ـــــــ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان کے حالات کی وجہ سے کوئی ان پر ترس کھائے۔ اُس نے جرأت سے اُس کی آنکھوں میں دیکھا اور مضبوط لہجے میں بولی۔

"تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں ـــــــ اب اور آپ کو کیا کہنا ہے؟ ـــــــ یہ آپ یقین رکھیں کہ کاشف صاحب سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور ـــــــ اور ہم ان کی ایک ایک پائی بہت جلد چکا دیں گے۔"

"میری پوری بات تو سن لیجئے۔" اُس نے نرمی سے کہا۔

اُجالا نے سوالیہ نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔ اُس نے اپنے بالوں میں ہاتھ

پھیرا اور مسکرا کر بولا۔

"دراصل کل بات اتنی نہ بڑھتی اگر آپ کا حلیہ کچھ ذرا بہتر ہوتا۔"

اُجالا نے اُلجھ کر بے ساختہ کہا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

وہ ہنس پڑا۔

"دراصل کل آپ اپنے بالوں کے انداز اور عجیب وغریب میک اپ سے کچھ ایسی ـــــــ" اُس نے تھوڑا توقف کیا، جیسے موزوں الفاظ تلاش کر رہا ہو، پھر سر جھٹک کر بولا۔ "اب میں کوئی لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا، کہیں آپ برا نہ مان جائیں۔ اسی وجہ سے مجھے آپ کو سمجھنے میں اور بھی غلطی ہوئی۔"

"میں فارینہ کی وجہ سے پریشان تھی اور بغیر میک اپ وغیرہ صاف کئے گھر آ گئی تھی یہاں جلدی پہنچنے کی فکر میں ـــــــ لیکن آپ نے جو کچھ سمجھا تھا، مجھے سمجھا بھی دیا تھا ـــــــ اور ـــــــ"

"میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔" اُس نے فوراً ہی اس کی بات کاٹ دی۔

"میرا خیال ہے کہ اب آپ تشریف لے جائیں تو بہتر ہے۔" اُجالا نے بغیر کوئی لحاظ کئے صاف ہی کہہ دیا

"نہیں ـــــــ ابھی میری بات تو ختم نہیں ہوئی۔" وہ بولا۔

"ابھی اور کیا کہنے کے لئے رہ گیا ہے؟" اُجالا نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

"آپ کو معلوم ہے نا کہ میں ایک ڈاکٹر بھی ہوں ـــــــ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کی بہن کب سے معذور ہیں۔" اُس نے پیشہ وارانہ انداز میں استفسار کیا۔

اُجالا کو اُس کے انداز پر حیرت ہوئی۔ پھر اُس نے سوچا کہ اُسے فارینہ کے بارے میں بتانے میں تو کوئی حرج نہیں ـــــــ وہ ایک مشہور نیوروسرجن تھا۔ اُس نے اُس کا نام تو سن رکھا تھا ـــــــ لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کاشف کا بھائی ہے۔ اُس نے آہستگی سے اُسے بتایا۔

"فارینہ پیدائشی طور پر ہی معذور ہے۔"

"شروع سے ہی چلنے میں اُسے اتنی دقت ہوتی ہے یا پہلے وہ کچھ بہتر تھی؟" وہ بولا۔

"نہیں ـــــ اُس کی یہ حالت گزشتہ ایک سال سے ہے ـــــ جب سے ممی ڈیڈی کو ایک حادثے نے ہم سے چھین لیا ہے۔ اس وقت سے اسے دورے بھی پڑنے لگے ہیں اور چلنے میں بھی زیادہ دُشواری ہوتی ہے۔" اُجالا نے بتایا۔

"ہوں ـــــ" اُس نے لمبی سی ہوں کی۔ "آپ کو معلوم ہے کہ یہ دورے خطرناک بھی ہو سکتے ہیں ـــــ مس فارینہ کو فوری چیک اپ کی ضرورت ہے۔"

اُجالا دھک سے رہ گئی۔ اُس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"ہمارے فیملی ڈاکٹر اُسے دوائیاں دے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ـــــ"

"مس اُجالا! آپ ایک ڈاکٹر سے بات کر رہی ہیں ـــــ اور میں یہ سب بحیثیت ایک ڈاکٹر کے کہہ رہا ہوں۔ آپ کی بہن کو بہت جلد ایک مکمل چیک اپ اور علاج کی ضرورت ہے۔" وہ سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"میں ـــــ میں تو سب کچھ فارینہ کے لئے ہی کرتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکے اور زندگی میں گرمجوشی سے حصہ لینے کے قابل ہو جائے۔ میں نے اسی لئے اسٹیج کی دنیا کو چنا ہے کہ میں اتنا کچھ جمع کرلوں کہ فارینہ کو ملک سے باہر علاج کے لئے لے جاؤں۔" اُس نے پوری سچائی سے کہا۔

"باہر جانے کی کیا ضرورت ہے ـــــ اس کا علاج تو اپنے ملک میں بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ آپ کے اپنے اسی شہر میں۔" وہ بولا۔

"مگر اس کے لئے بہت سرمایہ چاہئے ـــــ جو ہمارے پاس نہیں ہے۔" اُجالا نے افسردگی سے کہا۔

"اس کا بھی ایک حل ہے۔" اُس نے گمبھیر سے لہجے میں کہا۔

"وہ کیا؟" اُجالا نے استفسار کیا۔

"وہ یہ۔" وہ لمحے بھر کو رکا اور پھر جیسے اُس نے دھماکا کر دیا۔ "کہ آپ مجھ سے شادی کر لیجئے۔"

اُجالا بھونچکی سی رہ گئی ـــــ اُسے خیال ہوا کہ اُس نے صاف طور پر نہیں سنا۔

اُس نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا۔

"ہاں ـــــ آپ نے ٹھیک سنا ہے ـــــ میں نے آپ کو شادی کی پیش کش

کی ہے۔" وہ بڑے اطمینان سے دوہرا رہا تھا۔

وہ جیسے خود میں سمٹ سی گئی اور حیران سی ہو کر اتنا ہی کہہ سکی۔ "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

وہ ہنس پڑا۔ "آپ اتنی پریشان نہ ہوں مس اُجالا! ـــــ دراصل یہ میری بھی مجبوری ہے۔ آپ بھی ضرورت مند ہیں ـــــ تو ہم دونوں ایک دوسرے کی مدد بخوبی کر سکتے ہیں۔"

اُجالا کچھ بھی نہیں سمجھی اور خوبصورت آنکھوں میں حیرت بھر کر اُس کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ اُس کی حالت دیکھ کر پھر ہنس پڑا اور مزاحیہ انداز میں بولا۔

"مس اُجالا! اگر آپ سکتے کی کیفیت سے باہر نکل آئیں تو میں آپ کو سمجھاؤں۔ لیکن یقین کیجئے کہ مجھے آپ سے کوئی محبت وحبت نہیں ہے ـــــ اور یہ اصلی والی شادی بھی نہیں ہوگی ـــــ یہ تو بس ایک معاہدہ ہے۔ میں آپ کی ضرورت پوری کروں گا اور آپ میرے کام آ جایئے۔"

اُجالا ایک لمحے کو سُن سی ہوگئی ـــــ اُس نے ناگواری سے اُس کی طرف دیکھا۔

"آپ کس قدر کاروباری ذہنیت رکھتے ہیں ڈاکٹر دانیال! ـــــ آپ کا کیا خیال ہے کہ ہماری کوئی عزت نہیں ہے؟"

"اس میں عزت، بے عزتی کا کیا سوال ـــــ آخر آپ کو اپنی بہن کا علاج تو کروانا ہی ہے نا ـــــ اور آپ اس کے لئے اسٹیج پر اداکاری کرتی ہیں نا۔ کبھی کسی کی محبوبہ بنتی ہیں ـــــ کبھی کسی کی بیوی اور کبھی کسی کی بہن ـــــ تو وہاں اسٹیج پر نہ سہی، ہمارے گھر پر سہی، آپ کو تو اداکاری ہی کرنی ہے اور اپنا مقصد حاصل کرنا ہے۔ یعنی مس فارینہ کا علاج۔"

اُجالا لاجواب سی ہوگئی۔ اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ایک جانب فارینہ کی صحت اور زندگی کا سوال تھا اور دوسری جانب اُس کی اپنی زندگی داؤ پر لگ رہی تھی۔ وہ نہ انکار کر سکتی تھی نہ اقرار ـــــ یہ کیسا دوراہا تھا جس پر اُس شخص نے اُسے لا کھڑا کیا تھا اور اب بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ کون سا رشتہ چنتی ہے۔ اُس نے پریشانی سے سر جھٹکا اور طنزیہ سے لہجے میں بولی۔

"رات تو آپ کاشف صاحب کو مجھ سے بچانے کی فکر میں تھے۔ اور اب ــــ"

وہ فقرہ مکمل نہیں کر سکی اور بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

وہ زور سے ہنس پڑا۔

"وہ دوسری بات ہے مس اُجالا! ــــ کاشف نے اپنی پسند سے مس مہرین بشیر احمد سے منگنی کی ہے اور عنقریب دونوں کی شادی ہونے والی ہے ــــ اُس نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا کہ وہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتا۔ وہ اِدھر اُدھر دوستی کرتا رہتا ہے۔ یہ مہرین بھی جانتی ہے۔ لیکن آپ کے ساتھ اُس کی دوستی خطرناک ہو سکتی تھی۔ آپ مشہور اداکارہ ہیں ــــ یہ بات تو منٹوں میں خبر بن سکتی تھی۔ پھر میں نے ٹیلی فون پر پچاس ہزار روپوں کی بات سنی تو میں نے سوچا کہ یہ کاشف کے حق میں بھی بہتر نہیں ہے ــــ اسی لئے میں آپ کو منع کرنے چلا آیا تھا۔ رہی میری بات تو والدہ زور دے رہی ہیں کہ میں شادی کر لوں ــــ وہ بیمار رہتی ہیں اور یہ ان کی آخری خواہش ہے کہ میرے سر پر سہرا دیکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں بہلا دوں۔ ورنہ میں شادی کی خرافات میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اب آپ سوچ لیجئے کہ یہ سودا آپ کے لئے کیسا رہے گا ــــ آپ اپنی بہن سے بھی مشورہ کر لیجئے، پھر مجھے بتا دیجئے گا۔"

وہ اتنا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا اور اُجالا وہیں گم سم سی کھڑی رہ گئی۔

اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اُس نے جو کچھ سنا ہے وہ درست ہے۔ ہزاروں پریشانیاں اور وسوسے اُس کے چاروں طرف چکرا رہے تھے ــــ کبھی اُسے فارینہ کا خیال آتا تھا اور کبھی اپنے مستقبل کا ــــ ایک کاروباری انداز کی شادی اُسے کیا دے سکتی تھی؟ ــــ نہ محبت ــــ نہ کوئی لطیف جذبہ ــــ نہ مستقبل کی کوئی آس ــــ نہ جانے کس وقت اُس کی ماں اس دنیا سے رخصت ہو جائے اور وہ اُسے پھر بے یار و مددگار چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے تو وہ کیا کرے گی ــــ کس کا دامن تھامے گی ــــ کسے ساتھی بنائے گی؟

مگر فارینہ ــــ فارینہ پھر اُس کے سامنے ایک سوالیہ نشان بن کر کھڑی ہو جاتی تھی۔ وہ اپنا آپ داؤ پر لگا کر اُسے تو بچا سکتی تھی، اُس کا مستقبل تو محفوظ کر سکتی تھی۔

ان لا انتہا سوچوں نے اُس کا دماغ چکرا کر رکھ دیا ــــ وہ وہیں ایک صوفے

پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اُس میں اُٹھنے کی سکت بھی نہیں رہی تھی۔

اچانک اُسے اپنے شانے پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا ــــ اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا، فارینہ اُس کے روبرو تھی۔

"آپی! ــــ میں نے سب کچھ سن لیا ہے۔" وہ بولی۔

اُجالا نے دیکھا کہ اُس کی آنکھوں میں ایک نئی اُمید کی آس ہے ــــ اُس کے معصوم چہرے پر اطمینان اور خوشی ہے ــــ اُسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ اُس نے دانتوں تلے نچلا ہونٹ دبایا اور شکستہ سے لہجے میں بولی۔

"فاری! ــــ سب لوگ کیا کہیں گے؟ یہ اچھی بات تو نہیں ہو گی۔"

"آپی! لوگ تو اب بھی بہت کچھ کہتے ہیں ــــ کئی ممی ڈیڈی کے ملنے والے ہم سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ بعض محلے دار بھی تو ہمیں بری نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے ہم کوئی برے لوگ ہیں ــــ اس طرح بھی لوگ کہتے ہیں، اُس طرح بھی کہیں گے۔ بات تو ایک ہی ہے۔ لوگوں کی زبانیں کون روک سکتا ہے ــــ انہیں تو کوئی مطمئن نہیں کر سکتا۔" فارینہ ہولے ہولے کہنے لگی۔

اُجالا نے پھر اُس کی طرف دیکھا ــــ وہ اُس کی گفتگو میں اُس کے دل کو بولتے ہوئے سن رہی تھی۔ وہ جو بات اپنی زبان پر نہیں لا رہی تھی وہ اُس کے لفظوں میں سنائی دے رہی تھی۔

اُس نے ہولے سے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور محتاط لہجے میں بولی۔

"فارینہ! اس طرح کے کاروباری رشتوں میں پائیداری تو نہیں ہوتی۔ کیا خبر وہ کب ہمیں اپنی زندگی سے نکال باہر کرے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا آپی ــــ!" فارینہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔ "اگر وہ اسے ایک معاہدے کی طرح سے کرنا چاہتے ہیں تو ہم اپنی شرائط بھی منوائیں گے۔"

"کیسی شرائط؟" اُجالا کو فارینہ کی ہوشیاری پر حیرت ہوئی۔

"کچھ ایسی شرائط کہ اگر وہ ہمیں چھوڑنا چاہے تو ہم مالی طور پر محفوظ ہوں اور ہمیں زندہ رہنے کے لئے اتنی جدوجہد نہ کرنی پڑے۔" فارینہ بڑے اطمینان سے کہنے لگی۔

"فاری! ــــ تم کتنی ہوشیار ہو۔" اُجالا نے ہنس کر کہا۔

"تو پھر آپی! کیا خیال ہے؟" اُس نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

اُجالا چند لمحے سوچتی رہی پھر اُس نے جیسے دل ہی دل میں کچھ طے کرلیا اور بولی۔

"ٹھیک ہے فارینہ! ـــــ ہمیں زندہ رہنے کے لئے یہ رسک لینا ہی پڑے گا۔"

فارینہ نے مسرت سے اُسے گلے لگالیا۔

"آپی! یہ ہے تو رسک۔ لیکن بڑا خوبصورت رسک ہے۔ ڈاکٹر دانیال ہیں بہت شاندار شخصیت۔ اور پھر اُن کا بنگلہ، اُن کی کار، نوکر چاکر اور سب کچھ ـــــ"

اُجالا جواباً خاموش رہی ـــــ اُس نے بالکل ایک مشین کی طرح یہ فیصلہ کیا تھا ـــــ نہ اُس نے اپنے جذبوں کی پرواہ کی تھی نہ اپنے دل کا کچھ خیال کیا تھا ـــــ نہ اُسے کوئی خوشی تھی نہ غم ـــــ وہ کچھ بے حس سی ہو چکی تھی۔

فارینہ نے اُس کا شانہ ہلایا۔

"آپی! ـــــ صبح اُنہیں فون پر بتا دیں گے۔"

"آں ـــــ ہاں ـــــ" اُجالا چونکی۔ "فاری! تم اُنہیں بتا دینا۔ میں بات نہیں کروں گی۔"

فارینہ کے لئے جیسے یہ سب ایک کھیل تھا۔ وہ رات شاید ٹھیک طرح سے سوئی بھی نہیں۔ صبح ناشتہ کر کے ابھی اُجالا تیار ہو رہی تھی کہ اُس نے ڈاکٹر دانیال کا نمبر ملا لیا۔

اُجالا کی ساری حسیں بیدار ہو گئیں ـــــ وہ دل ہی دل میں خود کو بڑا حقیر سا محسوس کر رہی تھی۔ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بکاؤ مال ہے۔ اُس کے کان فارینہ کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔

"ہیلو ـــــ ڈاکٹر صاحب! میں نے سوچا آپ کو صبح صبح اچھی خبر سنا دوں۔ ہم لوگوں کو آپ کی پیش کش قبول ہے۔"

دوسری طرف نہ جانے ڈاکٹر دانیال کا کیا ردِعمل ہوا ـــــ اُس نے فارینہ کو کہتے ہوئے سنا۔

"مجھے آپی نے ہی کہا ہے کہ میں آپ کو بتا دوں۔" "کیا؟ ـــــ آپ اُن سے خود بات کرنا چاہتے ہیں؟ ـــــ ویسے میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آپ اُن سے پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔" فارینہ نے ریسیور میں کہا اور زور سے پکاری۔

"آپی! ـــــ آپی! ڈاکٹر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

اُجالا جھلائی ـــــ وہ بھلا اُس سے کیا بات کرے گی ـــــ اُس سے کیا کہے گی۔ اُسے بے حد خفت محسوس ہو رہی تھی۔ فارینہ تھی کہ مسلسل اُسے پکار رہی تھی۔ اُس کے لئے انکار کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ وہ اُلجھی ہوئی سی قریب آئی اور اُس نے ریسیور ہاتھ میں لیا۔

"ہیلو ـــــ!"

"مس اُجالا! ـــــ آپ کی بہن نے جو کچھ کہا ہے کیا وہ درست ہے؟" دوسری طرف سے اُس کی گمبھیر سی آواز سنائی دی۔

"جی۔" اُجالا بمشکل منمنائی۔

"بہت خوب ـــــ آپ نے مناسب فیصلہ کیا ہے۔" اُس نے اتنے سپاٹ لہجے میں کہا کہ اُجالا جل کر رہ گئی۔ اُسے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اُس کے انداز میں نہ کوئی جذبہ ہے نہ لگاؤ ـــــ وہ درحقیقت اُسے ایک کاروبار ہی سمجھ رہا تھا۔

"جی ہاں ـــــ ہمارے حالات نے ہمیں یہ زہر پینے پر مجبور کر دیا ہے۔" اُجالا بھی اپنی لاتعلقی ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکی۔

"آپ کچھ مبالغہ فرما رہی ہیں ـــــ لیکن میڈیکل کی اصطلاح میں بعض اوقات زہر بھی جان بچانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔" وہ بولا۔

"جی ـــــ ہم خود کو زمانے کی چیرہ دستیوں سے بچانا چاہتے ہیں۔" اُجالا نے خشک لہجے میں کہا۔

"تو آپ کب تک شادی کے لئے تیار ہیں؟" اُس نے اچانک پوچھا۔

اُجالا خفیف سی ہو گئی۔ وہ متذبذب ہوئی۔ تھوڑا اٹکی اور پھر ہمت کر کے بولی۔

"جب کاروبار ہی کرنا ہے تو کسی بھی وقت سہی۔"

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے بھی ذرا جلدی ہی ہے۔ میں آج رات آپ سے مل کر ضروری تفصیلات طے کر لوں گا ـــــ آپ تیار رہیے گا۔" اُس نے اتنا کہہ کر فون بند کر دیا۔ اُجالا اسی طرح ریسیور تھامے کھڑی رہی۔

فارینہ نے اُس کا شانہ ہلایا۔

"بس آپی! اب ہوش کی دنیا میں آ جائیں۔"

اُجالا نے چونک کر ریسیور رکھ دیا اور بڑبڑائی۔

"اب ہوش کی دنیا میں کیا آنا ہے۔"

٭٭٭

اُس نے شو میں بمشکل اپنا کردار نبھایا اور اپنا بیگ سنبھال کر جلدی جلدی باہر نکلی۔ اُس کا خیال تھا کہ ڈاکٹر دانیال گھر پر اُس کا انتظار کر رہا ہوگا۔

وہ ٹیکسی کے انتظار میں کھڑی تھی کہ اچانک ایک چمکیلی، سیاہ کار اُس کے قریب آن رکی۔ اُس نے چونک کر دیکھا اور کانپ سی گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر دانیال بیٹھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

"آیئے۔" اُس نے اگلی نشست کا خود کار دروازہ کھولا۔

اُجالا کے لئے انکار کرنا ممکن نہیں تھا۔ آنے والے دنوں میں وہ اُس شخص سے شادی کرنے والی تھی تو اُس کے ساتھ کار میں بیٹھ جانے میں کیا حرج تھا ـــــ وہ بغیر کچھ کہے چپ چاپ اُس کے برابر جا بیٹھی۔

اُس نے ایک گہری نگاہ اُس پر ڈالی اور زیرِ لب مسکراتے ہوئے بولا۔

"شکر ہے کہ آپ اپنا وہ عجیب وغریب میک اپ اُتارنا نہیں بھولیں۔"

"وہ میک اپ اسٹیج کی ضرورت ہوتا ہے ـــــ ورنہ مجھے میک اپ وغیرہ کا شوق نہیں ہے۔" اُجالا نے بے نیازی سے کہا۔

"یہ ایک اچھی بات ہے۔ ورنہ آپ کو دقت ہوتی۔" وہ بولا۔ اور اس کے بعد ایک طویل خاموشی نے دونوں کا رابطہ جیسے منقطع کر دیا۔ اُجالا اپنی اُلجھی ہوئی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی اور وہ شاید خاموش طبع تھا جب ہی اُس نے ازخود کوئی بھی بات نہیں کی اور بڑی مہارت سے کار چلاتا رہا۔

اُجالا کے پاس بھی کہنے کے لئے کچھ نہیں تھا ـــــ وہ چپ چاپ بیٹھی شیشے سے باہر آتی جاتی ٹریفک کو دیکھتی رہی۔

ڈاکٹر دانیال نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے باہر کھڑی کر دی۔ اُجالا نے اُس کی طرف دیکھا۔

"آپ کو گھر چلنا چاہئے ـــــ فارینہ اکیلی ہے۔"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے ـــــ مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت نہیں۔" اُس نے بھینچے ہوئے لبوں کے ساتھ کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

اُجالا کو اُسکا اس طرح کہنا بہت برا لگا۔ لیکن وہ بات بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ بھی خاموشی سے باہر نکل آئی۔

ریسٹورنٹ کے اندر جا کر اُسے اندازہ ہوا کہ وہ ایک مہنگا مگر سادہ ریسٹورنٹ تھا۔ ایک نیم تاریک گوشے میں اُن کے لئے ٹیبل پہلے سے بُک تھی۔ وہ ایک عجیب کشمکش کے انداز میں گھری اس کے مقابل بیٹھ گئی ـــــ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس عجیب وغریب صورتحال سے کیونکر نمٹے۔ وہ خاموش بیٹھی یونہی پہلو بدل رہی تھی۔ اُس کے دلکش چہرے پر ابھی تک کہیں کہیں اُترے ہوئے میک اپ کے دھبے تھے۔ اُس کی حیران آنکھیں زرد روشنی میں ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔

بیرا چائے رکھ گیا۔ لیکن وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔ گم سم ـــــ چپ چاپ۔

"کتنی چینی؟" ڈاکٹر دانیال کی آواز پر وہ چونکی۔

"آدھا چمچہ۔" اُس نے جلدی سے کہا۔

ڈاکٹر دانیال نے چائے بنا کر پیالی اُس کی طرف بڑھائی۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ نے یہ فیصلہ بہت مجبوری میں کیا ہے ـــــ یہی معاملہ میرے ساتھ بھی ہے۔ اگر والدہ کی طبیعت اتنی خراب نہ ہوتی تو میں وقت گزار سکتا تھا۔ اُن کا اصرار ہے کہ کاشف کی شادی سے پہلے لازماً میری شادی ہونی چاہئے۔"

اُجالا اپنے سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی سے اُٹھتی ہوئی بھاپ کو دیکھتی رہی۔

ڈاکٹر دانیال نے اپنی بات جاری رکھی۔

"اسے آپ بڑی آسانی سے ایک معاہدہ بھی کہہ سکتی ہیں۔ ہم دونوں اس کا احترام کریں گے ـــــ میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اسے بہتر طور پر نبھائیں گی اور دوسروں کو اس کی خبر نہیں ہونے دیں گی کہ یہ محض نام کی شادی ہے۔ خصوصاً میری والدہ کا آپ کو بہت خیال رکھنا ہوگا۔"

اُجالا نے ان خوبصورت آنکھوں میں دیکھا جن میں محبت کا کوئی رنگ نہیں تھا۔ وہ بڑے کاروباری انداز میں اُسے جیسے معاملے کی اُونچ نیچ سمجھا رہا تھا۔ اُس کے سپاٹ کاروباری انداز نے جیسے ساری صورتحال کو ہی بدل دیا۔۔۔۔ اُجالا جو پہلے ایک عجیب سی جھجک محسوس کر رہی تھی، اسے بھی حوصلہ ہوا۔ وہ بھی سب کچھ بھول کر کاروباری انداز میں اُتر آئی۔

"ڈاکٹر صاحب!۔۔۔۔ میں کوشش کروں گی کہ اپنا رول صحیح طور پر نبھاؤں۔ مگر جواباً آپ کو میری بہن کا اسی طرح خیال رکھنا ہوگا جس طرح میں آپ کی والدہ کا رکھوں گی۔ آپ کو اُس کا علاج بھی کرانا ہوگا اور۔۔۔۔ اور۔۔۔۔" وہ ایک مرتبہ پھر جھجک گئی۔

"جی۔۔۔۔ کہیے، کہیے۔" ڈاکٹر دانیال نے چائے کا بڑا سا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"اور یہ کہ آپ یہ معاملہ اس وقت تک ختم نہیں کریں گے جب تک فارینہ ٹھیک نہیں ہو جاتی۔۔۔۔ میں اُسی کی خاطر تو یہ سب کر رہی ہوں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ میں ایک عرصہ تک اس قابل نہیں ہو سکوں گی کہ اس کا علاج ٹھیک طرح سے کروا سکوں۔ اور اس کی حالت بگڑتی جا رہی ہے۔" وہ افسردہ سی ہو گئی۔

"اور کچھ۔۔۔۔؟" اُس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"اور۔۔۔۔ اور یہ۔۔۔۔" اُجالا نے اٹکتے ہوئے کہا۔ "کہ جب آپ کو اس شادی کو باقی رکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی تو۔۔۔۔ تو میرے مستقبل کا کیا ہوگا؟"

"محترمہ! میں آپ کو باقاعدہ اس کا معاوضہ ہر ماہ ادا کروں گا۔۔۔۔ آپ اسے بینک میں رکھیں، کچھ کریں وہ آپ کی مرضی۔" اُس نے اطلاع دی۔

"شکریہ۔" اُجالا نے دھیرے سے کہا۔

"آپ کل ہی شادی کے لئے تیار رہیے۔۔۔۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا ہے کہ میں انہیں سرپرائز دوں گا۔" اُس نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"کل۔۔۔۔؟" اُجالا نے پریشان ہو کر کہا۔

"کل آپ کو کوئی دقت ہے؟" اُس نے استفسار کیا۔

"نہیں۔۔۔۔ وہ دراصل میں ذہنی طور پر اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔" وہ ہچکچا کر بولی۔

"رات اس کے لئے بہت ہے۔ آپ اپنا ضروری سامان رکھ لیجئے گا۔۔۔۔ میں شام کو آپ کو لینے آ جاؤں گا۔" اُس نے جیسے فیصلہ سنا دیا۔

"آپ کی والدہ کوئی اعتراض تو نہیں کریں گی؟۔۔۔۔ آپ نے اس بارے میں انہیں بتایا ہے کہ میں اسٹیج ایکٹریس ہوں؟" اُجالا نے محتاط لہجے میں پوچھا۔

"یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔" اُس نے بڑی رُکھائی سے جواب دیا اور بل چکانے کے لئے میز بجایا۔

اُجالا چپ سی ہو گئی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ نہ ہی اسے اس کے ساتھ کوئی خوشگوار وقت گزارنے کی خواہش تھی۔ اس لئے اس سے پہلے کہ وہ اُسے چلنے کے لئے کہتا اُس نے خود ہی کہہ دیا۔

"ڈاکٹر صاحب! مجھے گھر چھوڑ آیئے۔۔۔۔ فارینہ انتظار کر رہی ہو گی۔"

"بل بھی ادا کروں یا نہیں؟" اُس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

اُجالا خفیف سی ہو گئی اور اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ڈاکٹر دانیال نے اپنا بٹوہ نکال کر بل کی رقم پلیٹ میں رکھی اور کرسی دھکیل کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُجالا بھی اُٹھی۔

وہ ابھی دروازے کی طرف روانہ ہی ہوئے تھے کہ اچانک ایک نوجوان دروازے میں نظر آیا۔ اُس نے فوراً ہی پستول تان لیا۔۔۔۔ اُس کے عقب میں دو اور لڑکے بھی تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں بھی ہتھیار تھے۔

"کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔۔۔۔ ورنہ میں گولی مار دوں گا۔" آگے والے لڑکے نے حلق پھاڑ کر کہا۔

ہال میں موجود عورتوں کی چیخیں نکل گئیں۔۔۔۔ مردوم بخود سے ہو کر اُس کی طرف دیکھنے لگے۔ اُجالا نے غیر ارادی طور پر اپنے ساتھ چلتے ہوئے ڈاکٹر دانیال کا بازو مضبوطی سے پکڑ لیا جو اپنی جگہ پر رُک گیا تھا۔

وہ لڑکا پستول گھماتا ہوا آگے بڑھا۔۔۔۔ سب سانس روکے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ نہ جانے اُس کے کیا ارادے ہیں۔

"کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے ______" وہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

یکایک ڈاکٹر دانیال نے اپنی جگہ سے جست لگائی اور ایک زوردار ٹھوکر اُس کے اُس ہاتھ پر لگائی جس میں وہ پستول پکڑے ہوئے تھا۔ پستول اُس کے ہاتھ سے اُڑ کر دُور جا گرا ______ ڈاکٹر دانیال نے فوراً ہی اُسے پکڑ کر اپنے سامنے کر لیا۔ اُسکے دوسرے ساتھیوں نے پستول اُس کی طرف تان لئے۔ تب تک ریسٹورنٹ کا گارڈ بھی اپنی بندوق سیدھی کر چکا تھا ______ ایک شخص نے وہ پستول اُٹھا لیا تھا جو اُس لڑکے کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ وہ تینوں لڑکے اس اچانک بدل جانے والی صورت حال سے خاصے بدحواس ہو گئے تھے۔

وہ اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لئے ڈاکٹر دانیال پر جھپٹ پڑے۔ کچھ اور لوگ بھی اٹھے اور ان سب سے گتھم گتھا ہو گئے۔

اُجالا دم بخود سی کھڑی پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں آپس میں اُلجھے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ کرسیاں چل رہی تھیں اور برتن ٹوٹ رہے تھے ______ سارے ریسٹورنٹ میں ایک ہنگامہ سا برپا تھا ______ خدا خدا کر کے کہیں ان لڑکوں کو قابو کیا گیا تو ڈاکٹر دانیال اپنے کپڑے ٹھیک کرتا ہوا اس طرف آیا۔

اُجالا نے اطمینان کا سانس لیا اور بے ساختہ اُس کا بازو تھام کر بولی۔

"شکر ہے، آپ ٹھیک ٹھاک ہیں۔"

"ایسی کوئی تشویش کی بات تو نہیں تھی۔" اُس نے لاپرواہی سے کہا۔

"اُن سب کے پاس پستول تھے۔ آپ کو احتیاط کرنی چاہئے تھی۔" وہ کہے بغیر نہیں رہ سکی۔

"اب تو جو ہونا تھا، ہو چکا۔" وہ بڑے اطمینان سے بولا۔

"میں بہت پریشان ہو گئی تھی کہ خدانخواستہ کہیں ______" اُسے بات ادھوری ہی چھوڑ دینی پڑی۔ کیونکہ ڈاکٹر دانیال اُس سے بازو چھڑا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

وہ بھی خاموشی سے اُس کے پیچھے پیچھے چلتی کار میں آ کر بیٹھ گئی۔ اُس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور بولا۔

"کل آپ تیار رہیے گا ______ میں ٹھیک پانچ بجے آپ کو لینے آ جاؤں گا۔"

"لیکن میں تو آج کل ڈرامہ کر رہی ہوں۔" اُجالا نے بتایا۔

"ڈرامہ؟ ______ یہ کیا مصیبت ہے ڈرامے کی ______ یہ سب آپ کا مسئلہ ہے۔ آپ اس سے کس طرح نمٹتی ہیں یہ آپ جانیں۔" اُس نے ناگواری سے کہا۔

"مجھے ایک ہفتہ تک یہ ڈرامہ لازمی کرنا ہے ______ میں اس کے لئے معاوضہ لے چکی ہوں ______ "ہاں، آئندہ کے لئے میں معذرت کر لوں گی۔" اُجالا نے بغیر ہچکچائے اُسے بتایا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اس ہفتے فارغ نہیں ہیں۔" وہ تیوری چڑھا کر بولا۔

"ظاہر ہے ______" اُجالا نے جواب دیا۔

"تو پھر جب آپ فارغ ہو جائیں تو مجھے بتا دیجئے گا۔ لیکن میرے لئے ایک ہفتے سے زیادہ انتظار کرنا ممکن نہیں۔" وہ کہنے لگا۔

اُجالا نے جواباً کچھ نہیں کہا اور خاموش بیٹھی حالات کی اس نیرنگی پر غور کرتی رہی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی تو وہ چونک گئی ______ اُس کا گھر آ گیا تھا۔ اُس نے جلدی سے اپنا بیگ اٹھایا اور گاڑی سے باہر نکل آئی ______ نہ اُس نے خدا حافظ کہا نہ اُجالا نے ہی کوئی الوداعی کلمہ استعمال کیا اور بغیر اُس کی طرف مُڑ کر دیکھے دروازے میں گھس گئی۔



ٹھیک ایک ہفتے بعد وہ اُس کے ساتھ کار میں بیٹھ رہی تھی تو اُس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

فارینہ بہت خوش تھی۔ اُسے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ انہیں کیسے حالات پیش آ سکتے ہیں ـــــ یہ اجنبی شخص نہ جانے کیسا ثابت ہو اور اُن کے ساتھ کیسا سلوک کرے۔ اُس کے گھر کا ماحول نہ جانے کیسا ہو اور اُس کی ماں اُسے قبول بھی کرے گی یا نہیں ـــــ اُسے کاشف کا خیال بھی آ رہا تھا ـــــ نہ جانے اس کی موجودگی سے حالات کیا رُخ اختیار کر جائیں۔

اُس نے سادہ سا گلابی سوٹ پہن رکھا تھا۔ میک اپ کے بغیر اُس کا دلکش شفاف چہرہ بہت پُرکشش نظر آ رہا تھا ـــــ اُس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر دانیال پر نگاہ ڈالی اور محتاط سے لہجے میں بولی

''ڈاکٹر صاحب! ـــــ آپ نے اپنی والدہ کو میرے بارے میں کیا بتایا ہے؟''

''کیوں؟ ـــــ آپ کو ایسی کیا تشویش ہے؟'' وہ بولا۔

''میرا مطلب ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ مجھ سے اس شادی کے بارے میں پوچھیں اور میں ...... میں کوئی غلط بات کہہ دوں ـــــ آپ مجھے اس بارے میں پہلے سے بتا دیں تو مناسب رہے گا۔'' اُجالا نے وضاحت کی۔

''اوہ ـــــ آئی سی ـــــ'' اُسے جیسے احساس ہو گیا کہ وہ درست کہہ رہی ہے۔ ''میں نے انہیں یہی بتایا ہے کہ آپ میرے ایک قریبی دوست کی بہن ہیں۔ اُس کا ایک حادثے میں انتقال ہو گیا ہے ـــــ آپ کا اُس کے سوا کوئی سہارا نہیں تھا۔ اس لئے میں نے......'' اُس نے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

''ڈاکٹر صاحب! ـــــ آپ کی والدہ برا نہیں مانیں گی کہ آپ نے اُن سے پوچھے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کر لیا؟'' فارینہ بولے بغیر نہیں رہ سکی۔

''جی نہیں ـــــ وہ کافی بیمار ہیں اور ان کے لئے یہی بہت ہے کہ میں نے شادی کر لی ہے۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کی والدہ بہت اچھی ہیں۔'' فارینہ نے سادگی سے کہا۔

وہ چپ رہا اور اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُجالا بالآخر وہ بات اپنی زبان پر لے آئی جو بہت دیر سے اُسے پریشان کئے ہوئے تھی۔

''کاشف صاحب ـــــ میرا مطلب ہے کہ کاشف صاحب کو بھی اس بارے میں کچھ پتہ ہے؟'' اُجالا نے رُک رُک کر پوچھا۔

اُس نے خاص طور پر رُخ موڑ کر اُس کی طرف دیکھا۔

''کاشف کو آپ ابھی تک نہیں بھولیں؟'' اُس کے انداز میں ہلکا سا طنز تھا۔

اُجالا کو بہت برا لگا ـــــ اُس نے خفگی سے کہا۔

''آپ میری بات کا جواب دیجئے۔''

''آپ کی بات کا جواب یہ ہے کہ وہ اپنی شادی کے کارڈ وغیرہ چھپوانے میں مصروف ہے۔'' اُس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

اُجالا کو پھر خاموش ہو جانا پڑا ـــــ وہ بھی سامنے دیکھتا ہوا مہارت سے کار چلاتا رہا ـــــ اُجالا کاشف کے بارے میں اس طرزِ گفتگو سے کچھ خجالت سی محسوس کر رہی تھی۔ ڈاکٹر دانیال کا طنزیہ لہجہ اُسے اپنی ہی نگاہوں میں حقیر کر رہا تھا۔ وہ گود میں رکھے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں مسلتی رہی۔

گاڑی میں پھر خاموشی کا ایک طویل وقفہ پھیل گیا۔ صرف اردگرد گزرتی ٹریفک کی بے ہنگم آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ ڈاکٹر دانیال بالکل لاتعلق سا بیٹھا تھا ـــــ فارینہ کی ہمیشہ چہکتی زبان خاموش تھی اور اُجالا اپنے ہی خیالوں میں ڈوب، اُبھر رہی تھی۔

گاڑی ایک اشارے پر رُکی تو اُس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ـــــ وہ ایک بہترین رہائشی علاقے میں پہنچ چکے تھے۔ اُجالا چونک سی گئی۔ اُس نے ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا۔

"آپ ــــ آپ کہاں جا رہے ہیں؟" وہ اپنے سوال کے لئے صحیح لفظ نہیں چن سکی۔

"یہ کیا سوال ہے؟" ڈاکٹر دانیال نے تیوری چڑھائی۔

"میرا مطلب ہے ــــ میرا مطلب ہے کہ آپ کورٹ نہیں چل رہے؟" اُجالا نے قدرے اٹکتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ ــــ کورٹ کیوں جانا ہے ــــ؟؟" وہ خشکی سے بولا۔

اُجالا نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا اور ہونٹ کاٹتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

"یہ شادی ــــ وہ میرا مطلب ہے کہ نکاح ــــ نکاح کہاں ہوگا؟" اُس نے بمشکل بات مکمل کی۔

"نکاح ــــ؟" ڈاکٹر دانیال نے عجیب سا منہ بنا کر دوہرایا۔ "نکاح کی تو کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔"

اُجالا پریشان سی ہوگئی۔ "تو پھر شادی ــــ شادی سے آپ کا کیا مطلب تھا؟"

"وہ لفظ میں نے آپ کو معاملے کی نوعیت سمجھانے کے لئے استعمال کیا تھا۔ کیونکہ ہمارے ہاں یہی رائج ہے۔" وہ بڑے اطمینان سے بولا۔

"مگر ــــ" اُجالا نے اُلجھ کر اُس کی طرف دیکھا۔

"اگر مگر کا کیا سوال؟ ــــ میں نے اُسی روز ریسٹورنٹ میں آپ پر واضح نہیں کر دیا تھا کہ یہ محض ایک معاہدہ یا ڈرامہ ہے ــــ جس طرح آپ اسٹیج پر اداکاری کرتی ہیں اسی طرح آپ کو میرے گھر میں بیوی کا کردار ادا کرنا ہوگا ــــ جس طرح اسٹیج کے کرداروں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اسی طرح اس کردار کا بھی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا ــــ اور بس۔" ڈاکٹر دانیال نے وضاحت کی۔

اُجالا لاجواب سی ہوگئی ــــ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُس سے کیا کہے اور کیا کرے۔ اُس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے اُس کی طرف بے بسی سے دیکھا اور پریشانی سے بولی۔

"مجھے ــــ مجھے دراصل اس کا خیال ہی نہیں آیا کہ آپ اس انداز میں بات کر رہے ہیں ــــ آپ کا یہ مطلب ہے۔"

ڈاکٹر دانیال نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور یوں لاتعلق سا کار چلاتا رہا جیسے اُس کی بات سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ اُجالا دیر تک اُس کے جواب کا انتظار کرتی رہی، پھر اُسے خود ہی کہنا پڑا۔

"یہ تو ــــ یہ تو ــــ بڑی غلط بات ہوگی۔"

"غلط ہو یا صحیح ــــ اب تو یہ ہوگی۔" اُس نے درشتی سے کہا۔ "اور محترمہ! نکاح ہونے یا نہ ہونے سے آپ کو کیا فرق پڑے گا ــــ ظاہر ہے نہ میں کسی کو بتاؤں گا کہ یہ شادی محض ڈرامہ ہے اور نہ ہی آپ معاہدے کی رُو سے کسی پر ظاہر کر سکتی ہیں کہ نکاح وغیرہ کچھ نہیں ہوا ــــ پھر ایسا کیا مسئلہ ہے؟"

اُجالا نے اُس کی بات پر غور کیا ــــ وہ درست ہی کہہ رہا تھا۔ اُسے تو محض اُس کی بیوی کا کردار ہی ادا کرنا تھا ــــ اس کا حقیقت سے تو کوئی واسطہ نہیں تھا۔ پھر بھی اُس نے یہ کہنا ضروری خیال کیا۔

"ڈاکٹر صاحب! مجھے اُمید ہے کہ آپ میرے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے۔"

"آپ کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ بھنچے ہوئے لبوں کے ساتھ بولا اور گاڑی کو ایک شاندار گھر کے گیٹ کی طرف موڑ دیا۔

اُس کے ہارن بجاتے ہی دروازہ کھل گیا ــــ طویل روشیں طے کر کے وہ پورچ میں پہنچا۔ دو ایک ملازم تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے دروازہ کھولا۔

اُجالا جھجکتی ہوئی سی اُتری اور اُس نے سہارا دے کر فارینہ کو کار سے باہر آنے میں مدد دی۔ وہ بے حد عجیب سا محسوس کر رہی تھی ــــ انجانے اندیشوں اور وہموں نے اُس پر اس طرح یلغار کر دی تھی کہ اُسے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ لیکن جب اُس کی نگاہ فارینہ کے چہرے پر پڑی تو اُس کی پریشانیوں میں کمی آ گئی ــــ وہ اتنی ہی مسرور اور مطمئن نظر آتی تھی جتنی کہ وہ پریشان تھی۔ وہ بڑے اشتیاق سے اُس شاندار گھر کی شان و شوکت دیکھ رہی تھی۔

ملازموں نے اُسے ادب سے سلام کیا۔ اُجالا نے محسوس کیا کہ اُن کی آنکھوں میں پسندیدگی ہے ــــ اور وہ ایک دوسرے سے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر دانیال دوسری طرف سے گھوم کر اُن کی طرف آیا اور ایک دروازہ کھول کر انہیں اندر لے گیا۔

طویل راہداری میں بچھے ہوئے دبیز قرمزی قالین میں پاؤں دھنس دھنس جاتے تھے۔ دیواروں پر آرائشی اشیاء عمدہ ذوق کی آئینہ دار تھیں ـــــ وقفے وقفے سے پھولوں سے بھرے ہوئے گملے اور گلدان رکھے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس گھر کے مکینوں کو پھولوں سے بہت محبت ہے۔

فارینہ بہت خوشگوار موڈ میں تھی اور گردوپیش کو بڑے تحیر اور اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔ اُس کے برعکس اُجالا کی بے چینی اور اندرونی کشمکش چھپی نہیں تھی۔ اُس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو رہے تھے اور ایک ایک قدم اُٹھانا بھاری ہو رہا تھا ـــــ وہ اپنی ہمتوں کو یکجا کر کے خود کو آنے والے حالات کے لئے تیار کر رہی تھی۔

ڈاکٹر دانیال لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُن سے آگے آگے چلتا ہوا ایک بند دروازے کے پاس پہنچا اور ان کی طرف مُڑ کر بولا۔

''یہ میری والدہ کا کمرہ ہے ـــــ آپ ان سے ملنے کے لئے خود کو تیار کر لیجئے۔''

اُجالا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا ـــــ اُس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور حلق خشک ہو گیا۔ ڈاکٹر دانیال نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

''امی جان! ـــــ دیکھئے آپ سے کون ملنے آیا ہے۔''

اُجالا نے ڈرتے ڈرتے قدم اندر رکھا اور ایک نگاہ اُس قیمتی اور خوبصورت بیڈ پر ڈالی جس پر تکیوں کے سہارے ایک معمر خاتون نیم دراز تھی۔ اُس کے زرد چہرے پر نقاہت اور اضمحلال تھا ـــــ اُس کی آنکھوں میں کرب تھا ـــــ لیکن اُس کے انداز میں وقار اور رکھ رکھاؤ تھا۔ جب اُس کی نگاہیں اُجالا پر رُکیں تو ان میں اشتیاق اور گرمجوشی کی چمک نے اُجالا کو حوصلہ دیا۔ اُس نے ہاتھ بلند کیا اور قدرے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''آؤ بیٹی ـــــ!''

اُجالا رُک رُک کے قدموں سے آگے بڑھی اور اپنا آنچل سنبھالتے ہوئے اُس نے

مدھم سے لہجے میں سلام کیا اور اپنا سر اُن سے پیار لینے کے لئے جھکایا۔

''یہاں آؤ نا بیٹی!'' اُنہوں نے اُسے اپنے پلنگ کی پٹی پر بٹھالیا اور اُس کی ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھ کر اُس کا شرمیلا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے بولیں۔ ''ماشاء اللہ ـــــ تو بیٹی! وہ تم ہو جس نے ہمارے اس باغی بیٹے کو فتح کر لیا ہے۔''

اُجالا کے رخسار دہک اُٹھے اور اُس نے محجوب ہو کر اپنا گلابی ہونٹ، موتی ایسے دانتوں تلے دبالیا ـــــ انہوں نے دونوں ہاتھوں میں اُس کا چہرہ تھاما اور محبت سے اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا ـــــ محبت کے اس نرم و گداز لمس نے اُجالا کی دلکش آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر دیا۔ اُس نے خود پر بہت قابو پانے کی کوشش کی لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اُس کا سر اُن کے شانے پر آ ٹکا اور وہ سسکیوں سے رونے لگی۔

اُنہوں نے محبت سے اُس کے سیاہ گھنگھریالے بالوں کو کئی بار سہلایا اور پیار سے بولیں۔

''میں تمہارا دُکھ جانتی ہوں بیٹی! ـــــ لیکن اب تم اس گھر کی عزت بنی ہو تو اپنے سارے رشتوں کو یہیں تلاش کرو ـــــ تمہارا دامن خوشیوں اور محبتوں سے کبھی خالی نہیں رہے گا ـــــ جن رشتوں سے تم بچھڑ گئی ہو تم ان کو اس گھر میں پالو گی۔ بیٹی! تم نے میری آس بندھائی ہے ـــــ میری آخری سانسوں میں مجھے یہ اطمینان دیا ہے کہ میرا یہ شریر لاڈلا تنہا نہیں ہے ـــــ اور اگلی نسلوں میں بھی میری پہچان باقی رہے گی۔'' اُنہوں نے اُس کے آنسو پونچھے۔

اُجالا اپنے اس طرح رونے اور ضبط کے بندھن ٹوٹ جانے پر خفیف سی ہو رہی تھی۔ اُس نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے قدرے شرمندگی سے کہا۔

''آئی ایم سوری! .... دراصل .... آپ کی شفقت نے مجھے ....''

اُس کی آواز بھرا گئی اور وہ بات ادھوری ہی چھوڑ کر خاموش ہو گئی۔

''یہ تمہاری بہن ہے ـــــ؟'' انہوں نے شاید ماحول میں رچی ہوئی اُداسی کو کم کرنے کے لئے بات بدلی۔

''جی ـــــ'' اُجالا نے سر ہلایا۔

''یہاں آؤ بیٹی! ـــــ تم بھی پیار لو۔'' اُنہوں نے فارینہ سے کہا۔

وہ لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی اور سر جھکا دیا۔ اُنہوں نے محبت سے اُس کے سر پر

تھپکی دی۔

"بہت پیاری بچی ہے ماشاء اللہ۔"

"آپ بھی بہت اچھی ہیں آنٹی!" فارینہ نے اپنی مخصوص خوش مزاجی سے کہا۔

"اچھا ـــــ" وہ مسکرائیں۔ "تم تو بہت پیاری باتیں کرتی ہو۔"

"آنٹی! ـــــ میں باتیں ہی تو کر سکتی ہوں ـــــ چلنا پھرنا تو میرے لئے مشکل ہے۔" فارینہ نے جواب دیا۔

"یہ بھی خوب ہے بیٹی! ـــــ میں بھی زیادہ چل پھر نہیں سکتی۔ اب تم آ گئی ہو تو ہم دونوں خوب باتیں کیا کریں گے۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

اُجالا نے دیکھا کہ وہ بہت خوش معلوم ہو رہی تھیں۔ اُن کے زرد چہرے پر ہلکی ہلکی سرخی جھلکنے لگی تھی۔ آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ اُس نے ایک چور سی نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی۔ وہ اپنی ماں کی طرف ہی دیکھ رہا تھا ـــــ اُس کے چہرے کی کرختگی کم ہو گئی تھی اور اس پر اطمینان کا تاثر تھا۔

"امی! ـــــ اب تو آپ خوش ہیں نا؟" ڈاکٹر دانیال نے کہا۔

وہ کھل کر مسکرائیں۔

"خوش کیوں نہیں ہوں گی ـــــ تم نے مجھے اتنا اچھا سرپرائز جو دیا ہے۔ ایک بہو ـــــ ایک بیٹی ـــــ مجھے اور کیا چاہئے۔"

پھر وہ اُجالا سے مخاطب ہوئیں۔

"اس بدمعاش نے مجھے بالکل ہی نا اُمید کر دیا تھا ـــــ اسے کبھی کوئی لڑکی پسند ہی نہیں آتی تھی۔ شادی کے نام سے تو اسے اللہ واسطے کا بیر تھا ـــــ بیٹی! تم کہو، تم نے اس نٹ کھٹ شریر کو کس طرح قابو کیا؟"

اُجالا شرما سی گئی اور اُس کا گلابی چہرہ جھک گیا ـــــ اُسے یہ سارا ماحول، یہ گفتگو کتنی اچھی لگ رہی تھی ـــــ اُس کے دل میں ایک ہُوک سی اُٹھی کہ کاش یہ سب حقیقت ہوتا ـــــ یہ ہمیشہ اس کی دسترس میں رہتا ـــــ اس منظر کے بدلنے کا کوئی اندیشہ دل میں نہ ہوتا۔

"آنٹی! ـــــ اُجالا آپی نے تین سال تک افریقہ سے جادو کی ٹریننگ لی ہے۔"

فارینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ "بس اسی سے قابو کیا ہے دانیال بھائی کو۔"

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ "فارینہ! تم کتنی شریر ہو ـــــ میرے سامنے ہی میری بہو کو جادوگرنی کہہ رہی ہو؟"

اُجالا کو بھی مسکرانا پڑا۔ ڈاکٹر دانیال نے دخل دیا۔

"اچھا امی! ـــــ یہ لوگ ذرا فریش ہو لیں تو پھر اکٹھے چائے پیتے ہیں۔"

"ہاں بیٹی! چلو اُٹھو۔ اور یہ کپڑے اُتار کر دوسرے کپڑے پہنو ـــــ میں ابھی تمہیں بھجواتی ہوں ـــــ جو میں نے بڑے چاؤ سے اپنی بہو کے لئے بنوائے ہیں۔ کچھ پتہ تو چلے کہ گھر میں بہو آئی ہے۔" انہوں نے خوشی کے لہجے میں کہا۔

اُجالا اپنی جگہ سے اُٹھی اور دھیرے سے منمنائی۔ "میں ذرا زیادہ چمک دمک والے کپڑے نہیں پہنتی۔"

"مگر اب تو تمہیں پہننے پڑیں گے ـــــ نئی دُلہن ہو تم ـــــ کچھ ہمیں بھی اپنے دل کے ارمان نکالنے دو۔" وہ بڑے دعوے سے کہنے لگیں تو اُجالا کو خاموش ہو جانا پڑا۔

وہ دونوں ڈاکٹر دانیال کے ساتھ کمرے سے باہر نکلیں۔ ایک چھوٹی سی لفٹ اُنہیں اوپر کے حصے میں لے گئی۔ اُجالا نے دیکھا کہ وہ ایک علیحدہ رہائش تھی جس میں کشادہ بیڈ رُوم اور خوبصورت برآمدے تھے جن کے ستونوں پر پھولوں سے بھری ہوئی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر دانیال نے آگے بڑھ کر ایک دروازہ کھولا اور فارینہ سے مخاطب ہوا۔

"مس فارینہ! ـــــ یہ آپ کا بیڈ روم ہے۔"

فارینہ کی لڑکھڑاتی ہوئی چال میں تیزی آ گئی۔ وہ اتنا شاندار کمرہ دیکھ کر اپنی خوشی کو چھپا نہیں سکتی تھی۔ کمرے کی فرانسیسی کھڑکیاں باغ کے پُرسکون اور سرسبز ماحول کی منظر کشی کر رہی تھیں۔ کمرے کی آرائش بے حد خوبصورت اور نفیس تھی۔ فرنیچر نیا اور جدید تھا۔ فارینہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ وہ تو جیسے ڈاکٹر دانیال کی موجودگی سے بھی بے خبر ہو گئی تھی۔ وہ بے خودی میں چاروں طرف دیکھتی ہوئی خوشی اور جوش سے بولی۔

"اوہ ـــــ کیا یہ کمرہ میرا ہے؟ ـــــ صرف میرا؟ ـــــ بالکل کہانیوں جیسی،

فلموں جیسی بات معلوم ہو رہی ہے ـــــ کیوں آپی! ہے نا؟"

اُجالا اُس کی بے تکلف گفتگو سے شرمندہ سی ہو رہی تھی۔ اُسے ڈاکٹر دانیال کے سامنے اس کا اتنی صاف گوئی سے سب کچھ کہہ دینا بے حد پشیمان کر رہا تھا۔ وہ نہ اُسے خاموش کروا سکتی تھی اور نہ ہی اُس کی اس تمام بے تابی و بے قراری کا کوئی عذر ہی پیش کر سکتی تھی۔ وہ خود کو ماحول سے علیحدہ کرنے کے لئے ایک پینٹنگ دیکھنے میں مصروف ہو گئی اور فارینہ نہ جانے کیا کچھ کہتی رہی۔ وہ جب اُسے خاموش نہیں کروا سکتی تھی تو دانیال کے سامنے شرمندگی سے بچنے کا بس ایک ہی ذریعہ تھا کہ وہ فارینہ کی طرف سے کان بند کر لیتی۔

پھر اُس نے ڈاکٹر دانیال کو کہتے ہوئے سنا۔

"بس فارینہ! ـــــ یہ تمہارا اپنا کمرہ ہے۔"

"اوہ ـــــ دانیال بھائی! شکریہ ـــــ بے حد شکریہ ـــــ میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ میں کتنی خوش ہوں۔" فارینہ کی خوشی سے کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ تمہاری صحت کے لئے بھی اچھا ہے ـــــ اور تمہیں معلوم ہے کہ اس شادی کی ایک وجہ تم ہو۔" وہ بولا۔

"جی ـــــ میں جانتی ہوں کہ آپی میری وجہ سے ہی مجبور ہوئی ہیں۔" فارینہ نے لہک کر کہا۔

"میں ان کی بات نہیں کر رہا ـــــ میں اپنے متعلق کہہ رہا ہوں کہ میں سب سے پہلے ایک ڈاکٹر ہوں۔ اور جب میں نے تمہیں اُس روز دورہ پڑتے دیکھا تو میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ میں تمہارا علاج کروں گا۔" اُس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ علاج تو آپ آپی سے......." فارینہ حسب عادت بغیر سوچے سمجھے منہ پھاڑ کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اُجالا نے اُسے ٹوک دیا۔

"فارینہ ـــــ!"

"اپنی آپی کو خوامخواہ نروس مت کرو۔" ڈاکٹر دانیال نے اپنی جانب سے بات مکمل کر دی۔ اُجالا ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔

ڈاکٹر دانیال نے فارینہ کی طرف دیکھا۔

"اچھا فارینہ! ـــــ اب تم آرام کرو ـــــ میں ذرا تمہاری آپی کو ان کا کمرہ دکھا دوں۔ نوکر ابھی تمہارا سامان اوپر پہنچا دیتے ہیں۔"

"شوق سے جائیے جناب!" فارینہ نے شوخی سے کہا۔ اور جیسے ہی ڈاکٹر دانیال دروازے کی طرف بڑھا، وہ لڑکھڑاتی ہوئی اُجالا کے قریب آئی اور اُس کی گردن میں بانہیں ڈال کر سرگوشی میں بولی۔

"آپی! ـــــ کاش یہ سب کچھ حقیقت بن جائے۔"

اپنے دل کی بات اُس کے ہونٹوں سے سن کر اُجالا کانپ سی گئی اور جلدی سے اُس کے بازو اپنی گردن سے علیحدہ کرتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

"چپ رہو ـــــ"

فارینہ شوخی سے ہنس دی اور اُس کے گلابی رُخسار پر ایک بے تکلف سا پیار کر لیا۔

اُسی وقت ڈاکٹر دانیال نے پلٹ کر دیکھا۔

"آیئے مس اُجالا ـــــ!"

اُجالا خفیف سی ہو کر جلدی سے آگے بڑھ گئی۔

وہ اُس سے ایک قدم پیچھے چلتی ہوئی سوچتی آ رہی تھی کہ اُس نے یہ سودا کر کے کچھ اتنا برا بھی نہیں کیا تھا۔ فارینہ کی خوشی اور اُس کی حالت میں تبدیلی کے خیال نے اُس کا حوصلہ بڑھایا ـــــ ممی اور پاپا کے انتقال کے بعد اُس نے کبھی فارینہ کو اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔ اُس کی خوشی کا مطلب تھا کہ اُس کی حالت میں تبدیلی آ سکتی تھی اور اُس کی معذوری دُور ہو سکتی تھی۔ یہی اس کی کامیابی تھی ـــــ وہ اُسے خوش اور اپنے پیروں پر کھڑا دیکھنا چاہتی تھی۔

***

ڈاکٹر دانیال نے رہائش کے دوسرے حصے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

اُجالا بھی اُس کے عقب میں تھی اور کچھ سراسیمہ سی ہو کر گرد و پیش کو دیکھ رہی تھی۔

وہ ایک وسیع بیڈ روم تھا ـــــ جس میں آرائش کی ہر شے موجود تھی۔ دیواروں پر مشہور آرٹسٹوں کی پینٹنگز آویزاں تھیں۔ آرائشی الماریوں میں نفیس سجاوٹی چیزیں سجی تھیں۔ کھڑکیوں کے قریب پھول دار پودوں کے گملے تھے۔

اُجالا اس سارے ماحول سے مرعوب سی ہو رہی تھی اور سانس روکے اس کی منتظر تھی کہ ڈاکٹر دانیال کیا کہتا ہے ـــــ یہ اندیشہ اُسے پریشان کر رہا تھا کہ نہ جانے وہ اس کے لئے کیا فیصلہ صادر کرتا ہے ـــــ وہ اسی بیڈ روم میں اُس کے ساتھ رہے گا یا ـــــ وہ اُلجھ سی رہی تھی اور اُسے اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ اُسے صورت حال کا مقابلہ کس طرح کرنا ہوگا۔

ڈاکٹر دانیال نے مُڑ کر اُس کی طرف دیکھا۔

"یہ میرا بیڈ رُوم ہے۔"

پھر اُس نے آگے بڑھ کر ایک دروازہ کھولا جسے اُجالا باتھ رُوم سمجھ رہی تھی اور بولا۔

"یہ آپ کا بیڈ روم ہے مس اُجالا! اب یہ جو میاں بیوی کا کردار ہمیں ادا کرنا ہے تو اس کے لئے ضروری تھا کہ آپ کا بیڈ روم میرے بیڈ روم سے ملحق ہو ـــــ لیکن آپ اس کا دروازہ لاک کر سکتی ہیں۔ میں ہفتے میں تین دن آپریشن کرتا ہوں ـــــ مجھے صبح سات بجے ہی یہاں سے روانہ ہونا پڑتا ہے ـــــ اکثر اوقات مجھے ہاسپٹل میں رات ہو جاتی ہے۔ دیر سے گھر آتا ہوں۔ آپ کو اس سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی ـــــ یہاں آپ خود کو اسی طرح محفوظ سمجھیں جس طرح کہ آپ اپنے گھر میں تھیں۔"

اُجالا جو آنے والے لمحوں کے خوف سے سہمی سمٹی سی کھڑی تھی، اُسے قدرے حوصلہ ہوا۔ اُس نے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور مطمئن لہجے میں بولی۔

"بہت شکریہ ـــــ آپ نے میری بہت سی پریشانیوں کا مداوا کر دیا ہے۔"

"آپ کو خواہ مخواہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ـــــ میں آپ کے اعتماد کا مان رکھوں گا۔ ہاں، آپ ذرا نوکروں کی طرف سے محتاط رہیے گا ـــــ اُن پر ہرگز کچھ ظاہر نہ ہو۔ اور ہاں، اگر میں اس کردار میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے تھوڑا بناوٹ سے کام لوں تو برا مت مانیے گا۔ کیونکہ مجھے آپ کو امی جان اور دوسرے لوگوں کے سامنے صرف آپ کے نام سے ہی پکارنا ہوگا۔" وہ وضاحت سے بتانے لگا۔

"جی، میں سمجھتی ہوں۔ آپ کو کسی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔" اُجالا نے سچائی سے کہا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ اُجالا ٹھٹک سی گئی۔ ڈاکٹر دانیال نے بلند آواز میں

دستک دینے والے کو اندر آنے کے لئے کہا۔

دروازہ کھلا اور ایک ملازمہ اندر داخل ہوئی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک ہینگر تھا جس پر شوخ عنابی رنگ کا ایک بھڑکیلا لباس ٹنگا ہوا تھا ـــــ اُس کے دوسرے ہاتھ میں زیورات کے ڈبے تھے۔ اُس نے وہ سب کچھ بیڈ پر رکھ دیا اور خوش مزاجی سے بولی۔

"بھیا جی! ـــــ بیگم صاحبہ نے کہا ہے کہ دُلہن آج شام یہ لباس اور زیورات پہنیں گی ـــــ ان کا حکم ہے جی کہ دُلہن بیگم جلدی سے تیار ہو کر آ جائیں۔"

"اچھا، ٹھیک ہے ـــــ تم جاؤ۔ امی جان سے کہنا کہ ہم لوگ ابھی آ رہے ہیں۔"

ڈاکٹر دانیال نے کہا تو وہ مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"چلیے مس اُجالا! ـــــ آپ کا رول شروع ہونے والا ہے۔ لہٰذا آپ یہ سارا تام جھام اُٹھائیں اور اپنے بیڈ روم میں جا کر اس گٹ اپ کو اختیار کر لیں۔" ڈاکٹر دانیال نے سپاٹ لہجے میں جیسے اُسے اطلاع دی۔

اُجالا نے بیڈ پر پھیلے ہوئے شوخ عنابی لباس کی طرف دیکھا اور قدرے جھجکتے ہوئے بولی۔

"یہ بہت بھاری اور شوخ ہے ـــــ میں نے کبھی ایسے کپڑے نہیں پہنے۔ یہ..... یہ میرا مطلب ہے......"

"اُلٹی سیدھی باتیں نہ کیجیے۔" ڈاکٹر دانیال نے خشکی سے اُسے درمیان سے ہی ٹوک دیا۔ "کبھی اسٹیج کے لئے تیار ہوتے ہوئے بھی آپ نے ایسا اعتراض کیا ہے؟ ـــــ جس روز میں نے آپ کو پہلی بار دیکھا تھا، اُس روز تو آپ ایسے میک اپ میں تھیں کہ خدا کی پناہ ـــــ آپ اسٹیج ایکٹریس ہیں، آپ جانتی ہیں کہ لباس ہمیشہ کردار سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ پھر خواہ مخواہ یہ نخرے کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟"

اُس نے ایک ہی سانس میں طنز کے کتنے ہی تیر چھوڑ دیئے تھے۔

اُجالا شرمندہ سی ہو گئی۔ اُسے اپنا آپ بے حد حقیر معلوم ہوا ـــــ اُس کی صاف گوئی کے جواب میں اُس کے پاس کوئی لفظ نہیں تھا۔ اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ سب چیزیں اُٹھا کر ملحقہ کمرے میں گھس جاتی جسے ڈاکٹر دانیال نے اس کا بیڈ روم بتایا تھا۔ یہی اُس نے کیا۔

جب وہ اُس شاندار بیڈ روم میں آئی اور اُس نے دروازہ لاک کرلیا تو اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی سی لگ گئی ـــــ نہ جانے یہ آنسو اپنی بے بسی کے تھے یا اس خفت کے جو اُسے ڈاکٹر دانیال کے ہاتھوں اُٹھانا پڑی تھی۔ یا کسی ایسے احساسِ محرومی کے جو اس کے ننھے سے دل میں تلافی کے لئے مچل رہا تھا۔

وہ خاصی دیر تک روتی رہی ـــــ جب دل کا بوجھ قدرے ہلکا ہوا تو اُس نے باتھ روم میں جا کر منہ ہاتھ دھویا، کپڑے پہنے اور بالکل اس طرح تیار ہونے لگی جیسے وہ اسٹیج ڈرامے کے لئے تیار ہوتی تھی ـــــ اس شدید کشمکش سے نکل کر اس نے خود کو یہ باور کروا دیا تھا کہ وہ اسٹیج ڈراموں کی طرح سے اس گھر میں بہو کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اُسے اپنا آپ، اپنے جذبات اور احساسات کو یکسر فراموش کر کے خود کو اس کردار میں ڈھال لینا ہے۔

اُس نے بال بنائے، کپڑوں سے ہم آہنگ میک اپ کیا، زیورات پہنے اور ایک نگاہ شش پہلو آئینے پر ڈالی اور چند لمحے آئینے میں خود کو گھورتی رہی ـــــ چمکتے ہوئے کامدار عنابی لباس میں زیورات سے لدی پھندی وہ بالکل دُلہن معلوم ہو رہی تھی۔ اُس نے کئی بار ڈراموں میں دُلہن کا سین بھی نبھایا تھا ـــــ لیکن کبھی بھی وہ دُلہن کے لباس میں اتنی دلکش اور اتنی خوبصورت معلوم نہیں ہوئی تھی۔ اُس نے سر جھٹکا ـــــ وہ کن خیالوں میں اُلجھ گئی تھی ـــــ اُسے تو سارے جذبوں سے علیحدہ ہو کر اس کردار میں حقیقت کا رنگ بھرنا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے سے ہٹ آئی اور اس نے ڈاکٹر دانیال کے بیڈ روم میں کھلنے والے دروازے پر دستک دی۔

"یس ـــــ کم اِن ـــــ" اُسے ڈاکٹر دانیال کی آواز سنائی دی۔

وہ دروازہ کھول کر بالکل اس طرح آگے بڑھی جس طرح وہ اسٹیج پر اپنا کردار ادا کرنے کے لئے نمودار ہوتی تھی ـــــ اُس کے دل میں نہ کوئی جذبہ تھا نہ اُس کے رویے میں کوئی جھجک ـــــ وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈاکٹر دانیال کے بیڈ روم میں داخل ہوئی۔

ڈاکٹر دانیال نے نگاہ بھر کر اُسے دیکھا ـــــ نہ جانے کیوں وہ اُس کی گہری

نگاہوں کو اپنے سراپے سے چھوتے ہوئے محسوس کر کے مجوب سی ہو گئی ـــــ وہ بھی لمحے بھر کو ٹھٹک سا گیا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک حیرت آمیز ستائش جھلکی۔ پھر وہ بھی سنبھل گئی اور وہ بھی ـــــ اور اُس کی نگاہ کا زاویہ یکایک بدل گیا۔ وہ چند لمحے تنقیدی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھتا رہا، پھر بڑے کاروباری لہجے میں بولا۔

"کیوں محترمہ! ـــــ آپ تیار ہیں نا؟"

اُجالا بھی جذباتی لمحے سے آگے بڑھ آئی تھی۔ اُس نے مستعدی سے جواب دیا۔

"جی ـــــ میں بالکل تیار ہوں۔"

"تو پھر چلو۔" وہ بولا۔

اُجالا اپنا بھاری دوپٹہ سنبھالتے ہوئے اُس کے ساتھ ساتھ چلی۔

وہ لفٹ کے قریب پہنچے تو دیکھا فارینہ بھی ایک ملازمہ کے ساتھ چلی آ رہی تھی۔ اُس نے بھی کپڑے بدل لئے تھے اور شوخ نیلے رنگ کا ریشمی سوٹ اُس پر بہت جچ رہا تھا ـــــ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں خوشی اور شادمانی ـــــ انہیں دیکھتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھی۔

اُجالا کو یہ دیکھ کر ایک خوشگوار سی مسرت ہوئی کہ فارینہ پہلے کی نسبت کم لڑکھڑا رہی تھی۔ وہ قریب آ گئی اور ہنستے ہوئے چہرے کے ساتھ بولی۔

"آپی! ـــــ بہت اچھی لگ رہی ہیں آپ۔" اُس نے اُجالا کو دونوں شانوں سے تھام کر اُس کے رُخسار پر ہلکا سا پیار کیا۔

اُجالا کی نگاہ ڈاکٹر دانیال کی طرف گئی۔ لیکن وہ اُس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ لفٹ کا دروازہ کھولنے کے لئے اس کا بٹن دبا رہا تھا۔

وہ تینوں ہال میں پہنچے تو ڈاکٹر دانیال کی والدہ اپنی وہیل چیئر پر بیٹھی اُن کی منتظر تھیں۔

"آؤ بیٹی! ـــــ آؤ میری جان! ـــــ میری رانی!" انہوں نے اتنے پیار سے کہا کہ اُجالا کی آنکھیں نم ہو گئیں ـــــ وہ تیز قدم اٹھاتی ان کے قریب پہنچی اور ان سے پیار لینے کے لئے اپنا سر ان کے آگے جھکا دیا۔

انہوں نے محبت سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا، اُس کا رخسار چوما اور اُسے اپنے

برابر ہی بٹھا لیا۔ اور اپنی کرسی اُس کی طرف گھماتے ہوئے بولیں۔

''بیٹی! ____ اس نالائق نے تم سے شادی تو بہت جلدی میں کی ____ میرے سارے ارمان تو میرے دل میں ہی رہ گئے۔ مگر یہ بھی غنیمت ہے کہ اس نے شادی تو کی ____ اب اگر میں اپنا دل خوش کرنے کو ایک دو رسمیں کر لوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟''

اُجالا نے مسکرا کر نفی میں اپنے سر کو جنبش دی ____ انہوں نے ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا۔

''یہاں آؤ دانی!''

ڈاکٹر دانیال کچھ اُلجھا اُلجھا سا قریب آیا۔ انہوں نے میز پر رکھا ہوا ایک چھوٹا سا ڈبہ کھولا اور ایک جھومر نکال کر ڈاکٹر دانیال کی طرف بڑھایا۔

''یہ لو بیٹا! ____ اسے اپنی دُلہن کے ماتھے پر سجا دو۔''

''امی جان! ____ مجھے کیا پتہ، اسے کس طرح پہناتے ہیں ____'' وہ بیزاری سے کہنے لگا۔

''اسے پہنانے میں کوئی ہاتھی گھوڑے نہیں لگتے ____ بس اس کا ہُک اس کے بالوں میں اٹکا دو ____ خوامخواہ بنو نہیں۔'' انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اِدھر آؤ ____ یہ پکڑو۔''

اب انکار کی گنجائش نہیں تھی۔ اُجالا اُس کی حالت سے بہت محظوظ ہو رہی تھی۔ وہ اُن کے ہاتھوں سے جھومر لے کر جھلّایا ہوا آگے بڑھا۔

''عجیب مصیبت ہیں یہ زیورات بھی اور آپ خواتین بھی ____ خوامخواہ اتنا بوجھ لادے پھرتی ہیں۔'' اُس نے پھر پلٹ کر اپنی والدہ کی طرف دیکھا۔ ''کہاں لگاؤں امی! اسے ____ کچھ بتائیں تو سہی۔''

وہ بھی اس کے چڑنے سے بہت لطف لے رہی تھیں ____ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بھئی میں تو اُٹھ نہیں سکتی ____ تم اپنی دُلہن ہی سے پوچھ لو نا۔''

اُجالا کو بھی ہنسی آئی۔ وہ سچ مچ چڑ گیا۔

''کیا آپ نے بھی دانت نکالنے شروع کر دیئے ہیں ____ مجھے بتائیے کہ یہ مصیبت کہاں لگے گی اور کس طرح لگے گی؟''

اُجالا کو اُس کی بات پر غصہ آنے کی بجائے اور ہنسی آئی۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔

''آپ یہ مجھے ہی دے دیں ____ میں خود لگا لوں گی۔''

''نہیں ____ بالکل نہیں۔'' اُس کی والدہ نے فوراً کہا۔ ''دُلہن! ____ اللہ تمہارا سہاگ سلامت رکھے، یہ جھومر تمہارا دُلہا ہی لگائے گا، سمجھیں۔ یہ شگون ہے۔''

اُجالا کی نگاہیں غیر ارادی طور پر ہی ڈاکٹر دانیال سے مل گئیں ____ لیکن وہاں کوئی لطیف جذبہ یا کوئی خوبصورت سا پیام نہیں تھا جو اُس کے انگ انگ میں جادو جگا دیتا۔ وہ فوراً ہی سنجیدہ ہو گئی اور اُس نے اپنا دوپٹہ سرکا کر اسے بتایا کہ وہ جھومر کس طرح لگائے۔

''لیجئے جناب ____!'' اُس نے اُسے اُلٹا سیدھا اٹکا کر یوں کہا جیسے کوئی مصیبت گلے سے اُتری ہو۔

''یہ لو ____ اب دُلہن کا منہ میٹھا تو کراؤ۔'' اُس کی والدہ نے کہا۔

اُجالا ٹھٹکی ____ وہ محسوس کر رہی تھی کہ ڈاکٹر دانیال اس تمام ماحول سے بہت بیزار ہو رہا ہے ____ لیکن والدہ کی وجہ سے مجبور ہے۔ اُس نے جلدی سے بڑھ کر پلیٹ میں سے مٹھائی کا ایک ٹکڑا اُٹھایا۔

''دُلہن کو خود کھلاؤ دانیال!'' اُس کی والدہ نے اُس کا ارادہ بھانپ کر کہا۔

وہ ہونٹ بھینچ کر آگے بڑھا۔ اُجالا کو منہ کھولنا پڑا۔ اُس نے مٹھائی کا وہ ٹکڑا اُس کے منہ میں رکھ دیا ____ ابھی پلٹنے کو تھا کہ اُس کی والدہ کی آواز پھر سنائی دی۔

''اُجالا بیٹی! ____ تم بھی تو اپنے دُلہا کا منہ میٹھا کراؤ۔''

اُجالا کچھ جھجک کر آگے بڑھی۔ اُس نے مٹھائی کا ٹکڑا اُس کے منہ میں رکھا تو ڈاکٹر دانیال کی تیوری چڑھی ہوئی تھی۔ فارینہ نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔

اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔

ڈاکٹر دانیال نے فون اُٹھایا اور تھوڑی دیر میں اپنی والدہ کے قریب آ کر بولا۔

"امی جان! ___ مجھے ایک کیس کے سلسلے میں ابھی ہاسپٹل پہنچنا ہے۔ میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔ تب تک آپ اپنی بہو کے ساتھ گپیں لگائیں۔"

"دانی! ___ میری جان! ___" اُس کی والدہ نے اُداسی سے کہا۔ "یہ کیا بات ہوئی ___ تم آج کے روز اپنے ان مریضوں کو کسی اور کے سپرد نہیں کر سکتے؟ یہ آج کا دن تو تمہاری زندگی میں روز روز نہیں آئے گا ___ میرا نہیں تو کچھ اپنی دُلہن کے دل کا ہی خیال کرو۔"

"امی جان ___!" اُس نے جھک کر محبت سے اُن کی پیشانی کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔ "مجبوری ہے ___ ورنہ میں کبھی نہ جاتا۔ اُس شخص کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

"ہاں بیٹا! ___ تم سب کی مجبوریوں کا خیال کرتے ہو۔ سوائے اپنی ماں کے۔"

اُس کی والدہ نے محبت آمیز گلہ کیا۔

"پلیز! ___ آپ خود کو پریشان نہ کریں ___ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔"

وہ اتنا کہہ کر چل دیا۔ اور اُجالا کو اچانک محسوس ہوا جیسے اُس جگمگاتے ہال کمرے کی روشنی دفعتہً گھٹ گئی ہے ___ چمکتے ہوئے فانوس مدھم پڑ گئے ہیں ___ اور وہ پہلی سی رونق اُداسی اور سناٹے میں بدل گئی ہے۔ اُس کے دل کی کیفیت شاید اُس کے چہرے پر بھی آشکار ہوئی ___ جب ہی تو اُس کے دل کے راز کو اُس کی آنکھوں سے پڑھ کر ڈاکٹر دانیال کی والدہ نے کہا۔

"اُجالا بیٹی! تم نے ایک بہت فرض شناس ڈاکٹر سے شادی کی ہے ___ تمہیں اس کے پیشے اور اس کی عادتوں کے ساتھ نباہ کرنا ہی پڑے گا۔"

اُجالا نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

"نہیں آنٹی! ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ہے ایسی بات ___ ایسی بات تو ہونی چاہئے۔ ایسی بات تو محبت کرنے والوں کے درمیان ہونی ہی چاہئے۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"اور کیا ___ اگر ایسی بات نہیں ہوگی نا آنٹی! تو پھر ویسی بات کیسے ہوگی؟"

فارینہ نے حسب عادت پھلجھڑی چھوڑی۔

اُس کی والدہ ہنس پڑیں۔

"بھئی یہ ہماری فارینہ بیٹی تو بہت مزے کی باتیں کرتی ہے۔"

اُجالا خاموش رہی ___ اُسے کچھ سوجھ نہیں رہا تھا کہ کیا کہے ___ ڈاکٹر دانیال کی والدہ نے کہا۔

"بیٹی! لگتا ہے اس نے کل ہی تم کو شادی کی پیش کش کی ہوگی اور تمہارے ہاں کہنے پر فوراً ہی تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں کورٹ لے گیا ہوگا۔"

اُجالا نے اپنے گلابی لب کا ایک گوشہ دانتوں تلے دبایا اور دھیرے سے بولی۔

"جی ..... جی، ایسا ہی ہوا تھا۔"

وہ بڑے خوشگوار انداز میں ہنسیں۔

"یہ شریر ہمیشہ سے ہی ایسا ہے ___ یہ اچانک ہی فیصلے کرتا ہے۔ اسے دوسروں کو سرپرائز دینے میں بہت مزہ آتا ہے۔ خیر، میرے لئے یہ اطمینان کا باعث ہے کہ یہ بہت خوبصورت سرپرائز ہے ___ بیٹی! مجھے اُمید ہے، تم اس گھر کو اپنا گھر سمجھو گی۔"

"میں آپ کی توقعات پر پورا اُترنے کی کوشش کروں گی۔" اُجالا نے پوری سچائی سے کہا۔

"اور میں بھی آنٹی!" فارینہ بولے بغیر نہیں رہ سکی۔

"تم تو بہت پیاری بچی ہو ___" اُنہوں نے محبت سے کہا۔ "تم دونوں کی وجہ سے میرے سنسان گھر میں رونق ہوگئی ہے۔ ورنہ تو تنہائی اور اس بیماری نے مجھے زندہ درگور کر دیا ہے ___ دانیال میرا بہت پیارا بیٹا ہے۔ لیکن اس کی اپنی مصروفیات ہیں ___ وہ مجھے اتنا وقت تو نہیں دے سکتا مگر میرا بہت خیال رکھتا ہے ___ تم جیسے جیسے اس کو جانو گی تمہیں خوشی ہوگی کہ وہ کتنا اچھا ہے۔" وہ ایک ماں کے دُلار سے کہہ رہی تھیں۔

اُجالا اس کے جواب میں کیا کہتی ___ وہ خاموشی سے مسکراتی رہی۔

وہ بہت خوش معلوم ہو رہی تھیں اور بے حد خوشگوار موڈ میں باتیں کر رہی تھیں۔

اُجالا جب اُن کے اور فارینہ کے ہنستے ہوئے چہروں پر نگاہ ڈالتی تھی تو اُس کا دل اطمینان سے بھر جاتا تھا کہ اُس نے یہ فیصلہ کر کے غلطی نہیں کی تھی۔

وہ بڑی محبت سے اپنے بیٹے کا تذکرہ کر رہی تھیں۔ اُس کے بچپن کی باتیں سنا رہی تھیں ـــــ اُجالا کو ان کی گفتگو اچھی لگ رہی تھی۔ اُسے ڈاکٹر دانیال کے بارے میں جاننا بہت خوشگوار محسوس ہو رہا تھا۔

اچانک انہوں نے باتوں باتوں میں کہا۔

"میں تو اس کی طرف سے مایوس ہو چکی تھی کہ یہ کبھی شادی پر رضامند ہو گا۔ میں کبھی اس کے ننھے منے بچوں کو اپنے گھر میں ہنستے کھیلتے دیکھوں گی ـــــ تم نے تو کمال کر دیا بیٹی! ـــــ اس کے دل میں جگہ بنالی۔ ورنہ تو اُس لالہ رخ کے بعد......"

وہ دفعتہً یوں خاموش ہو گئیں جیسے غلط بات منہ سے نکل گئی ہو اور جلدی سے موضوع بدلنے کو بولیں۔

"میرا دانیال دل کا بہت اچھا ہے ـــــ یہ دیکھنے میں بہت سنجیدہ اور خشک سا لگتا ہے۔ مگر ایسا ہے نہیں۔"

اُجالا چونک سی گئی۔ اُس کے دل میں لالہ رخ کا نام کھٹکا ـــــ اُن کے انداز سے یہ پتہ چلانا مشکل نہیں تھا کہ لالہ رخ کی اہمیت ڈاکٹر دانیال کی زندگی میں کیا تھی۔ اُجالا جانتی تھی کہ اس کے اور ڈاکٹر دانیال کے درمیان کوئی بندھن نہیں تھا۔ ان دونوں کا رشتہ محض کاروبار اور ضرورت تھا ـــــ مگر نہ جانے کیوں لالہ رخ کے نام سے اُس کے من میں ایک پھانس سی گڑھ گئی تھی ـــــ وہ ایک عجیب سی بے چینی اور نا اُمیدی سی محسوس کر رہی تھی جسے وہ کوئی نام نہیں دے پائی تھی ـــــ ڈاکٹر دانیال کی والدہ اب بھی اس کے بارے میں کچھ کہہ رہی تھیں۔ مگر اُجالا کو بہت کم سمجھ میں آ رہا تھا۔

پھر ایک ملازمہ نے قریب آ کر ڈاکٹر دانیال کی والدہ سے کہا۔

"بیگم صاحبہ! آپ کی دوائی کا وقت ہو گیا ہے۔"

اُجالا ایک مرتبہ پھر سنبھلی ـــــ اُسے یاد آیا کہ اُس کے اس کردار کا حقیقت کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ـــــ اُسے تو اپنا کردار بہرصورت نبھا کر منظر سے ہٹ جانا ہے اور اپنے ساتھی کرداروں کو فراموش کر دینا ہے۔ وہ جلدی سے ملازمہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کل سے آنٹی کی دوائیوں وغیرہ کا میں خیال رکھوں گی ـــــ تم مجھے اس بارے

میں بتا دینا۔"

"نہیں بیٹی! ـــــ یہ جو ہے ـــــ تم کیوں خود پر یہ بوجھ لیتی ہو۔ یہ تو بہت ناخوشگوار کام ہے۔" ڈاکٹر دانیال کی والدہ نے ہنس کر کہا۔

"یہ ناخوشگوار کام آپ کو اسی لئے لگتا ہے کہ آپ کی کوئی بیٹی نہیں ـــــ اب میں جو ہوں۔ آپ دیکھئے گا کہ یہ سارا کام کتنا خوشگوار ہے۔ بیٹی کے ہوتے ہوئے بھلا ملازم آپ کا خیال کیوں رکھیں۔"

"اور دو بیٹیوں کے ہوتے ہوئے۔" فارینہ نے اُس کی بات اُچک لی۔



رات کا کھانا بھی کھا لیا گیا ـــــ لیکن ڈاکٹر دانیال واپس نہیں آیا۔

اُجالا کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اپنے پیشے کے ساتھ کتنا وفادار ہے ـــــ شاید اُس کے وقت کا زیادہ حصہ اُس کے مریضوں کا تھا۔

یہ بات بظاہر اُجالا کے فائدے میں تھی۔ اُس کی موجودگی میں وہ کچھ زیادہ بے چینی محسوس کرتی تھی ـــــ لیکن اس کے نہ ہونے سے بھی کچھ اچھا نہیں لگتا تھا ـــــ وہ اپنے اسی متضاد رویے پر پشیمان سی ہو رہی تھی۔

فارینہ دوائی کھا کر اپنے بستر میں چلی گئی تھی ـــــ لیکن اُسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ آسائشوں سے پُر اس شاندار گھر میں وہ خود کو بہت اجنبی سا محسوس کر رہی تھی ـــــ نیند اُس کی آنکھوں سے کوسوں دُور تھی ـــــ ہزار طرح کے اندیشے اور وسوسے اُس کی جان کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

وہ کچھ دیر برآمدے میں ٹہلتی ہوئی، رات کی رانی کی مہک سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ لیکن وقت گزرنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ پہاڑ سی رات سر پہ کھڑی تھی۔

اُکتا کر وہ نیچے اُتری کہ لائبریری سے کچھ پڑھنے کے لئے لے آئے۔ سبز و دبیز قالین پر پاؤں دھرتی وہ نیچے ہال میں آئی۔ ملازمہ نے اُسے سارا گھر گھمایا تھا۔ اُسے اندازہ تھا کہ لائبریری کس طرف ہے۔ وہ گیلری میں سے گزری اور کچھ دیر بعد اُن تصویروں کو دیکھنے کے لئے رُک گئی جو دیواروں پر آویزاں تھیں ـــــ جن میں ملک کی مشہور شخصیات نمایاں تھیں۔ ہر تصویر میں ڈاکٹر دانیال کو دیکھ کر اُسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اُس کی کتنی عزت اور وقار تھا۔

وہ بڑی توجہ سے تصویریں دیکھ رہی تھی ـــــ اُسے اس کا احساس ہی نہیں ہوا کہ

گیلری کا پچھلا دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا ـــــ وہ اس وقت چونکی جب کسی نے اُس کے بالکل قریب آ کر کہا۔

"اُجالا! ـــــ آپ ـــــ؟"

وہ اچانک آواز سے خوفزدہ سی ہو گئی اور اُس نے ہراساں ہو کر دیکھا اور ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑائی۔

"اوہ......کاشف صاحب......"

کاشف کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"اُجالا......آپ یہاں......؟"

اُجالا کو یکلخت سب کچھ یاد آ گیا۔

اُس کی رنگین باتیں، اُس کا والہانہ انداز، اُس کے دعوے اور محبت کی گھاتیں ـــــ اُسے یہ بھی یاد آیا کہ وہ اپنی شادی کے کارڈ چھپوا رہا ہے ـــــ اُس کا انداز بدل گیا اور اُس نے اپنے لب بھینچ لئے۔

کاشف کی حیرت ابھی کم نہیں ہوئی تھی۔ وہ بدستور بڑے استعجاب سے کہہ رہا تھا۔

"اُجالا! ـــــ آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہو رہی ہے۔"

"آپ کی شادی کے کارڈ چھپ گئے ہیں ـــــ؟" اُجالا نے اچانک بڑی سنجیدگی سے کہا۔

وہ گڑبڑا گیا، لیکن پھر سنبھل کر بولا۔

"یہ تو میری بات کا جواب نہیں ہے۔"

"ضروری نہیں کہ آپ کی بات کا جواب دیا جائے۔" اُجالا نے لاتعلقی سے کہا اور لائبریری کی طرف بڑھ گئی۔

وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا اُس کے پیچھے آیا۔

"اب اتنی بے رُخی بھی اختیار نہ کیجئے پلیز۔ مجھے سخت اُلجھن ہو رہی ہے۔ آپ بتائیے تو سہی کہ آپ یہاں......" اُس نے بات ادھوری ہی چھوڑ دی اور جواب کے انتظار میں اُس کی طرف دیکھنے لگا۔

اُجالا نے ہونٹ کاٹا اور سپاٹ لہجے میں بولی۔

"کاشف صاحب! شاید آپ کو یہ جان کر خوشی نہیں ہوگی کہ میں آپ کی بھابی کی حیثیت سے اس گھر میں موجود ہوں۔"

اُس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اور چند لمحے وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکا ___ اُجالا کو اُسے ورطۂ حیرت میں گم دیکھ کر بہت لطف آ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اتنا ہی کہہ سکا۔

"آپ...... میرا مطلب ہے کہ دانیال بھائی نے آپ سے ...... آپ سے شادی کر لی ہے ...... مجھے ...... مجھے تو بالکل یقین نہیں آ رہا۔"

"آہستہ آہستہ خود ہی آ جائے گا۔" اُجالا نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"مگر اُنہوں نے تو شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی...... وہ...... وہ تو......"

وہ جیسے کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

"وہ تو، کیا ___؟" اُجالا نے پوچھا۔

"وہ تو ...... میں کہہ رہا تھا کہ وہ تو شادی کے نام سے بھی چڑتے تھے۔" اُس نے بات بنائی۔

"دیکھ لیجئے۔" اُجالا نے شانے اُچکائے اور آگے بڑھ گئی۔

وہ پھر اُس کے پیچھے آیا اور اُسے روکتے ہوئے بولا۔

"سنیے ___! مجھے آپ کو یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے ...... میں ...... میں آپ کو......"

"کاشف صاحب! ___" اُجالا نے اُس کی بات کاٹی۔ "آپ کی کوئی بات قابلِ اعتبار نہیں ___ اس لئے پلیز آپ کچھ مت کہیے۔"

اُسے شاید اس جواب کی توقع نہیں تھی ___ وہ بے حد شرمندہ ہوا اور خفیف ہوتے ہوئے اُس نے اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی۔

"پلیز ___ مجھے اتنا بے اعتبار نہ سمجھئے ___ مجھے اس قدر شرمندہ نہ کیجئے۔ میں نے جو بھی کیا تھا، وہ میری عقیدتوں کا اظہار تھا ___ میری سچی عقیدتوں کا۔"

"چھوڑیئے کاشف صاحب! ___ میں نے پچھلی باتوں کو بھلا دیا ہے۔ آپ بھی انہیں بھول جائیے۔" اُجالا نے رُوکھائی سے کہا اور لائبریری کا دروازہ کھول کر اندر

چلی گئی۔

***

لائبریری میں بہت اچھی اچھی کتابیں تھیں۔

وہ بہت دیر تک مختلف الماریاں دیکھتی رہی۔ اپنے لئے کچھ کتابیں منتخب کیں اور اوپر چلی آئی۔

اُس نے دیکھا کہ ڈاکٹر دانیال کے کمرے کی بتیاں روشن تھیں۔ وہ کچھ پریشان سی ہوئی۔ اُس کا خیال تھا کہ ڈاکٹر دانیال ابھی تک نہیں لوٹا ہوگا اور وہ جلدی سے بیڈ روم میں گھس جائے گی۔ وہ اُس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی ___ نہ ہی وہ رات کی تنہائی میں اُس سے بات کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اب تو وہ لوٹ آیا تھا اور وہ اُس کے بیڈ روم سے گزر کر اپنے کمرے میں نہیں جانا چاہتی تھی۔

رات خوبصورت اور سہانی تھی ___ نیلے آسمان پر چمکتا ہوا ادھورا چاند بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ ہوا میں رات کی رانی کی خوشبو بسی ہوئی تھی اور اس کی خنکی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ گرد و پیش کے گھروں میں چمکتی ہوئی روشنیاں عجیب دلکش سماں پیش کر رہی تھیں۔ وہ کچھ دیر کھڑی ان مسحور کر دینے والے مناظر کو دیکھتی رہی۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں ___؟" اچانک اُسے ایک آواز بہت قریب سے سنائی دی۔

وہ چونک کر مُڑی اور اندھیرے اُجالے میں لپٹے ڈاکٹر دانیال کے اونچے لمبے سراپے کو حیرت سے دیکھا۔

"آپ کب آئے؟"

"میں تو کافی دیر سے آ چکا ہوں۔ مگر آپ موجود نہیں تھیں۔" وہ بولا۔

"میں نیچے چلی گئی تھی ___ لائبریری میں۔" اُجالا نے بتایا۔

"اچھا ___ آپ کو بھی کتابوں سے دلچسپی ہے۔" ڈاکٹر دانیال نے کہا۔

"آپ کو بھی سے آپ کا کیا مطلب ہے؟" اُجالا نے ذرا شوخ لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص نہیں۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔ اُجالا نے محسوس کیا کہ اُس کی نگاہیں اُس کے چہرے پر ہیں۔

وہ تھوڑا سا جھجک گئی اور گرد و پیش کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہاں اردگرد کے مناظر بہت اچھے ہیں ____ گھروں کی روشنیاں اس بلندی سے کتنی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔"

ڈاکٹر دانیال نے اُس کی بات کو نظر انداز کر دیا اور بولا۔

"رات کافی بھیگ گئی ہے ____ آیئے، چل کر آرام کیجئے ____ میں بھی تھک گیا ہوں۔"

اُجالا کو یاد آیا کہ وہ اپنے کسی مریض کو دیکھنے گیا تھا جس کی حالت خطرے میں تھی۔ اُس نے اُس کے برابر چلتے ہوئے کہا۔

"کیسا ہے آپ کا مریض جسے آپ دیکھنے گئے تھے؟"

"کافی بہتر ہے۔" اُس نے بیڈ روم کا دروازہ کھولا۔

تیز روشنی میں اُجالا کی آنکھیں جھپک سی گئیں۔ اُس نے سچائی سے کہا۔

"آپ اپنے مریضوں کا بہت خیال کرتے ہیں۔"

"ایک ڈاکٹر سے اور کیا توقع ہوتی ہے؟" وہ بولا۔

اُجالا نے اب صاف طور پر اُس کی طرف دیکھا۔ اُس نے لباس تبدیل کر لیا تھا۔ ریشمی ڈریسنگ گاؤن میں وہ بے حد باوقار نظر آ رہا تھا ____ ڈاکٹر دانیال نے بھی اُس کی طرف دیکھا ____ وہ ہاتھوں میں کتابیں تھامے ہوئے تھی جو وہ لائبریری سے لے کر آئی تھی۔

"یہ کتابیں کیسی ہیں؟"

"میں نے بتایا تا کہ لائبریری سے لے کر آئی ہوں ____" اُجالا نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ پھر کچھ سوچ کر پلٹی۔ "ڈاکٹر صاحب! ____ میں اپنا رول ٹھیک نباہ رہی ہوں نا؟"

اُس نے پیشانی پہ ایک شکن ڈالی اور رُوکھے سے لہجے میں بولا۔

"جی نہیں، ____ آپ کچھ اوور ایکٹنگ کا شکار لگتی ہیں۔"

اُجالا سناٹے میں آ گئی۔ وہ تو اُس کی زبان سے توصیف کے چند جملے سننا چاہتی تھی۔ لیکن اُس نے یہ کیا کہہ دیا تھا ____ اُس نے خود کو سنبھالا اور مدھم سے لہجے

میں بولی۔

"کچھ بتائیں گے آپ کہ وہ کیسے؟ ____ تا کہ آئندہ میں اس خامی کو دُور کر لوں۔"

ڈاکٹر دانیال نے ایک کڑی نگاہ اُس پر ڈالی اور خشمگیں لہجے میں بولا۔

"آپ کا دھیان میری طرف ہوتا ہے ____ اور آپ مجھے نیچا دکھانے اور چڑانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مجھے اس قسم کا رویہ پسند نہیں ہے۔"

"لیکن کب ____ کب میں نے ایسا کیا؟" اُجالا اپنی توہین پر روہانسی ہو گئی۔

"مس اُجالا! ____ میں بچہ نہیں ہوں کہ نگاہوں کا مفہوم نہ سمجھوں اور رویے کی شرارت کو نہ پہچانوں ____ آپ کی اداکاری کی زد مجھ تک نہ ہی پہنچے تو مناسب ہو گا۔" وہ رعونت سے بولا اور اپنے بیڈ پر دراز ہونے کے لئے اُس نے کمبل ہٹایا۔

اُجالا خفیف سی ہو گئی ____ غصے اور شرمندگی میں اُس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے۔ اُس کے گلے میں آنسوؤں سے پھندے پڑ رہے تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر اُس نے کچھ کہا تو وہ رو پڑے گی۔ اسی لئے وہ جلدی سے پلٹ گئی۔ لیکن خود کو بیڈ روم کا دروازہ زور سے بند کرنے سے نہیں روک سکی۔ وہ لفظوں میں تو اپنا احتجاج اُس تک نہیں پہنچا سکی تھی۔ وہ اسے اپنے رویے سے ظاہر کرنا چاہتی تھی۔

اُس نے دروازہ لاک کیا اور کتنی ہی دیر اُس سے پشت لگا کر کھڑی رہی۔ آنسو اُس کے رخسار بھگوتے رہے ____ اور وہ خود کو ایک قیدی کی طرح محسوس کرتی رہی جس کے اپنے بس میں کچھ بھی نہیں تھا۔

دروازے کے اس پار اُسے بجلی کا بٹن دبنے کی آواز سنائی دی ____ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ ڈاکٹر دانیال اُسے بے چین کر کے خود اطمینان سے سو گیا تھا اور وہ اس وسیع کمرے میں تنہا تھی اور بے خواب رات ____

✱✱✱

اگلی صبح ناشتے کی میز پر اُس کا رویہ رات کے خشک رویہ سے مختلف تھا۔ وہ بڑے اخلاق سے فارینہ کے ساتھ ہلکی پھلکی بات چیت کر رہا تھا مگر اُجالا کو رات کی بدمزگی بھولی نہیں تھی اس لئے وہ بہت محتاط اور کھنچی کھنچی سی تھی۔ وہ ناشتہ بھی برائے نام کر رہی تھی اور اُس کے رویے میں شگفتگی مفقود تھی۔ غالباً اسی لئے ڈاکٹر دانیال کی والدہ نے

پوچھ ہی لیا۔

''کیوں ___ اُجالا بیٹی! ___ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟''

اُجالا کچھ گڑبڑا گئی۔ ''جی ___ میں ٹھیک ہوں بالکل۔''

''اللہ تعالیٰ ٹھیک ہی رکھے۔ تم دونوں کو خوش و خرم رکھے۔'' انہوں نے بزرگانہ شفقت سے کہا۔

اُجالا نے ڈاکٹر دانیال کی کڑی نگاہوں کو زد پر پڑتے ہوئے محسوس کیا۔ ان میں سرزنش کی تیز رد تھی۔ وہ کچھ اور بے چین سی ہوگئی اور اُسے خود کو نارمل کرنے میں بے حد دقت ہوئی۔ ڈاکٹر دانیال کی والدہ بھی اس کی کیفیت سمجھ رہی تھیں۔ انہوں نے جیسے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے کہا۔

''اُجالا بیٹی! ___ تمہیں اس نئے گھر، اس نئے ماحول میں ایڈجسٹ کرنے میں وقت تو لگے گا ___ لڑکیوں کے لئے یہی دور تو آزمائش کا ہوتا ہے جب وہ سسرال میں اپنی جگہ بناتی ہیں۔''

اُجالا نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ کاشف کی آواز نے سب کو متوجہ کرلیا۔

''ہیلو ایوری باڈی! ___ صبح بخیر ___!!''

اُجالا کے اعصاب تن سے گئے ___ اُس نے ایک چور سی نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی کہ وہ اس کی آمد کو کس انداز میں دیکھ رہا ہے۔ لیکن وہ نارمل تھا اور کاشف سے پوچھ رہا تھا۔

''تم کب آئے کاشی؟''

''میں رات ہی آ گیا تھا۔'' وہ بولا۔

''اپنی دُلہن بھابی سے ملے ہو تم؟'' امی جان نے کہا۔

''جی ___ میں تو رات ہی ان سے متعارف ہوگیا تھا۔'' وہ مسکرا کر بولا۔

''دیکھا تم نے ___ اس دانی شریر نے ہمیں کیسا خوبصورت سرپرائز دیا ہے۔'' امی جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جی ہاں، بالکل۔ ہم تو واقعی حیران رہ گئے ہیں۔'' وہ بے ضرر سے لہجے میں کہنے لگا۔

اُجالا خاموش ہی رہی ___ اُسے وہاں بیٹھنا دُشوار سا لگ رہا تھا۔ حالانکہ کاشف کے بارے میں اتنی سنجیدہ نہیں تھی۔ نہ ہی اس کی بے وفائی سے وہ کچھ زیادہ دلبرداشتہ ہوئی تھی۔ لیکن یہ خیال اُس کو بے چین کر رہا تھا کہ نہ جانے دانیال اس کے بارے میں کیا خیال کر رہا تھا ___ نہ جانے وہ کیا سمجھ رہا تھا کہ ان کے تعلقات آپس میں کتنے گہرے تھے۔

اُس نے بہتیری کوشش کی کہ خود کو سنبھال لے تاکہ کسی پر کچھ ظاہر نہ ہوسکے۔ لیکن اُس کا اُکھڑا اُکھڑا سا رویہ اور ماحول سے لاتعلقی چھپی نہیں تھی ___ جسے ڈاکٹر دانیال ناپسندیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اُس سے مخاطب ہوا۔

''اُجالا! ___ رات بھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ تم اوپر چل کر دوا لو اور تھوڑا آرام کرو ___ میرا خیال ہے لنچ پر تم بہتر محسوس کرو گی۔''

وہ بغیر سوچے سمجھے میکانکی انداز میں اُٹھی ___ اُسے یہ بھی خیال نہیں رہا کہ باقی سب لوگوں سے کوئی معذرتی کلمہ ہی کہہ دیتی۔ فوراً ہی کرسی دھکیل کر وہ چند لمحوں میں کھانے کے کمرے سے باہر نکل گئی۔ جب وہ اپنے کمرے میں پہنچی تو وہ ہانپ رہی تھی۔

اُسے خود پر غصہ بھی آرہا تھا کہ اُس نے خوامخواہ ہی خود کو مشکوک بنالیا تھا۔ دانیال کی رات کی بات سے وہ کچھ اتنی متذبذب سی ہوگئی تھی کہ اُسے کچھ سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا کہ اُسے کس قسم کی اداکاری کرنی چاہئے ___ کاشف کی موجودگی نے اُسے بلاوجہ ہی چور سا بنا دیا تھا ___ حالانکہ کاشف کے اپنے رویے میں بھی کوئی ایسی بات نہیں تھی۔

اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا ___ اُسے اندازہ ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر دانیال کو اس کا رویہ پسند نہیں آیا ___ اور جب اُس نے اُسے اوپر جاکر آرام کرنے کے لئے کہا تھا تو اُس کا موڈ بے حد خراب تھا ___ اُسے یقین تھا کہ جب وہ تنہا ہوگا تو نہ جانے طعن و تشنیع کے کیسے کیسے وار کرے گا ___ اُسے ڈاکٹر دانیال سے خوف سا آرہا تھا۔ اُس کا جی چاہتا تھا کہ اُس کا سامنا کبھی نہ کرے۔

دروازے پر ایک برہم سی دستک ہوئی ___ اُجالا کانپ سی گئی۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ڈاکٹر دانیال کا سنجیدہ چہرہ نظر آیا۔ اُس کی تیوری چڑھی ہوئی تھی۔

اُجالا قدرے سہم سی گئی اور اُس نے نگاہیں چرا لیں۔

ڈاکٹر دانیال نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور درشتی سے بولا۔

''یہ آپ نے ناشتے کی میز پر کس قسم کے رویے کا مظاہرہ کیا ہے ــــــ؟''

اُجالا دبک سی گئی ــــــ اُسے کچھ نہیں سوجھا کہ اُسے کیا جواب دے ــــــ اُس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگی تھیں اور وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی۔

''میں تو سمجھا تھا کہ آپ ایک اچھی ایکٹریس ہیں ــــــ لیکن آپ کو تو خاک بھی نہیں آتا۔ کس قدر بدصورت رویے کا مظاہرہ کیا آپ نے ــــــ آخر آپ کو ہوا کیا تھا؟'' اُس نے تلخی سے پوچھا۔

اُجالا کے پاس اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا ــــــ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ اُسے کیا ہوا تھا تو وہ اُسے کیا بتاتی۔ اپنی توہین اور بے بسی کا احساس اُس کی آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر رہا تھا ــــــ وہ گردن شانوں میں گھسائے مجرم سی بنی کھڑی تھی۔

''بولتی کیوں نہیں ہیں آپ کہ یہ سب کیا مصیبت تھی؟'' اُس نے قریب آ کر اُس کا بازو جھنجھوڑا۔ ''مجھے نہیں معلوم تھا کہ کاشف کے ساتھ آپ کو اتنی جذباتی وابستگی ہے۔ اُس نے آپ کو جو سبز باغ دکھائے ہوں گے آپ نے اُن پر یقین کر لیا تھا ــــــ جب ہی اُسے دیکھ کر آپ اتنی نروس ہو گئیں کہ آپ کو کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ آپ کہاں ہیں اور کیا کر رہی ہیں۔''

اُجالا کے ضبط کے بندھن بالکل ہی ٹوٹ گئے۔ اُس نے سر جھٹکتے ہوئے بمشکل کہا۔

''خدا کے لئے چپ ہو جایئے ڈاکٹر دانیال! ــــــ خدا کے لئے ــــــ'' اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور روتی چلی گئی۔ باوجود کوشش کے اُس کے آنسو نہیں رُک رہے تھے اور اُسے ہچکیوں پر ہچکیاں آ رہی تھیں۔

ڈاکٹر دانیال نے پانی سے گلاس بھرا اور اُس کے نزدیک آ کر بولا۔

''بس، بند کرو یہ رونا دھونا ــــــ پانی پیو اور ٹھیک طرح سے بات کرو مجھ سے۔ مجھے ہاسپٹل سے دیر ہو رہی ہے۔'' اُس نے اُسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھا دیا۔ اور اُس کے چہرے کو ڈھانپے ہوئے ہاتھوں کو سختی سے ہٹایا جو آنسوؤں میں بھیگ گئے تھے۔

اُس کے اس بے رحمانہ رویے نے جیسے اُجالا کو جرأت سی بخش دی تھی۔ اُس نے

زور سے اُس کے ہاتھ جھٹکے اور سیدھی ہو بیٹھی۔

''کیا بات کروں میں آپ سے، بتایئے ــــــ پوچھیئے جو پوچھنا ہے۔ کیونکہ میں تو آپ کی ملازم ہوں نا ــــــ پابند ہوں آپ کی کہ آپ کے حکم پر چلوں۔'' اُس نے دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

''فضول باتیں نہ کرو۔'' اُس نے ڈپٹ کر کہا۔ ''اور مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم کاشف کی وجہ سے اتنی اپ سیٹ ہوئی تھیں؟''

''نہیں ــــــ نہیں ــــــ'' اُجالا نے غصے سے کہا۔ ''میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا، اب بھی کہتی ہوں کہ اُس نے مجھ سے ضرور فلرٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میں نے کبھی اُسے اہمیت نہیں دی۔''

''اچھا ــــــ'' اُس کے انداز میں بے یقینی صاف جھلک رہی تھی۔ ''تو پھر کیا وجہ تھی تمہارے اُچاٹ ہونے کی؟''

اُجالا کو اُس کا اس طرح کہنا اتنا برا لگا کہ اُس نے بے ساختہ کہا۔

''اس کی وجہ آپ تھے ــــــ سنا آپ نے ــــــ آپ نے رات مجھے اتنا پریشان کر دیا تھا کہ میں اپنی ساری اداکاری بھول گئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کس قسم کے رویے کا مظاہرہ کروں جو آپ کو مطمئن کر دے۔ جس کی زد آپ تک نہ پہنچے ــــــ آپ اتنے مغرور اور خود پسند ہیں کہ میں آپ کے شایانِ شان اداکاری کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتی ہوں۔ کاش میں نے خود کو اس عذاب میں نہ ڈالا ہوتا تو آپ کے ہاتھوں یوں ذلیل تو نہ ہوتی'' وہ ایک مرتبہ پھر رو پڑی۔

وہ چپ کھڑا اُس کی بات سنتا رہا اور بے نیازی سے بولا۔

''اب یہ رونا دھونا بند کرو ــــــ جو ہونا تھا ہو چکا ــــــ تم اس عذاب میں گرفتار ہو چکی ہو اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔ مناسب یہی ہے کہ تمہیں جو کردار ادا کرنا ہے، اسے بہتر انداز میں نبھاؤ ــــــ نہ اوور ایکٹنگ کرو اور نہ ہی انڈر ایکٹنگ۔ اور میرے پاس یہ حق ہمیشہ رہے گا کہ میں تمہیں ٹوک سکوں اور تمہیں بتاؤں کہ تم صحیح اداکاری کر رہی ہو یا غلط۔''

وہ اتنا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا اور اپنے پیچھے زور سے دروازہ بند کر دیا۔

اُجالا دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر ایک مرتبہ پھر رو پڑی۔

***

اُس نے خود کو سمجھا لیا۔ خود کو ڈاکٹر دانیال کی کڑوی کسیلی باتوں کا عادی بنا لیا۔ ایک وہی تو تھا جس کی وجہ سے کچھ پریشانی، کچھ خوف اور بے چینی محسوس کرتی تھی۔ ورنہ جیسا پیار اُسے ڈاکٹر دانیال کی والدہ سے ملا تھا اس کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اپنی پیاری ماں کو کھونے کے بعد وہ بزرگانہ شفقت کو ترس گئی تھی۔ انہوں نے اُس کی کمی پوری کر دی تھی۔ وہ اُس کا ہر طرح خیال رکھتی تھیں ـــــ محبت سے اُسے ہر بات میں شریک کرتی تھیں اور اُسے اتنی اہمیت دیتی تھیں کہ بعض اوقات اُس کے دل کی گہرائیوں میں یہ حسرت جاگتی کہ کاش اُس کا حقیقت میں ان سے وہی رشتہ ہوتا جسے جان کر وہ اس سے اتنا پیار کرنے لگی تھیں۔

مگر وہ جانتی تھی کہ اس کی یہ حسرت ہمیشہ حسرت ہی رہے گی۔ ڈاکٹر دانیال نے بس اُسے اس حد تک برداشت کر رکھا تھا کہ اس کی وجہ سے ان کی والدہ کی دلی آرزو پوری ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اُسے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی ـــــ وہ اُس کے نزدیک جیسے تھی ہی نہیں۔

اُجالا نے بھی اس سے کوئی غیر حقیقی توقع وابستہ نہیں کر رکھی تھی۔ اُس کا اور ڈاکٹر دانیال کا جو کاروباری سا رشتہ تھا، وہ اُس نے کبھی فراموش نہیں کیا تھا۔ اُس کے لئے یہی بہت تھا کہ فارینہ پہلے سے بہت بہتر تھی۔ اب اُسے چلنے میں بھی اتنی دقت نہیں ہوتی تھی اور اُسے دماغی دورے بھی نہیں پڑتے تھے۔

ڈاکٹر دانیال فارینہ کے علاج کی طرف توجہ دے رہا تھا اور اُس نے اُس کے کئی ٹیسٹ بھی کروائے تھے۔

کاشف کی شادی کے ہنگاموں میں اُسے بالکل فرصت نہیں ملی۔ اُس کی حیثیت بڑی بہو کی تھی۔ دانیال کی والدہ اپنی بیماری کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ سارا کام اُجالا پر ہی آن پڑا تھا۔ اُس نے سب کچھ بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ اُس کی ہر کام میں شرکت اور خوش اخلاقی نے اُسے دوسروں کی توجہ کا مرکز بنا دیا تھا۔

ڈاکٹر دانیال کی والدہ بھی کافی بہتر محسوس کر رہی تھیں۔ انہوں نے شادی کی تمام

تقریبات میں شرکت کی۔ حالانکہ وہ زیادہ تر اپنے بستر میں رہتی تھیں۔ تھوڑی سی بھی غیر معمولی حرکت اُنہیں تھکا دیتی تھی۔ مگر شادی کے دوران وہ بہت خوش اور مطمئن رہیں اور اُجالا کو بڑے فخر سے اپنے ملنے والوں سے متعارف کرواتی رہیں۔

ولیمے کی تقریبات بھی خاصی ہنگامہ خیز تھیں ـــــ کہیں آدھی رات کو جا کر مہمان رخصت ہوئے تو وہ تھک کر چُور ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر دانیال کی والدہ کو دوائیاں وغیرہ دے کر وہ ان کے بستر میں لٹا چکی تو انہوں نے محبت سے اُس کی پیشانی چوم لی۔

''بیٹی! ـــــ میں بہت خوش ہوں ـــــ میں اپنے دانی کے لئے جیسی بہو چاہتی تھی تم ویسی ہی ہو ـــــ اب میں آسانی سے مر سکوں گی ـــــ اب مجھے کوئی فکر نہیں۔ تم میرے دانی کی، میرے اس گھر کی بہت اچھی طرح دیکھ بھال کرو گی۔''

''نہیں آنٹی! ـــــ اس طرح نہ کہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ تو ہماری چھاؤں ہیں ـــــ ہمارا سایہ ہیں ـــــ آپ کی وجہ سے تو یہ گھر، گھر لگتا ہے۔'' اُس نے اُنہیں چادر اوڑھاتے ہوئے پوری سچائی سے کہا۔

''جیتی رہو بیٹی! سلامت رہو ـــــ پھلو پھولو ـــــ اللہ تمہاری گود ہری کرے۔''

اُنہوں نے پیار سے اُس کے بال سہلائے۔

وہ کچھ محجوب سی ہو کر سیدھی ہوئی تو اُس کی نگاہ دروازے پر پڑی۔ اُس کا چہرہ متغیر ہو گیا ـــــ ڈاکٹر دانیال نہ جانے کب سے دروازے میں کھڑا تھا ـــــ اُس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ وہ بہت غور سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا ـــــ وہ شرمندہ سی ہو کر ہونٹ کاٹنے لگی۔

وہ اپنی والدہ کے بیڈ کے قریب چلا آیا۔

''امی جان! ـــــ کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ ـــــ زیادہ تھک تو نہیں گئیں؟''

اُس نے اُن کی نبض پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

''بس تم رہنے دو یہ ڈاکٹری۔'' اُنہوں نے اپنی کلائی اُس کے ہاتھ سے چھڑا کر ہنستے ہوئے کہا۔ ''مجھے اب تم جیسے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں رہی، جو کڑوی دوائیاں دیتا ہے ـــــ کبھی کوئی پرہیز کراتا ہے کبھی کوئی ـــــ میری ڈاکٹر تو میری بہو ہے ـــــ تم دیکھنا اس کی محبت مجھے بالکل ٹھیک کر دے گی ـــــ تم تو منہ دیکھتے رہ جاؤ گے۔

تمہاری سب ڈاکٹری دھری کی دھری رہ جائے گی۔“

”اچھا ـــــ یہ بات ہے۔“ ڈاکٹر دانیال نے خاص طور پر مُڑ کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ ٹھٹک سی گئی۔ اُس نے حیرت سے دیکھا کہ اُس کے کرخت سنجیدہ چہرے پر نرمی کی جھلک ہے۔ مگر وہ بولا تو اُس کا لہجہ درشت تھا۔

”بھئی یہ کیا ـــــ آپ میری امی کو میرے خلاف بھڑکا رہی ہیں؟“

”میں نے تو کچھ نہیں کہا ـــــ“ وہ گھبرا کر منمنائی۔

”دانی! ـــــ کیوں میری بہو کے پیچھے پڑے ہو؟ ـــــ خبردار جو اسے کچھ کہا۔“ اُنہوں نے مذاق سے اُسے ایک ہلکی سی چپت لگائی۔

”یہ اوپر چل لے سہی ـــــ میں اسے ٹھیک کرتا ہوں ـــــ آج اس نے مجھے آپ سے مار پڑوائی ہے۔“ وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔ لیکن اُس کی دُرشتی مصنوعی تھی۔

”خبردار جو میری بہو کو کچھ کہا۔ میں اسی کی طرفداری کروں گی۔“ اُس کی والدہ نے پیار سے کہا تو وہ ہنسا۔

”دیکھیں تو اس کو ـــــ ماں بیٹے کو لڑوا کر خود کیسی گھنّی بنی کھڑی ہے۔“

اُجالا کچھ سمٹ سی گئی ـــــ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس مزاحیہ تکرار میں شریک ہو جائے یا یونہی لاتعلق سی کھڑی رہے۔ وہ ڈاکٹر دانیال کے شریر جملوں پر مسکرائے یا انہیں صرف اس کی والدہ کے لئے سمجھ کر خود ان سے الگ رہے۔ وہ کچھ متذبذب سی کھڑی تھی کہ امی جان نے کہا۔

”اچھا، جاؤ بیٹے! ـــــ تم لوگ چل کر آرام کرو ـــــ دن بھر کام کرتے رہے ہو۔ تھک گئے ہو گے۔“

”اچھا امی! شب بخیر!“ ڈاکٹر دانیال نے جھک کر اُن کا ماتھا چوما۔

”شب بخیر ـــــ!“ اُجالا نے بھی دھیرے سے کہا۔

ڈاکٹر دانیال کمرے سے باہر نکلا۔ اُجالا کو بھی اُس کے ساتھ ہی چلنا پڑا۔ اُس نے لفٹ کا بٹن دبایا اور اُسے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔ اُجالا اندر داخل ہوئی، لفٹ کا دروازہ بند تھا۔ اُس نے چوڑے شانوں والے اونچے لمبے ڈاکٹر دانیال پر ایک اُچٹتی سی نگاہ ڈالی جو چھوٹی سی لفٹ میں اُس کے بہت قریب کھڑا تھا۔

وہ اُسی کی جانب دیکھ رہا تھا اور اُس کی نگاہ کا زاویہ تنقیدی تھا۔

اُجالا کچھ بے چین ہوئی ـــــ اُس نے ڈاکٹر دانیال کی والدہ کا بنوایا ہوا بھاری کامدار جوڑا اور اسی کی مناسبت سے زیورات بھی پہن رکھے تھے۔ اُس نے بالوں کو ایک دوسرے زاویے سے سنوارا تھا ـــــ آج سبھی لوگوں نے اُس سے کہا تھا کہ وہ بہت اچھی لگ رہی ہے ـــــ وہ ڈاکٹر دانیال کی نگاہوں کی تپش کو محسوس کر رہی تھی۔ لیکن وہ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ نہیں جان سکتی تھی کہ اُس کی نگاہوں میں بھی اس کے لئے کوئی ستائش ہے؟ ـــــ وہ دُبکی ہوئی سی یوں چپ کھڑی تھی جیسے موقع ملتے ہی بھاگ کھڑی ہو گی۔

لفٹ کو اوپر جاتے ہوئے بمشکل دو تین منٹ بھی نہیں لگتے تھے ـــــ لیکن یہ چند لمحے جیسے صدیوں کے ہو گئے تھے اور کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آ رہے تھے ـــــ اچانک ڈاکٹر دانیال نے اُس کے بالوں کی ایک گھنگھریالی لٹ کو چھو کر کہا۔

”آپ اس قدر گھبرائی ہوئی کیوں ہیں؟“

اُجالا چونک گئی اور غیر ارادی طور پر پیچھے ہٹ کر بالکل لفٹ کی دیوار سے جا لگی۔

”جی ـــــ نہیں تو ـــــ“ اُس نے تھوک نگل کر کہا۔

”اچھا ـــــ گھبرائی ہوئی نہیں ہو؟“ اُس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”نہیں ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“ اُس نے جلدی سے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ہے؟“ اُس نے پھر دوہرایا۔ ”تو پھر یہ چہرے پر ہوائیاں کیوں اُڑ رہی ہیں؟ ـــــ منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟“

اُجالا نے اُس کی طرف دیکھا ـــــ اُسے اپنی جرأت پر حیرت ہوئی۔ وہ بے ساختہ کہہ گئی۔

”میرے چہرے پر کچھ نہیں ہے ـــــ جو کچھ ہے آپ کی نگاہوں میں ہے۔“

”اچھا ـــــ“ اُس نے یکدم آگے بڑھ کر اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور اُس کی حیران آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

”تمہارے چہرے پر بہت کچھ ہے ـــــ تمہاری روح کا عکس ـــــ تمہارے

دل کا سب حال ___ تمہارے من کی پوری دنیا ___ میں سب کچھ دیکھ سکتا ہوں۔ مجھ سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔''

اُس کا ایک ایک لفظ اُس پر یلغار کر رہا تھا اور اُس کا چہرہ اُس سے اتنا قریب تھا کہ اُس کی گرم سانسیں اُس کے رخساروں سے چھو رہی تھیں ___ اُس کی پلکیں اُس کے رخساروں پر سایہ ڈالنے لگیں۔ وہ پوری جان سے کانپ گئی اور اُس نے گھبراہٹ میں خود کو اُس کی گرفت سے چھڑایا اور ہانپتے ہوئے بولی۔

''چھوڑیں ___ آپ کیا کر رہے ہیں؟''

اُس نے اُس کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیا۔

''میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔''

''کیا جانتے ہیں آپ؟ ___ کیوں اس طرح سے کہہ رہے ہیں؟'' وہ روہانسی ہو کر بالکل لفٹ کی دیوار سے چپک گئی۔

گھنٹی کی آواز بتا رہی تھی کہ لفٹ اوپر کے فلور پر پہنچ گئی ہے ___ خودکار دروازہ کھل گیا ___ وہ بغیر اس کی بات کا جواب دیئے لفٹ سے باہر نکل گیا۔ وہ بھی باہر آئی اور جان بوجھ کر اُس سے فاصلہ رکھ کر چلنے لگی۔ وہ خود کو بے حد کمزور سا محسوس کر رہی تھی ___ وہ کبھی اس طرح سے بے بس نہیں ہوئی تھی۔ وہ اُس سے سامنا کرنے کی ہمت خود میں نہیں پا رہی تھی۔

وہ اپنے بیڈ روم میں داخل ہو گیا ___ وہ بھی اُس کے عقب میں تھی اور چاہتی تھی کہ اس سے آنکھ بچا کر جلدی سے اپنے بیڈ روم میں گھس جائے ___ لیکن اُس کی آواز نے اُسے روک لیا۔ وہ چوروں کی طرح پلٹی۔ مگر وہ اس سے نگاہیں چار نہیں کر پا رہی تھی۔

''اُجالا! ___ میں نے تمہاری بری اداکاری پر تمہیں ٹوکا تھا تو اب میں تمہیں تمہاری اچھی اداکاری پر داد دیتا ہوں ___ تم نے کاشف کی شادی کی تقریبات کو بہت اچھے انداز میں نبھایا ہے۔'' اُس نے واضح لفظوں میں کہا۔

اُجالا کو اچنبھا ہوا ___ اُس کے ہونٹوں سے یہ ملائمت، یہ ستائش کتنی عجیب سی لگی تھی ___ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ اُس کی نظر کو پہچان گیا اور ہلکے پھلکے لہجے

میں بولا۔

''تمہیں یقین نہیں آ رہا نا ___ لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں ___ اور میں تمہیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ تمہاری دیکھ بھال سے امی جان کی طبیعت بہت سنبھل گئی ہے۔ وہ پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ہیں ___ اُن کی حالت میں یہ تبدیلی بہت تسلی بخش ہے۔ تمہاری اتنی اچھی اداکاری پر تمہیں ایوارڈ ملنا چاہیئے۔''

اُجالا کو حوصلہ ہوا ___ اُسے اپنا آپ بے حد اہم محسوس ہوا۔ وہ اب اس کے سامنے سر اٹھا کر کھڑی ہو سکتی تھی ___ وہ اُس کی توقعات پر پوری اتری تھی۔ لیکن اپنی اداکاری سے نہیں، اپنی نیک فطرت اور محبت سے۔

''شکریہ ___!'' اُس نے گلا صاف کر کے کہا۔ ''لیکن یہ سب میری اداکاری نہیں تھی ___ یہ حقیقت تھی ___ آپ کی والدہ اتنی مشفق، اتنی مہربان ہیں کہ اُن سے صرف محبت ہی کی جا سکتی ہے، محبت کرنے کی اداکاری نہیں۔ اُنہوں نے میری معمولی سی خدمت اور توجہ کے عوض مجھے اتنا پیار دیا ہے کہ میری ساری محرومیوں کی تلافی ہو گئی ہے۔'' اُجالا کے چہرے پر سچ اور محبت کا نکھار تھا ___ اُس کی سیاہ چمکیلی آنکھیں ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں ___ وہ کھوئی کھوئی سی کھڑی بہت اچھی لگ رہی تھی۔

''چلئے ___ جو کچھ بھی تھا، وہ کامیاب رہا ___ اداکاری یا حقیقت ___ لگتا ہے کہ اب آپ نے اپنا کردار سمجھ لیا ہے اور اچھی پرفارمنس کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔'' وہ بولا۔

''مجھے خوشی ہے کہ آپ مطمئن ہیں۔'' اُجالا نے مدھم سے لہجے میں کہا اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھی۔

''بات سنیئے ___'' ڈاکٹر دانیال نے پکارا۔

''جی ___'' وہ رُک گئی۔

''یہاں آیئے۔'' اُس نے میز کی دراز کھولتے ہوئے کہا۔

اُجالا چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی ہوئی قریب آئی۔ اُس نے ایک چیک اُس کی طرف بڑھایا۔

"یہ لیجیے ___ اس ماہ کا معاوضہ۔"

"نہیں ___" اُجالا ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"کیوں ___؟" اُس نے تیوری پر بل ڈالے۔

"میں اداکاری نہیں کر رہی ہوں ___ میں سچے جذبوں سے آپ کی والدہ کی خدمت کر رہی ہوں ___ میں اس کا معاوضہ لے کر اپنے جذبوں کی توہین نہیں کرنا چاہتی۔" اُس نے اٹک اٹک کر کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔" اُس نے بہت غور سے اُس کی طرف دیکھ کر بدمزاجی سے کہا۔ "آپ کے ساتھ یہ معاوضہ طے ہوا تھا ___ یہ آپ کو بہرحال لینا ہے۔"

"یہ معاوضہ اداکاری کے لئے تھا ___ اور میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ میں اداکاری نہیں کر رہی ہوں ___ کیا آپ کو یقین نہیں؟" اُجالا نے ملائم لہجے میں کہا۔

"یہ کیا فضول بحث ہے کہ میں اداکاری نہیں کر رہی ہوں ___ اگر آپ اداکاری نہیں کر رہی ہیں تو یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے ___ مگر یہ تو حقیقت ہے کہ آپ اس معاوضے پر یہاں آئی تھیں ___ اور یہ طے ہے کہ آپ ہر ماہ اسے وصول کریں گی۔" اُس نے پھر چیک اُس کی طرف بڑھایا۔

"جب میں اداکاری نہیں کر رہی تو میں معاوضہ کیوں لوں؟ ___ سچے جذبوں اور محبت کے لئے کوئی معاوضہ نہیں ہوتا ___ نہ ہی کوئی ان کا معاوضہ ادا کر سکتا ہے۔ اور جو اس کا معاوضہ ادا کرنا چاہتا ہے......" وہ لمحے بھر کو رُکی۔ اُس نے دیکھا کہ وہ بہت غور سے اُس کی طرف دیکھ رہا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ وہ اپنی بات مکمل کرے۔ اُجالا نے مدھم لیکن مؤثر لہجے میں اپنا جملہ مکمل کیا۔

"جو سمجھتا ہے کہ وہ اس کا معاوضہ دے سکتا ہے ___ وہ بہت بے حس ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ جلدی سے اپنے کمرے میں گھس گئی اور فوراً ہی اسے لاک کر لیا۔

اُس کا سانس پھول گیا تھا اور اُسے ڈاکٹر دانیال کو زچ کر کے بہت مزہ آیا تھا۔ وہ کچھ دیر دروازے سے پشت لگائے کھڑی اس کے بارے میں سوچتی رہی کہ وہ دروازے کے اُس پار کس بری طرح سے پیچ و تاب کھا رہا ہوگا ___ پھر اُسے یہ بھی خیال تھا کہ شاید وہ دستک دے گا یا اُسے پکارے گا ___ اُس کے کان اسی طرف

لگے ہوئے تھے ___ اور اُس کا رُواں رُواں اُس کی دستک سننے کے لئے مستعد تھا۔

لیکن بہت دیر ہوگئی اور نہ کوئی آہٹ ہوئی نہ دستک ___ پھر اُسے ڈاکٹر دانیال کے باتھ روم کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اُسے اندازہ ہوگیا کہ وہ اب اس سے مزید بحث نہیں کرنا چاہتا۔

وہ بھی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اور ایک ایک کر کے زیورات اُتارنے لگی۔



اگلی صبح اُس کی آنکھ کھلی تو دن چڑھ آیا تھا۔

سورج نے کتنی ہی مسافت طے کر لی تھی ـــــ کھڑکیوں کے راستے چھن چھن کر آنے والی روشنی نے سارے کمرے کو بھر دیا تھا۔

اُس نے کروٹ بدل کر کلاک کی طرف دیکھا ـــــ دن کے دس بج رہے تھے۔ اتنے دنوں کی تھکاوٹ اور بے خوابی نے پتہ ہی نہیں چلنے دیا تھا کہ کب صبح ہوئی اور کب دن نکل آیا ـــــ

اُسے رات کی ساری باتیں اب تک یاد تھیں۔ ڈاکٹر دانیال کا چہرہ اب تک اُس کی نگاہوں میں گھوم رہا تھا۔ اُجالا نے اُس کے کمرے کی طرف کان لگا دیئے لیکن وہاں کوئی آہٹ یا آواز نہیں تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ ہاسپٹل جا چکا تھا۔

وہ بستر سے نکلی اور نہا دھو کر ترو تازہ ہوئی ـــــ اُس نے ایک سادہ سا جوڑا پہننے کے لئے چُنا ـــــ اتنے دن کی تقریبات میں بھاری ملبوسات لاد لاد کر وہ اوبھ سی گئی تھی۔ اکثر دانیال کی والدہ کے سامنے اُسے مجبور ہو جانا پڑتا تھا ورنہ اُسے بھڑکیلے لباس کبھی بھی پسند نہیں تھے۔ خصوصاً ڈاکٹر دانیال کے سامنے تو وہ یوں بنے ٹھنے رہنے میں بہت عجیب سا محسوس کرتی تھی۔

وہ سیڑھیاں اُتر کر نیچے آئی تو یہ دیکھ کر اُسے خوشگوار سی حیرت ہوئی کہ ڈاکٹر دانیال اب تک گھر پر موجود تھا ـــــ ناشتے کی میز پر کاشف اور مہرین بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

اُس نے سب کو خوش دلی سے سلام کیا۔

"آؤ بیٹی! ـــــ میرے پاس آ جاؤ۔" امی جان نے فوراً کہا۔ وہ اب کافی بہتر تھیں اس لئے کھانے اور ناشتے میں سب کے ساتھ ضرور شریک ہوتی تھیں۔ ورنہ اس

سے قبل انہیں ان کے بیڈ رُوم میں ہی کھانا پہنچا دیا جاتا تھا۔

اُجالا چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی اُن کے برابر کی کرسی پر جا بیٹھی ـــــ ہلکا فیروزی رنگ اُس پر بہت بج رہا تھا ـــــ اُس کے بال ابھی تک نم آلود تھے۔ اُس کا شگفتہ چہرہ کھلے ہوئے گلاب کی مانند تھا۔

"میں نے دانی کو منع کیا تھا کہ تمہیں نہ جگائے۔" امی جان نے محبت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ "کچھ تھکاوٹ تمہاری کم ہوئی؟ ـــــ تم نے ان دنوں کام بھی تو بہت کیا ہے۔"

"بھابی! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے سب کچھ بہت اچھی طرح سے نبھایا ہے۔" کاشف نے اُسے مخاطب کیا۔ اُس کے انداز میں دیوروں کا سا احترام تھا۔

"اس میں شکریہ ادا کرنے کی بھلا کیا بات ہے؟ ـــــ یہ سب تو میرا فرض تھا۔" اُجالا نے سادگی سے جواب دیا۔

"اُجالا! ـــــ دانیال کو یہ فرنچ ٹوسٹ دو۔" امی جان نے پلیٹ اُس کی طرف بڑھائی۔ اُجالا نے ان کے ہاتھوں سے پلیٹ لے کر ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا۔

"لیجئے ـــــ"

"نہیں، شکریہ۔" اُس نے رُوکھائی سے کہا اور چائے پیتا رہا۔

"دانیال! ـــــ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" امی جان نے تشویش سے پوچھا۔ "میں دیکھ رہی ہوں کہ تم ٹھیک طرح سے ناشتہ نہیں کر رہے ہو۔"

"کچھ سر میں درد سا ہے امی! ـــــ کچھ ٹمپریچر بھی ہے ـــــ مگر آپ فکر نہ کریں۔ یہ سب تھکاوٹ کی وجہ سے ہے، اور کوئی بات نہیں۔" اُس نے چائے کا گھونٹ بھر کر پیالی پلیٹ میں رکھی اور ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا ہوا بولا۔ "اچھا ـــــ میں چلتا ہوں۔ میں آج کافی لیٹ ہو گیا ہوں۔"

"کہاں جا رہے ہو تم؟" امی نے جلدی سے کہا۔

"ہاسپٹل ـــــ اور کہاں؟" وہ گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔

"خبردار ـــــ جو آج تم نے ہاسپٹل کا نام بھی لیا تو۔" امی جان نے ڈپٹ کر کہا۔

"ارے امی! ـــــ ایسا کیا ہو گیا ہے؟" وہ ہنستے ہوئے اُن کی کرسی کی پشت پر

آن کھڑا ہوا۔

''ایسا یہ ہو گیا ہے کہ آج ڈاکٹر خود بیمار ہے— اور اسے آرام کی ضرورت ہے۔'' فارینہ نے جیسے اعلان کیا تو سب کو ہنسی آ گئی۔

''فارینہ بیٹی ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹا!— اتنے تھک گئے ہو— آج آرام کرو۔ نہیں تو طبیعت اور خراب ہو جائے گی۔'' امی جان نے اُس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ اُسے کتنا بخار ہے۔

''نہیں امی!— آج جانا ضروری ہے— پہلے بھی تو چھٹیاں کی ہیں۔ میرے مریض......''

''چپ رہو— مریضوں کے کچھ لگتے—'' امی نے ڈانٹا۔

''آج آپ خود مریض ہیں۔'' فارینہ نے لقمہ دیا۔

''اُجالا بیٹی!— تم بھی تو کچھ کہو۔'' امی جان نے اچانک اُسے مخاطب کر لیا۔

وہ چونکی اور جلدی سے سنبھل کر بولی۔

''میں کیا کہوں آنٹی!— مجھے معلوم ہے انہیں اپنے مریض زیادہ عزیز ہیں۔''

''لیجیے بھابی!— آپ کیوں نہیں کہتیں؟— آج ہی تو پتہ چلے گا کہ انہیں مریض زیادہ عزیز ہیں یا......'' کاشف نے ہنستے ہوئے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

اُجالا نے جھینپ کر سر جھکا لیا۔ امی جان بھی اُس کے پیچھے پڑ گئیں۔

''اُجالا بیٹی! یہ آج تمہارا کام ہے کہ اسے ہاسپٹل جانے سے روکو— اور دن بھر اسے آرام کراؤ۔''

''ایک منٹ بستر سے نہ نکلنے دو۔'' فارینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اور کڑوی کڑوی دوائیاں بھی کھلائیں۔'' کاشف نے بات آگے بڑھائی۔

''اور پرہیزی کھانا—'' مہرین نے بھی لقمہ دیا۔

''بھئی یہ کیا میرے خلاف محاذ کھل گیا ہے—'' ڈاکٹر دانیال نے احتجاج کیا۔

''آپ کی خیریت اسی میں ہے کہ ہتھیار ڈال دیں۔'' فارینہ نے شوخی سے کہا۔

''اور اُجالا بھابی کے ساتھ فوراً اپنے بیڈ روم میں چلے جائیں— بلکہ نظر بند ہو جائیں۔'' کاشف نے کہا۔

''اُٹھو اُجالا!— اس شریر کو کان سے پکڑ کر اس کے بیڈ روم میں لے جاؤ اور بستر پر لٹا دو۔'' امی جان نے حکم دیا۔

''یہ اچھا طریقہ ہے—'' ڈاکٹر دانیال احتجاج کرنے لگا۔

''اُجالا بیٹی!— تم نے سنا نہیں؟'' امی جان نے محبت آمیز تحکم سے کہا۔

اُجالا گڑبڑا گئی— وہ عجیب صورتحال میں گھر گئی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیسی اداکاری سے اس موقع کو نبا ہے— ڈاکٹر دانیال سے کچھ کہنے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا اور ان سب کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں۔

''کہیں تم دونوں میں لڑائی تو نہیں ہوئی؟'' امی جان نے اچانک کہا تو اُجالا بجلی کی سی سرعت سے کرسی دھکیل کر اُٹھی— ڈاکٹر دانیال اُسے بعد میں خواہ کچھ ہی کہتا لیکن اُسے دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دینا تھا کہ ان میں کوئی اختلاف یا گڑبڑ ہے۔ وہ جلدی سے اُس کے برابر پہنچی اور اُس کا بازو تھام کر بولی۔

''چلیے— ورنہ میں وہی کروں گی جو امی جان نے کہا۔'' اُس کے انداز میں شرارت تھی۔

''بالکل— پکڑو اس کا کان اور لے جاؤ اسے اس کے کمرے میں۔ یہ یوں بھلا کب مانے گا؟'' امی جان نے مصنوعی سختی سے کہا تو اُجالا کو بہت مزہ آیا۔ اس وقت تو موقع تھا کہ سب کے سامنے کچھ بدلے چکا لئے جاتے۔ کیونکہ اس مضحکہ خیز صورتحال نے ڈاکٹر دانیال کو بہت بے بس کر دیا تھا۔

اُجالا نے مسکراتے ہوئے اُس کا بازو ہلایا۔

''کیوں؟— چلیں گے یا......'' اُس نے گلابی ہونٹ کا ایک گوشہ دانتوں میں دبا کر شوخی سے دلکش آنکھوں کو گھمایا۔

''امی! آپ نے بھی کیا مجھے بچہ ہی سمجھ لیا ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے جھٹک کر اپنا بازو چھڑا لیا۔ ''میں جلدی آ جاؤں گا— کچھ ضروری مریضوں کو......''

''پھر وہی بات؟'' امی جان نے ڈپٹ کر اُسے ٹوک دیا۔ ''اب مجھ سے واقعی تم ڈانٹ کھاؤ گے— بیٹا! ایک دن آرام کر لو۔ تمہاری طبیعت بھی ٹھیک ہو جائے گی اور ہم سب کو بھی اطمینان ہو جائے گا۔''

ڈاکٹر دانیال لاجواب سا ہو گیا اور بغیر کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گیا۔

امی جان نے اُجالا سے بھی جانے کے لئے کہا۔ انکار یا تذبذب کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اُسے بھی بلاحیل و حجت اُس کے پیچھے جانا پڑا۔

وہ جھجکتی ہوئی راہداری میں آئی تو وہ لفٹ تک پہنچ چکا تھا۔ اُس نے قدموں کو تیز کیا اور اُس کے برابر جا پہنچی ـــــ ڈاکٹر دانیال نے اُس کے قدموں کی آہٹ پر مُڑ کر دیکھا۔

''تم کیوں آ گئی ہو؟''

''مجھے آنا پڑا ہے ـــــ یہ میرے کردار کی ڈیمانڈ ہے۔'' اُجالا نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔ وہ دل ہی دل میں اُس کی حالت پر محظوظ ہو رہی تھی اور شاید اسی وجہ سے اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی آ گئی جو غالباً اتنی واضح تھی کہ ڈاکٹر دانیال نے چڑ کر کہا۔

''یہ تمہارے دانت کیوں نکل رہے ہیں؟''

اُس کی تلخی پر اُجالا کو غصے کی بجائے ہنسی آ گئی۔

''کیوں دل جلا رہے ہیں اپنا ـــــ اس طرح طبیعت اور خراب ہو گی۔ اتنا غصہ مت کریں۔''

اُس نے غصے سے منہ پھیر لیا اور بٹن دبا کر لفٹ کا دروازہ کھولا۔ اُجالا بھی اُس کے ساتھ ہی لفٹ میں داخل ہوئی اور ملائمت سے بولی۔

''دیکھئے! ـــــ امی جان کی وجہ سے مجھے آپ کے ساتھ ہی اوپر جانا ہے۔ آپ برا نہ مانئے ـــــ اگر میں نہ آتی تو پھر خوانخواہ ہی سب کو شک ہوتا۔''

وہ تیوری چڑھائے کھڑا رہا اور اُس نے کچھ بھی جواب نہیں دیا ـــــ اُجالا بھی خاموش ہو گئی۔ لفٹ کی گھنٹی بجی اور وہ اوپر کے فلور پر پہنچ گئے۔

ڈاکٹر دانیال لفٹ سے باہر نکلا اور اپنے بیڈ رُوم میں داخل ہوا۔ اُجالا بھی اُس کے ہمراہ تھی ـــــ اُس نے قدرے محتاط سے لہجے میں کہا۔

''امی جان ٹھیک کہتی ہیں کہ آپ کو آرام کرنا چاہئے ـــــ آج کے دن آپ آرام کر لیں گے تو آئندہ کے لئے فریش ہو جائیں گے۔''

''تم اپنا مشورہ اپنے پاس رکھو۔'' اُس نے رعونت سے کہا اور ملحقہ ڈریسنگ رُوم میں گھس گیا۔

اُجالا خفیف سی ہو کر وہیں کھڑی رہ گئی۔ اُس کا جی چاہا کہ اپنے بیڈ رُوم کا دروازہ کھولے اور اندر جا کر دبک جائے اور پھر اس مغرور شخص کی کبھی صورت بھی نہ دیکھے۔ لیکن پھر اُسے خیال آیا کہ کہیں اُن سب میں سے کوئی اوپر نہ آ جائے اور اُسے اپنے کمرے میں دیکھ کر کچھ مشکوک نہ ہو جائے کہ وہ ڈاکٹر دانیال کو تنہا کیوں چھوڑ گئی ہے۔

یہی کچھ سوچ کر وہ وہیں کھڑی رہی ـــــ پھر ایک کھڑکی کا پردہ ہٹا کر باہر دیکھنے لگی۔ اُس کے دماغ میں ہزاروں سوچیں کلبلا رہی تھیں۔ گھر کے دوسرے لوگوں کا رویہ جہاں اُسے اپنی اہمیت کا احساس دلاتا تھا وہیں افسردہ سا بھی کر دیتا تھا۔ اُسے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ یہ ایک عارضی خوشی ہے جو نہ جانے کب ریت کی طرح پھسل جائے گی۔ کسی خوش رنگ تتلی کی طرح اُس کے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔

اُسے پتھر دل ڈاکٹر دانیال کا بھی خیال آتا تھا جو ہر لمحے اس کی توہین کرنے اور اسے اذیت پہنچانے کی فکر میں رہتا تھا ـــــ اُس کی حیثیت اُس کے نزدیک ایک تنخواہ دار ملازم کی سی تھی جسے وہ جب چاہے ذلیل کر سکتا تھا ـــــ جب چاہتا اس کی توہین کر سکتا تھا۔

ڈریسنگ رُوم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ ہوشیار ہو گئی ـــــ ڈاکٹر دانیال باہر آیا۔ اُجالا نے پلٹ کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ گھر کے آرام دہ لباس میں تھا ـــــ اُسے کمرے میں موجود پا کر اُس نے ناپسندیدگی سے اُس کی طرف دیکھا اور کشادہ پیشانی پر بل ڈال کر بولا۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو؟''

اُجالا نے ہونٹ دانتوں تلے دبایا اور سنجیدگی سے بولی۔

''میں اپنا کردار ادا کر رہی ہوں ڈاکٹر صاحب! ـــــ ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ یہاں موجود رہ کر آپ کی نگاہوں کی حقارت کا سامنا کروں ـــــ میں نہیں چاہتی کہ گھر کے لوگ مشکوک ہوں۔''

''میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تمہاری اداکاری کی زد مجھ تک نہیں آنی چاہئے۔''

لیکن تم ـــــ تم تو ایسے موقعوں سے فائدہ اٹھاتی ہو جب تمہیں کوئی حق جتانے کا موقع ملے۔ تم مجھے چڑا کر لطف اندوز ہوتی ہو۔'' اُس کے انداز میں بے حد تلخی تھی۔

''آپ غلط کہہ رہے ہیں۔'' اُس نے غصے سے دانت بھینچ کر کہا۔ ''غلط کہہ رہے ہیں آپ ـــــ میں کوئی حق نہیں جتاتی ہوں ـــــ مجھے کوئی فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ سمجھے آپ؟ ـــــ میں صرف اور صرف اپنا کردار درست طور پر ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں ـــــ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے لاتعلق ہو کر دوسروں کو باتیں کرنے کا موقع دوں تو میں یہ بھی کرنے کو تیار ہوں ـــــ لیکن اس کی سب ذمہ داری آپ پر ہوگی ـــــ دوسروں کے تمام سوالات کے جوابات آپ دیں گے۔''

''اپنی حدود میں رہ کر بات کرو۔'' اُس نے سختی سے کہا۔ ''اور جاؤ اپنے بیڈ رُوم میں۔ تمہیں مجھ پر مسلط ہونے کی ضرورت نہیں۔''

اُجالا کو بے طرح اپنی توہین کا احساس ہوا ـــــ وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس سے کچھ حاصل نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ اور غصے میں آتا اور نہ جانے اُسے اور کیا کہہ ڈالتا ـــــ اپنی بے بسی پر اُس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اپنے بیڈ رُوم کا دروازہ کھول کر اندر گھس گئی۔

کچھ دیر وہ کمرے میں بے چینی سے ٹہلتی اور آنسو پونچھتی رہی۔ پھر اپنے بستر پر گر کر وہ ان دنوں کو یاد کرنے لگی جب نہ ایسی اُلجھنیں تھیں ـــــ نہ پریشانیاں۔ زندگی سیدھی، صاف اور پیچ وخم سے نا آشنا تھی ـــــ خوشگوار ماضی میں کھوئے کھوئے اُس کی نہ جانے کب آنکھ لگ گئی۔ پچھلی کئی راتیں کاشف کی شادی کی تقریبات کی وجہ سے بے خواب گزری تھیں۔ اسی لئے وہ گہری نیند میں ڈوب کر گرد و پیش سے بے خبر ہوگئی۔

نہ جانے وہ کتنی دیر نیند میں غافل رہی ـــــ پھر مسلسل دستک کی آواز نے اُسے ہوشیار کیا۔ اُس نے کسلمندی سے آنکھیں کھول کر دیکھا اور اُسے یکدم احساس ہوا کہ وہ نہ جانے کب سے بے خبر پڑی سو رہی تھی۔ حالانکہ گھر کے لوگ سمجھ رہے تھے کہ وہ ڈاکٹر دانیال کی تیمارداری میں لگی ہوئی ہے۔ اس وقت نہ جانے کون دروازے پر تھا۔

وہ ہڑبڑا کر اُٹھی ـــــ اپنے کپڑے درست کرتی، اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں

سے ہموار کرتے ہوئے اُس نے بڑھ کر دروازہ کھولا ـــــ یہ دیکھ کر وہ شرمندہ سی ہو گئی کہ دروازے پر فارینہ اور مہرین تھیں۔

''واہ بھابی! ـــــ آپ تو گھوڑے گدھے سب بیچ کر سو گئی تھیں۔''

''آپی! ـــــ دانی بھائی کا بخار اتنا تیز ہے اور آپ کو پتہ ہی نہیں۔'' فارینہ نے کہا۔

''اوہ...... میں ...... دراصل...... پہلے تو بخار تیز نہیں تھا ـــــ میں نے اُن سے پوچھا تھا ـــــ میں نے دیکھا بھی تھا۔'' وہ بات بنا رہی تھی لیکن اُس سے بات نہیں بن رہی تھی۔ وہ دوپٹہ سنبھالتی ہوئی جلدی سے دروازہ کھول کر ڈاکٹر دانیال کے کمرے میں آئی اور یہ دیکھ کر ششدر سی رہ گئی کہ امی جان بھی وہیں موجود تھیں۔ اُسے دیکھتے ہی انہوں نے کچھ حیرت، کچھ تشویش سے کہا۔

''اُجالا بیٹی! ـــــ تمہاری بھی طبیعت تو کہیں خراب نہیں؟ ـــــ یہ تم کیسا بے وقت سو رہی تھیں؟ ـــــ دیکھو! دانی بخار میں پھنک رہا ہے۔''

وہ شرمندہ شرمندہ سی قریب آئی۔

''نہیں آنٹی! ـــــ میری طبیعت تو ٹھیک ہے ـــــ پہلے انہیں بھی بخار نہیں تھا۔ یہ سو گئے تھے تو میں بھی......'' اُس نے ڈرتے ڈرتے ایک نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی ـــــ اُس کی پیشانی پر گیلی پٹی تھی اور اُس کا چہرہ مُرجھایا ہوا تھا۔

''ہم لوگ تو کب سے یہاں بیٹھے ہیں ـــــ ہم نے سوچا تم باتھ رُوم میں ہو شاید۔ جب زیادہ دیر ہوگئی تو میں نے مہرین کو دستک دینے کے لئے کہا۔ بیٹا! شوہر کی طرف سے اتنی غفلت نہیں برتنی چاہئے ـــــ مجھے یہ دیکھ کر کوئی خوشی نہیں ہوئی کہ تم میرے دانی کا اس طرح خیال نہیں رکھتی ہو جس طرح کہ تمہیں رکھنا چاہئے۔'' اُن کے انداز میں سرزنش تھی۔

''نہیں آنٹی! ـــــ یہ بات نہیں ـــــ انہوں نے خود مجھ سے کہا تھا۔'' اسے کچھ سوجھ نہیں رہا تھا کہ اپنی صفائی کیونکر پیش کرے۔

''میں نے اس سے کچھ نہیں کہا ـــــ ان محترمہ کو خود ہی نیند آ رہی تھی۔'' اچانک ہی ڈاکٹر دانیال نے بڑے اطمینان سے کہہ دیا۔

اُجالا زچ ہو گئی ____ وہ ان سب میں بری طرح سے گھر گئی تھی اور اس کے پاس نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا ____ حالات اُسے کچھ کہنے نہیں دیتے تھے اور کچھ کہے بغیر وہ ان سب میں چور سی بن گئی تھی ____ وہ روہانسی سی ہو گئی ____ امی جان برابر اُسے نصیحت پر نصیحت کیے جا رہی تھیں۔

"نہیں بیٹا! ____ بیوی کا سب سے پہلا فرض یہی ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھے۔ اُجالا بیٹی! ____ تم میرا خیال رکھو نہ رکھو ____ لیکن میرے دانی کو اس طرح نظر انداز نہ کرو۔ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں آئی۔"

"آنٹی جی! پلیز۔" اُجالا نے پریشان ہو کر کہا ____ لیکن اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کہہ سکی۔ اُس کی آنکھوں میں بھرے ہوئے آنسو اُس کے رخساروں پر بہنے لگے اور اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ خود پر قابو پانے کی تمام تر کوشش کے باوجود اپنی سسکیاں روک نہیں پا رہی تھی۔

"اُجالا! ____ اُجالا بیٹی! ____ کیا ہو گیا ہے؟ ____ یہاں آؤ میرے پاس۔" امی جان نے پریشان ہو کر کہا۔

"بھابی! پلیز ____" مہرین نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ فارینہ بھی قریب آئی۔ لیکن اُجالا کے لئے خود کو سنبھالنا تقریباً ناممکن سا ہو گیا تھا۔

"اُجالا بیٹی! ____ یہاں آؤ، میرے پاس۔ میری کوئی بات بری لگی ہے تمہیں؟ میں پہلے ہی دانی کی وجہ سے پریشان ہوں ____ اس پر تم بھی ____" انہوں نے اُسے پلنگ پر بٹھا لیا اور اُس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے بولیں۔ "اُجالا بیٹی! ____ یہ رونا دھونا ختم کرو ____ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔"

مگر اُس نے ہاتھ نہیں ہٹائے اور اسی طرح مسلسل روتی چلی گئی۔

اچانک ہی ڈاکٹر دانیال نے اُٹھ کر سختی سے اُس کے ہاتھ اُس کے چہرے سے علیحدہ کر دیئے اور امی جان سے بولا۔

"دیکھئے، اب یہ محترمہ رو دھو کر آپ کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتی ہیں۔"

اُجالا دم بخود سی رہ گئی اور اپنا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ چھپانے کو اُس نے اپنا سر اپنے شانے پر جھکا لیا۔ امی جان مسکرائیں۔

"ضرور تم دونوں میں کوئی کھٹ پٹ ہوئی ہے ____ اب تم دونوں ایک دوسرے کو خود ہی مناؤ گے۔ ورنہ یاد رکھنا ____ سمجھے؟" اُنہوں نے مصنوعی غصے سے ڈراوا دیا اور مہرین سے بولیں۔ "آؤ مہرین بیٹی! مجھے نیچے لے چلو۔ آج یہ دونوں اپنا لنچ اپنے بیڈ روم میں ہی کریں گے۔"

مہرین اُن کی وہیل چیئر دھکیل کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ فارینہ بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ اُجالا اسی طرح ساکت سی ڈاکٹر دانیال کے پلنگ کی پٹی پر بیٹھی رہ گئی۔ اُس کی کٹورہ سی آنکھوں سے ابھی تک آنسو بہہ رہے تھے۔ اُس نے گلابی ہونٹ کا ایک گوشہ دانتوں میں دبا رکھا تھا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ چونکی۔ اُس کی نگاہ ڈاکٹر دانیال تک گئی جو اُسی کی طرف دیکھ رہا تھا ____ وہ اُس کی آنکھوں میں حقارت اور ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ کو پہچان سکتی تھی ____ وہ یوں اُس کے جذبات سے کھیل رہا تھا جیسے وہ انسان نہیں۔ اُس کی ضرورتوں کو، اُس کی مجبوری کو اُس نے ہنسی کھیل بنا لیا تھا ____ وہ اب بھی یوں دلچسپی سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی تماشا ہو۔ اُس کے انداز پر وہ بھڑک اُٹھی۔ اُسے خود پر قابو نہیں رہا ____ اُس نے دونوں ہاتھوں میں اُس کا گریبان تھام لیا اور اُسے جھٹکا دیتی ہوئی کہتی چلی گئی۔

"آپ کیوں میرا مذاق اُڑاتے ہیں؟ ____ آپ نے کیوں مجھے مشکل میں ڈال رکھا ہے؟ ____ آپ کیوں نہیں مجھے جینے دیتے؟ ____ اتنے سے روپوں کے عوض آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے مجھے خرید لیا ہے؟ ____ آپ مجھے میرا کام آرام سے کرنے کیوں نہیں دیتے؟ ____ اگر آپ کو اپنے بڑے پن کا اتنا ہی زعم تھا تو آپ نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا تھا ____؟"

ڈاکٹر دانیال نے ایک ہی جھٹکے میں اپنا گریبان اُس کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور درشتی سے بولا۔

"اور بھی کچھ کہنا ہے یا ____؟"

اُجالا نے غصے سے اُس کے ہاتھ جھٹکے۔

"ہاں ____ ہاں ____ کہنا ہے مجھے ____ کہنا ہے ____ آپ بہت

سنگدل انسان ہیں ـــــ آپ پتھر ہیں، پتھر ـــــ آپ انسان کو انسان نہیں سمجھتے۔ میں یہاں نہیں رہوں گی ـــــ میں اب یہ ڈرامہ نہیں کر سکتی ـــــ میں چلی جاؤں گی ـــــ میں ہر روز ذلیل نہیں ہو سکتی۔"

"بکو نہیں ـــــ" وہ رعونت سے بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس سب ڈرامے سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ ـــــ کیا چاہتی ہو تم؟ ـــــ کیسا سلوک کروں میں تم سے؟ ـــــ تمہارے آگے پیچھے پھروں یا تمہیں بیوی......" اُس نے کاٹ دینے والے انداز میں اپنی بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

اُجالا سناٹے میں آ گئی اور غیر ارادی طور پر تھوڑا پیچھے ہٹ گئی۔ لمحے بھر کو اُسے کچھ نہیں سوجھا کہ اس کے جواب میں کیا کہے ـــــ پھر جھلا کر بولی۔

"آپ اسے ڈرامہ کہیں یا کچھ ـــــ میں اب یہاں ایک پل نہیں رُکوں گی۔" وہ اپنی جگہ سے اُٹھی۔

"کیا کہا؟" ڈاکٹر دانیال نے بھڑک کر اُسے بازو سے پکڑ کر اس طرح واپس کھینچا کہ وہ اُس کے پلنگ کی پٹی پر گر سی پڑی۔ "بولو ـــــ یہ کیا بکواس کی ہے تم نے؟" اُس نے غصے سے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔

اُجالا مرعوب نہیں ہوئی اور سنبھلتے ہوئے بولی۔

"میں جا رہی ہوں ـــــ ابھی اور اسی وقت ـــــ سمجھے آپ؟ ـــــ اور یہ بکواس نہیں ہے، حقیقت ہے۔"

"تم یہاں سے قدم باہر نکال کر دیکھو۔" وہ کھا جانے والے لہجے میں بولا۔ "اور اگر آئندہ تم نے جانے کا نام لیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

اُس کا انداز اتنا قطعی تھا کہ لحہ بھر کو اُجالا ٹھٹھک سی گئی۔ وہ اب بھی غضب ناک نظروں سے اُسے گھور رہا تھا ـــــ اور اُس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کچھ بھی کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔"

وہ دل ہی دل میں سہم سی گئی۔ لیکن اُس کے مقابل ہار نہیں ماننا چاہتی تھی۔ وہ موقع دیکھ کر جلدی سے اٹھی اور دروازے کی طرف لپکتی ہوئی بولی۔

"دیکھتی ہوں میں آپ کیا کر لیتے ہیں میرا۔"

اُس نے تیزی سے دروازہ کھولا لیکن اُسے رُک جانا پڑا ـــــ ملازمہ لنچ کی ٹرالی لئے کھڑی تھی۔ وہ اپنی مسکراہٹ چھپا کر بولی۔

"جی بڑی بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں کہ صاحب کو آپ اپنے ہاتھوں سے لنچ کرائیں۔"

وہ ٹرالی دھکیل کر کمرے میں لے آئی۔ اُجالا کو بھی اُس کے ساتھ ہی آنا پڑا۔ اُسی وقت انٹرکام کی گھنٹی بجی۔ ڈاکٹر دانیال نے ریسیور اُٹھایا اور اُس کی طرف بڑھا کر بولا۔

"تمہارے لئے ہے۔"

اُجالا نے بادلِ نخواستہ ریسیور اُس کے ہاتھ سے لیا۔ دوسری طرف اُس کی والدہ تھیں۔

"کیوں اُجالا بیٹی! ـــــ دانی سے صلح ہوئی یا نہیں؟" وہ ہنستے ہوئے پوچھنے لگیں۔

"جی ـــــ" اُجالا صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

"تو اسے سب سے پہلے سویٹ ڈش کھلاؤ۔" انہوں نے پیار سے کہا۔

"جی ـــــ" اُجالا کے پاس جواب میں کہنے کے لئے کچھ نہیں تھا۔

"اب دانیال کی طبیعت کیسی ہے؟" انہوں نے پوچھا۔

"بہتر ہیں ـــــ" اُجالا نے مختصر سا جواب دیا۔

"اچھا بیٹی! ـــــ اب تم دونوں لنچ کرو۔ اور دیکھو بیٹا! چھوٹی چھوٹی سی باتوں کو دل سے نہیں لگایا کرتے ـــــ معمولی رنجشیں تو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہی رہتی ہیں۔ انہیں مسئلہ نہیں بنایا کرتے۔ بیٹی! تم نے تو مجھے نئی زندگی دی ہے۔ میں تمہیں دیکھ کر جیتی ہوں بیٹی! ـــــ تم اُداس نہ ہوا کرو۔ تمہاری پریشانی مجھے پریشان کر دیتی ہے۔ تمہارے دم سے تو میرے گھر میں بہار ہے۔" وہ دوسری طرف کہہ رہی تھیں اور اُن کا ایک ایک لفظ اُجالا کے بھڑکے ہوئے جذبات کو ٹھنڈا کرتا جا رہا تھا ـــــ اُسے اپنی یہ تلخی بے حقیقت سی معلوم ہونے لگی تھی۔ کچھ دیر پہلے کا غصہ رفتہ رفتہ کافور ہوتا جا رہا تھا۔

جب انہوں نے بات ختم کر کے ریسیور رکھا تو اُجالا کی ذہنی کیفیت کافی حد تک تبدیل ہو چکی تھی اور وہ ریسیور تھامے یوں گم سم سی کھڑی تھی جیسے گرد و پیش سے بے خبر ہو۔

"چھوٹی بی بی! ــــ میں جاؤں؟" ملازمہ کی آواز پر وہ چونکی۔

"ہاں ــــ ہاں جاؤ۔" اُس نے جلدی سے جواب دیا۔

ملازمہ کمرے سے باہر نکل گئی تو ڈاکٹر دانیال نے اپنے بستر پر اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے تکیے سے ٹیک لگا لی اور یوں بولا جیسے اب سے پہلے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

"مجھے تھوڑا سا سوپ نکال کر دو۔"

اُجالا نے جھلاّ کر اُس کی طرف دیکھا لیکن کچھ کہہ نہیں سکی۔

***

ڈاکٹر دانیال دوسرے ہی روز تندرست ہو گیا۔ اُس کا بخار بھی جاتا رہا اور وہ ہاسپٹل جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ چلتے چلتے وہ اُجالا سے بولا۔

"آج فارینہ سے کہنا کہ بارہ بجے تیار رہے ــــ میں ہاسپٹل سے گاڑی بھیجوں گا۔ اُس کے کچھ اور ٹیسٹ ہونے ہیں ــــ پھر ہی فیصلہ ہو گا کہ اس کا آپریشن ہونا چاہیے یا نہیں۔"

اُجالا کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اُس نے محتاط سے لہجے میں پوچھا۔

"آپریشن سے اُس کی یہ معذوری ختم ہو جائے گی؟"

"بہتری کی اُمید رکھنی چاہیے۔" وہ سنگین لہجے میں بولا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

اُجالا کی تشویش بڑھ گئی ــــ مگر وہ کسی حد تک مطمئن بھی تھی۔ فارینہ کے لئے ہی تو اُس نے یہ قربانی دی تھی ــــ اس ہر وقت کی آزمائش میں وہ اس کی خاطر ہی تو مبتلا ہوئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ جلد از جلد فارینہ چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے تو وہ ڈاکٹر دانیال کے ساتھ کوئی آخری فیصلہ کر لے۔

یہ سوچ کر اس کے دل میں عجیب سی کھد بد ہونے لگی ــــ کوئی اس کے اندر بیٹھا بار بار اُس سے یہ پوچھنے لگا کہ کیا وہ یہ گھر چھوڑ سکے گی؟ ــــ کیا ان مصنوعی رشتوں کی نرمی اور گداز کے بغیر رہا جا سکے گا؟ ــــ کیا وہ اس گھر کی دہلیز سے باہر قدم نکال سکے گی ــــ؟ وہ اپنے من کے اس شور سے گھبرا کر جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی تا کہ فارینہ کو ہسپتال جانے کے لئے تیار کر سکے۔

فارینہ کی حالت میں اب پہلے کی نسبت کافی فرق تھا۔ وہ اب ہسپتال کے نام سے بھی نہیں گھبراتی تھی۔ پہلے کی طرح اب وہ نا اُمید نہیں تھی۔ اُسے جیسے یہ یقین ہو چلا تھا کہ وہ تندرست ہو جائے گی۔

جب اُجالا نے اُسے بتایا کہ اُسے ہاسپٹل جانا ہے تا کہ کچھ مزید ٹیسٹ لئے جا سکیں تو وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔

"آپی! ــــ میں پتہ ہے کیا چاہتی ہوں؟"

"ہوں ــــ کیا ــــ؟" اُجالا نے ہنکارا بھرا۔

"میں چاہتی ہوں کہ میں کبھی ٹھیک نہ ہوں۔" اُس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو فارینہ؟ ــــ خدا نہ کرے۔ تمہاری خاطر ہی تو میں نے یہ سب مصیبت پال رکھی ہے اور تم ہو کہ ــــ" اُجالا نے ناپسندیدگی سے کہا۔

"آپی! اگر میں ٹھیک ہو گئی تو آپ کا ڈاکٹر دانیال کے ساتھ کنٹریکٹ بھی ختم ہو جائے گا اور ہم اس محل سے نکل کر پھر اپنی جھونپڑی میں جا پہنچیں گے ــــ پھر وہی سب کچھ ہو گا ــــ پھر وہی پریشانیاں ہوں گی آپی!" وہ افسردگی سے کہنے لگی۔

"نا اُمیدی کی باتیں نہ کرو فارینہ! ــــ یہ سب کچھ پرایا ہے۔ ہمارا اس پر کوئی حق نہیں ــــ تم ٹھیک ہو جاؤ گی تو ہم اپنی دنیا خود بنائیں گے ــــ کسی کا احسان لئے بغیر ــــ کسی کے سامنے نگاہ نیچی کیے بغیر۔ اب ایسی باتیں نہ سوچنا۔ یہ یاد رکھو کہ سب سے اہم یہ ہے کہ تم ٹھیک ہو جاؤ۔" اُجالا نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔

فارینہ اُس کے قریب ہوئی اور آہستگی سے کہنے لگی۔

"آپی! ــــ تمہیں ڈاکٹر دانیال اچھے نہیں لگتے؟"

اُجالا گڑبڑا سی گئی اور جلدی سے بولی۔

"نہیں فارینہ! ــــ ان کا اور ہمارا ایسا کوئی تعلق نہیں۔"

"کاش آپی! وہ آپ کو سچ مچ اپنا لیں۔" فارینہ نے بڑی حسرت سے کہا۔

"فضول باتیں نہ کرو فارینہ!" اُجالا نے سر جھٹکا۔ "چلو، اور اُٹھ کر تیار ہو جاؤ ــــ ڈاکٹر دانیال وقت کے بہت پابند ہیں ــــ ایسا نہ ہو کہ ڈرائیور تمہیں لینے آ جائے اور تم تیار نہ ہو۔"

"نہیں آپی! یہ فضول بات نہیں ہے ـــــ اگر ایسا ہو جائے تو کتنا اچھا ہو۔"

فارینہ پھر بھی چپ نہیں ہوئی۔

"فارینہ! اُٹھو ـــــ" اُجالا نے اُسے بازو سے پکڑ کر اُٹھایا اور باتھ روم میں دھکیل دیا۔ دروازہ بند کرتے ہوئے اُس نے پھر سر باہر نکالا۔

"آپی! میں اللہ میاں سے دعا مانگوں گی۔"

"ہٹو ـــــ" اُجالا نے ڈانٹا تو وہ غڑاپ سے اندر گھس گئی۔

بارہ بجنے میں تھوڑا ہی وقت تھا ـــــ وہ فارینہ کو لے کر نیچے آئی۔ امی جان لاؤنج میں بیٹھی اخبار دیکھ رہی تھیں۔ اُسے دیکھتے ہی انہوں نے خوش اخلاقی سے کہا۔

"آؤ اُجالا بیٹی! ـــــ بیٹھو ـــــ ابھی تھوڑی دیر پہلے دانیال سے فون پر بات ہوئی ہے ـــــ وہ ذرا جلدی میں تھا۔"

"جی ـــــ" اُجالا نے اُن کی طرف دیکھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ آج فارینہ کے ٹیسٹ نہیں ہو سکیں گے ـــــ اُسے کراچی جانا پڑا ہے۔" اُنہوں نے بتایا۔

"کیوں ـــــ خیریت تو ہے؟" اُجالا نے استفسار کیا۔

"لالہ رخ اور اُس کے شوہر کا خاصا خطرناک ایکسیڈنٹ ہوا ہے ـــــ ماجد کو دماغی چوٹ آئی ہے اور اُسے فوراً آپریشن کی ضرورت تھی۔ اسی لئے دانیال کو جانا پڑا ہے۔" انہوں نے تفصیل سے بتایا۔

اُجالا لالہ رخ کے نام پر چونکی۔ لیکن اُس نے اپنے چہرے کے تاثرات سے کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا ـــــ لیکن اس نام نے اُسے یاد دلا دیا تھا کہ وہ کسی ایسی شخصیت کا نام تھا جو ڈاکٹر دانیال کی زندگی میں کوئی خاص اہمیت رکھتی تھی۔ اُس کا تجسس اُسے مجبور کر رہا تھا کہ اس کے بارے میں سب کچھ جان لے ـــــ مگر وہ خود کوئی سوال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسی لئے اُس نے نارمل سے انداز میں کہا۔

"کچھ دن تو انہیں وہاں لگ ہی جائیں گے۔"

"ہاں بیٹی! کم و بیش ہفتہ بھر تو وہ کہہ رہا تھا ـــــ دراصل آپریشن کے بعد بھی اُسے بہتر گھنٹے ماجد کی نگرانی کرنی ہوگی۔" انہوں نے بتایا۔

"یہ لالہ رُخ کون ہیں؟ ـــــ آپ کی کوئی رشتہ دار ہیں؟" فارینہ نے یہ سوال پوچھ کر اُجالا کی مشکل آسان کر دی۔

"وہ میری رشتے کی بھانجی ہے ـــــ اپنے دانی کی منگیتر بھی تھی۔ لیکن اُسے ملک سے باہر جانے کا بہت چاؤ تھا ـــــ اصل میں وہ زیادہ تر باہر رہی تھی۔ وہیں پڑھی تھی۔ اس لئے اُسے اپنے ملک کی کوئی چیز بھی پسند نہیں آتی تھی۔ وہ دانی کو بھی باہر سیٹل ہونے پر مجبور کرتی تھی ـــــ یہ نہیں مانا تو اُس نے چڑ میں آ کر فوراً ہی ماجد سے شادی کر لی اور ملک سے باہر چلی گئی۔ بے چاری کئی سال بعد ملنے ملانے آئی تھی تو آتے ہی یہ ایکسیڈنٹ ہو گیا ـــــ خدا اپنا رحم کرے۔ اللہ دونوں میاں بیوی کو سلامت رکھے۔" انہوں نے دل پر ہاتھ رکھ کر دُعا کی۔

"آمین ـــــ" اُجالا نے خلوص سے کہا۔

"آنٹی! ـــــ دانیال بھائی ان ہی کی وجہ سے شادی نہیں کرتے تھے؟" فارینہ نے بلا تکلف پوچھا۔

"اب چھوڑو بیٹا اس قصے کو ـــــ ہماری اُجالا نے اس کا یہ کفر توڑ ہی دیا نا۔ اب پچھلی باتوں کا کیا ذکر ـــــ وہ تو مجھے بہت خوش نظر آتا ہے ـــــ بلکہ میرا خیال ہے کہ لالہ رخ کے ساتھ وہ اتنا خوش نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ میرا بہت لاڈلا بیٹا ہے اور بگڑا ہوا بھی ہے ـــــ اسے تو اُجالا جیسی پیاری لڑکی ہی سنبھال سکتی تھی۔ لالہ رخ تو دو دن اس کے ساتھ گزارہ نہ کر پاتی۔"

انہوں نے بڑے اطمینان سے کہا اور پیار سے اُجالا کی طرف دیکھا۔

"کیوں بیٹی اُجالا! ـــــ تم کہیں اپنے رومیو کے لئے پریشان تو نہیں ہو؟"

"نہیں آنٹی! ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" اُجالا نے جلدی سے کہا۔ "بلکہ مجھے تو اس کی فکر ہے کہ ان کے شوہر کی زندگی بچ جائے۔"

"ہاں بیٹی! ـــــ دعا کرو، اللہ اُسے سلامت رکھے۔ شوہر کے دم سے تو بیوی کی زندگی میں بہار ہوتی ہے۔" انہوں نے رسان سے کہا۔

اُجالا نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔ لیکن اُس کے دل میں عجیب سے وسوسے سر اُٹھا رہے تھے ـــــ وہ ایک انجانی بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ اُس کے دل کو جیسے

ایک کھٹکا سا لگا تھا۔

✵✵✵

اُسے اندازہ نہیں تھا کہ اگلے چند دن اس قدر مشکل اور پریشان کر دینے والے ہوں گے۔ اُس نے تمام خیالات کو ذہن سے جھٹک کر خود کو یہی سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ لالہ رُخ کا معاملہ ڈاکٹر دانیال کا ذاتی معاملہ تھا۔ وہ اُس کے شوہر کی خاطر جو کچھ بھی کرتا اُسے اُس کے ساتھ کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے تھی ـــــ اُس کی گھر سے عدم موجودگی اُس کے لئے کسی بھی اُلجھن کا باعث نہیں ہونی چاہئے تھی۔

وہ یہاں اس شاندار گھر میں اپنا کردار نبھانے آئی تھی جس طرح کہ وہ اسٹیج پر کسی ڈرامے میں کوئی کردار پوری محنت سے ادا کرتی تھی، لیکن جیسے ہی ڈرامہ ختم ہو جاتا تھا تو وہ سب کچھ بھول جاتی تھی کہ اس کردار نے کس سے کیا رشتہ جوڑا تھا۔ اسے بھی اسی طرح اس گھر سے کوئی جذباتی رشتہ نہیں رکھنا تھا۔ اُسے یہاں بھی اپنا کردار ادا کرنا تھا اور اس کے بعد سب کچھ بھول جانا تھا۔

لیکن اس بات نے اُسے ایک عجیب کشمکش میں ڈال دیا تھا کہ اُسے ڈاکٹر دانیال کی عدم موجودگی پریشان کرنے لگی تھی۔ وہ خود کو کھویا کھویا سا محسوس کرتی تھی۔ کسی بات میں دل نہیں لگتا تھا۔ کچھ بھی اچھا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ دل و دماغ میں ایک شدید اُلجھن گھر کر گئی تھی۔ اُسے بار بار خیال آتا تھا کہ ڈاکٹر دانیال، لالہ رخ کے قریب تھا اور وہ اس کی خاطر سب کچھ بھلا کر کراچی روانہ ہو گیا تھا۔ یقیناً اُس کے دل میں اب بھی لالہ رخ کی ہی حکمرانی تھی۔

پھر وہ خود کو ملامت کرتی اور سوچتی کہ بھلا اُسے ڈاکٹر دانیال سے کیا غرض جو اُسے ایک حقیر ملازمہ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا۔ جو ہر وقت اس کی توہین کرنے پر تُلا رہتا تھا ـــــ کسی نہ کسی ذریعے سے اُسے ذہنی اذیت میں مبتلا رکھتا تھا۔ اُسے بھلا اُس کی پرواہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اُس جیسے انسان کو اپنے دل و دماغ میں کوئی اہمیت دینے کی کیا تک تھی؟

جب وہ یہ سب کچھ سوچتی اور خود کو سمجھانے کی ہمہ تن کوشش کرتی تو اس کی توجہ بٹ جاتی۔ اُس کی انا سر اٹھاتی اور وہ فیصلہ کر لیتی کہ وہ اب ڈاکٹر دانیال کے بارے

میں بالکل نہیں سوچے گی ـــــ وہ خاصی دیر تک اس پر قائم بھی رہتی۔ لیکن جیسے ہی فون کی کوئی گھنٹی بجتی تو اُس کا رُواں رُواں بیدار ہو جاتا ـــــ اور اُس کا انگ انگ یہ سننے کے لئے بے قرار ہو جاتا کہ کہیں وہ ڈاکٹر دانیال کا فون تو نہیں۔

مگر ڈاکٹر دانیال نے کوئی فون نہیں کیا ـــــ معلوم ہوا کہ وہ بہت مصروف ہے۔ کسی اور رشتہ دار نے اُس کی طرف سے پیغام دیا تھا کہ ڈاکٹر دانیال کو مزید کچھ اور دن وہیں رہنا پڑے گا۔ کیونکہ ماجد کی حالت اچھی نہیں تھی۔ ڈاکٹر دانیال کی والدہ بہت پریشان تھیں۔ انہیں لالہ رُخ اور اُس کے شوہر کی بہت فکر تھی۔ ڈاکٹر دانیال کو بھی وہ دن میں کئی بار یاد کرتی تھیں۔ اُجالا کو بھی تسلی دیتی رہتی تھیں کہ وہ زیادہ پریشان نہ ہو۔

اُجالا دل ہی دل میں سوچتی کہ وہ خود تو پریشان نہیں ہونا چاہتی لیکن اس کے اندر نہ جانے کون بیٹھا ہے جو اُسے پریشان کرتا رہتا ہے ـــــ اُسے نت نئے انداز میں نہ جانے کیا کچھ کہتا رہتا ہے ـــــ اُسے ایسی باتیں سمجھاتا رہتا ہے، جنہیں وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی۔

تقریباً ایک اور ہفتہ اسی طرح بے خواب اور بے چین گزرا ـــــ لالہ رُخ کے شوہر کی حالت مزید بگڑتی چلی گئی اور ایک روز جب وہ لاؤنج میں بیٹھی ڈاکٹر دانیال کی والدہ کو اخبار پڑھ کر سنا رہی تھی کہ پورچ میں گاڑی رُکنے کی آواز سنائی دی۔ اُجالا کے اعصاب تن گئے ـــــ اُس کا دل حلق میں دھڑکنے لگا ـــــ یہ ڈاکٹر دانیال کی گاڑی کی آواز تھی۔ اُس کی ساری توجہ دروازے کی طرف تھی۔ لیکن وہ بظاہر ڈاکٹر دانیال کی والدہ کو اخبار پڑھ کر سنا رہی تھی۔

کار کا دروازہ بند ہوا اور اُجالا کی ساری حسیں بیدار ہو گئیں ـــــ پورچ سے گھر تک آنے میں جو تین چار منٹ لگتے تھے، وہ اُجالا کو صدیوں کی طرح محسوس ہوئے۔ پھر صدر دروازہ کھلا اور قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اُجالا نے سر اُٹھا کر دیکھا اور ٹھٹھک سی گئی۔

سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں ملبوس ایک دراز قد لڑکی ڈاکٹر دانیال کے ساتھ تھی۔ اُس کا چہرہ اُن چہروں میں سے تھا جن سے نگاہ ہٹانا مشکل ہوتا ہے ـــــ اُس کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں اُداسی تھی۔ جیسے ہی اُس کی نگاہ ڈاکٹر دانیال کی

والدہ پر پڑی وہ تیز قدموں سے اُن کی طرف لپکی اور ان کے گلے سے لگ کر سسکیاں لینے لگی۔

ڈاکٹر دانیال کی والدہ بے حد پریشان ہوئیں اور انہوں نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کر دیئے اور ہولے ہولے اُس کی پشت سہلانے لگیں۔

وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''لالہ بیٹی!ــــ صبر کرو۔ اللہ کو یہی منظور تھا۔ اس کی مرضی میں کس کو دخل ہے۔''

اُجالا کی نگاہ ڈاکٹر دانیال کی طرف گئی۔ وہ اُن کے قریب ہی رنجیدہ سا کھڑا تھا۔ بڑی ہمدردانہ نگاہوں سے افسردگی کے ساتھ اپنی والدہ کے سینے سے لگی ہوئی لالہ رخ کی طرف دیکھ رہا تھاــــ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لالہ رخ کے آنسو اُسے بہت تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ لیکن اُس نے اُسے چپ کرنے یا خاموش ہو جانے کے لئے نہیں کہا اور وہیں کھڑا اُس کی طرف دیکھتا رہاــــ شاید وہ اُسے کھل کر رو لینے کا موقع دینا چاہتا تھا۔

''حوصلہ کرو بیٹا!ــــ چپ ہو جاؤــــ اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

ڈاکٹر دانیال کی والدہ اُسے برابر تسلی دے رہی تھیں۔

خاصی دیر بعد اُسے کچھ قرار آیا۔ اُس کی سسکیاں مدھم پڑ گئیں۔ ڈاکٹر دانیال نے آگے بڑھ کر اُسے بازو سے تھاما اور اپنی والدہ کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بٹھا دیا۔

وہ اپنے سیاہ آنچل سے خوبصورت آنکھوں کو پونچھنے لگی۔ اُس کی شفاف گلابی رنگت میں سرخی جھلکنے لگی تھیــــ وہ یوں سوگواری لٹی لٹی بیٹھی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ اُس کی غیر معمولی خوبصورتی اُجالا کو مرعوب سی کر رہی تھی۔ ڈاکٹر دانیال اور اُس کی والدہ دونوں ہی اُس کی طرف متوجہ تھےــــ اُجالا خود کو بہت الگ تھلگ اور غیر اہم سا محسوس کر رہی تھی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے مخاطب کرےــــ اپنا تعارف کروائے یا یوں ہی خاموش تماشائی بنی رہے۔

پھر کچھ سوچ کر وہ اُٹھی اور ایک گلاس میں پانی انڈیل کر لالہ رخ کے قریب آئی اور نرمی سے بولی۔

''پلیزــــ حوصلہ کیجئےــــ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر دےــــ یہ لیجئے، پانی پی

لیجئے۔'' اُس نے گلاس اُس کی طرف بڑھایا۔

لالہ رخ نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھاــــ اس کی حسین آنکھوں میں ایک خاموش سا سوال اُبھرا جس نے اُجالا کو بتا دیا کہ وہ اس کے بارے میں جاننا چاہتی ہے۔ وہ اپنا تعارف کروانے کے لئے کچھ مناسب الفاظ سوچ ہی رہی تھی کہ ڈاکٹر دانیال کی والدہ نے اُس کی مشکل آسان کر دی۔

''لالہ رخ!ــــ بیٹا! یہ اُجالا ہےــــ دانیال کی دُلہن۔''

اُجالا کو خود پر حیرت سی ہوئیــــ اُسے اُن کا اس طرح کہنا بہت اچھا لگا تھا۔ اُسے ایک عجیب تفاخر کا سا احساس ہوا تھاــــ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

لالہ رخ کے حسین چہرے پر ایک سایہ سا لہرا گیا۔ اُس نے گلاس اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور آہستگی سے بولی۔

''خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔'' اُس کے خوبصورت سراپے کی طرح اُس کی آواز میں بھی حُسن اور موسیقیت تھی۔

''مجھے بہت افسوس ہے کہ ہماری ملاقات اس بہت ہی افسوسناک وقت پر ہوئی ہے۔ یہاں سب لوگ آپ کے لئے بہت فکر مند تھے۔ یہاں سب نے بہت دعائیں کیں۔ لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔'' اُس نے ہمدردی سے کہا۔

لالہ رخ کی دلکش آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئےــــ اور وہ اپنے گلابی ہونٹ کا ایک گوشہ دانتوں سے کاٹنے لگی۔

امی جان نے لالہ رُخ کا شانہ تھپتھپایا۔

''بیٹی! اللہ نے تمہیں اس آزمائش میں ڈالا ہےــــ وہی تمہیں حوصلہ اور ہمت بھی دے گا۔''

لالہ رخ نے ایک آہ سی بھری اور اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔ ڈاکٹر دانیال نے فکرمندی سے کہا۔

''رُخی! بس کرو ناــــ اس طرح تو تم خود کو بیمار کر لو گی۔ جانے والوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ نہ ہی وہ لوٹ کر آ سکتے ہیںــــ تم خود کو سنبھالو۔ ہمت سے کام

لو۔'' اُس کے لہجے میں لگاؤ تھا۔

اُجالا کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اس لگاؤ میں کتنی قربت اور اپنائیت تھی۔ اُس کے دل میں وسوسے سے سر اٹھانے لگے ـــــ وہ گھبرا کر اُٹھی اور ملازم سے چائے بنانے کو کہنے کے لئے کچن کی طرف چلی گئی۔



رات کے کھانے پر لالہ رخ خاصی سنبھل گئی تھی ـــــ اُس نے نہا کر کپڑے بدل لئے تھے اور سفید سوٹ میں کھلے ہوئے سیاہ گھنے بالوں کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اُس کے چہرے کی اُداسی اور جھیل جیسی آنکھوں کی حسرت نے اُسے کچھ اور زیادہ حسین بنا دیا تھا۔

فارینہ نے معنی خیز نگاہوں سے اُجالا کی طرف دیکھا ـــــ وہ اُس کی نگاہوں کا مفہوم سمجھتی تھی اور جانتی تھی کہ اس کے ننھے سے معصوم دل میں بھی وہی وسوسے سر اٹھا رہے تھے جنہوں نے اس کے اندر شور مچا رکھا تھا ـــــ لیکن وہ اُسے یہ باور نہیں کرانا چاہتی تھی کہ وہ بھی اسی کی طرح سوچ رہی ہے، اسے بھی لالہ رخ کی خوبصورت شخصیت مرعوب کر رہی ہے ـــــ اسی لئے وہ سنبھل گئی اور لالہ رخ سے فارینہ کا تعارف کروایا۔

لالہ رخ قدرے مغرور سی معلوم ہوتی تھی۔ وہ اپنے حُسن کی دلآویزی سے خوب اچھی طرح واقف تھی اور گرد و پیش کو قدرے حقارت سے دیکھتی تھی ـــــ اُس نے فارینہ سے بھی سرسری سی ہیلو کی اور ڈاکٹر دانیال کی والدہ کی طرف متوجہ ہوگئی۔

''آنٹی! ـــــ کاشف نظر نہیں آ رہا ـــــ کہاں ہے؟''

''وہ کچھ دیر سے ہی آئے گا ـــــ اُس کے پی۔اے نے فون پر بتایا تھا۔'' انہوں نے جواب دیا۔

وہ ہلکے سے مسکرائی۔ ''اُس کا ابھی تک وہی حال ہے؟ ـــــ لڑکیوں کے دل توڑتا پھرتا ہے؟''

اُجالا نے ڈاکٹر دانیال کی طنزیہ نگاہ کو اپنے چہرے سے چھوتے ہوئے محسوس کیا۔

وہ پہلو بدل کر رہ گئی ___ امی جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں، اب تو سدھر گیا ہے۔''

''اچھا ___ کمال ہے ___'' اُس نے حیرت کا اظہار کیا۔

''یہ مہرین کا کمال ہے ___ کاشف کو پتہ ہے کہ اگر اس نے اب کسی کا دل توڑا تو مہرین اس کا سر توڑ دے گی۔'' امی جان نے خوش طبعی سے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے مہرین ٹھیک ٹھاک قسم کی لڑکی ہے۔'' وہ ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولی اور پھر اچانک ہی اُجالا سے مخاطب ہوئی۔ ''اور اُجالا! آپ ___ آپ نے بھی دانی کو کوئی ایسا ہی ڈراوا دے رکھا ہے یا......'' اُس نے ایک نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی جس میں ایک خاص چمک اور پیغام تھا۔

اُجالا نے دیکھا کہ ڈاکٹر دانیال نے اس نگاہ کے پیغام کو سمجھ لیا تھا جو اُس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ سے ظاہر تھا ___ اُس نے جلدی سے نگاہ اس کے چہرے سے ہٹالی اور بے ضرر سے لہجے میں بولی۔

''انہیں کھلی چھٹی ہے۔''

''اچھا ___ کیوں ___؟'' اُس نے ایک ادائے ناز سے پوچھا۔

''اس لئے کہ مجھے ڈراوا دینا آتا ہی نہیں۔'' اُجالا نے کہا۔

''ہماری اُجالا کو ڈراوا دینے کی ضرورت ہی نہیں ___ یہ اتنی پیاری ہے کہ دانی بے چارے کو لوٹ کر گھر آنا ہی پڑتا ہے۔'' امی جان نے محبت سے کہا۔

اُجالا کی آنکھیں نم سی ہو گئیں۔ اس کے دل میں شدت سے یہ آواز اُبھری، کاش ایسا ہی ہوتا ___ جس طرح کہ وہ کہہ رہی تھیں ___ اُس نے ایک چور سی نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی ___ اُسے اندازہ ہو گیا کہ وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا ہے۔ لیکن اپنی والدہ کی وجہ سے خاموش رہنے پر مجبور تھا۔

خلاف توقع فارینہ نے دخل اندازی کی۔

''کیوں دانیال بھائی! آپ کچھ نہیں کہہ رہے ___ آپی کی بات ٹھیک ہے یا آنٹی کی؟''

ڈاکٹر دانیال نے سر جھٹکا اور بظاہر مزاحیہ انداز میں بولا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں ___ خود کردہ را علاج نیست۔''

اُجالا نے ہونٹ چبائے۔ وہ جانتی تھی کہ ڈاکٹر دانیال مذاق نہیں کر رہا۔ لالہ رخ مسکرا رہی تھی۔

''دانی! ___ تمہیں ہمیشہ ہی اپنی غلطی کا احساس بعد میں ہوتا ہے۔'' اُس کے سادہ سے جملے میں جو معنی پوشیدہ تھے کچھ اتنے ڈھکے چھپے بھی نہیں تھے۔

اُجالا اس میں کوئی دخل نہیں دینا چاہتی تھی۔ نہ ہی وہ یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ وہ لالہ رخ سے خائف ہے یا اس سے کوئی حسد کرتی ہے۔ اُس نے بات بدلنے کے لئے کبابوں کی ڈش لالہ رخ کی طرف بڑھائی۔

''کباب لیجئے نا۔''

لالہ رخ نے بہت غور سے اس کی طرف دیکھا اور قدرے بے اعتنائی سے بولی۔

''نہیں، شکریہ ___ ان میں مرچیں زیادہ ہیں۔''

''لالہ بیٹی! ___ تمہیں باہر رہ کر انگریزوں جیسے پھیکے کھانوں کی عادت ہو گئی ہے۔ ہے نا؟'' امی جان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کہیں گی تو یہاں کے کھانوں کی عادت ڈال لیں گے۔'' اُس نے بڑی فرمانبرداری سے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم نے اپنے ملک میں ہی رہنے کا موڈ بنا لیا ہے۔'' امی جان نے کہا۔

اُجالا کا دل دھک دھک کرنے لگا ___ وہ اُس کے ارادوں کو پہچان رہی تھی جو اب اس کے لبوں پر بھی آ گئے تھے۔ وہ بڑے اطمینان سے کہہ رہی تھی۔

''آنٹی! عدت تو اب مجھے یہیں گزارنی ہو گی ___ بعد میں اگر کسی نے روک لیا تو......'' اُس نے بات ادھوری ہی چھوڑ دی اور نگاہ سے پھر کوئی پیغام ڈاکٹر دانیال کو دیا۔

ڈاکٹر دانیال نے پہلو بدلا۔

''تم فکر نہ کرو رُخی ___ تمہیں سب روکیں گے۔ اپنے ملک کی مٹی، اپنے شہر کی ہوا اور اپنے لوگوں کی کشش۔''

وہ ہنسی۔ ''اچھا ـــــ پھر ہم دیکھیں گے اور سوچیں گے کہ کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔''

✵✵✵

ڈاکٹر دانیال کی واپسی کے ساتھ اُجالا کی اُلجھنیں کچھ اور بڑھ گئی تھیں۔

وہ جب سے آیا تھا اس کی اس سے کوئی براہِ راست بات نہیں ہوئی تھی۔ اُس کی زیادہ توجہ لالہ رخ کی طرف ہی تھی۔ وہ ہاسپٹل سے آ کر ساری شام اُسی کے ساتھ گزارتا تھا۔ وہ بھی اب سنبھلتی جا رہی تھی۔ اُس کی سوگواری اور پریشانی جاتی رہی تھی۔

اُجالا کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اپنے حُسن کے سحر اور دلکشی کے طلسم سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔ وہ کسی وقت بھی کسی آنکھ کو مسحور کر سکتی تھی ـــــ کسی دل کو اُلجھا سکتی تھی۔

وہ ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھتی تھی تو اُس کی آنکھوں میں بیتی رُتوں کے رنگ اُترنے لگتے تھے ـــــ وہ اُس سے بات کرتی تھی تو اس میں ایک دعویٰ اور ملکیت کا احساس ہوتا تھا ـــــ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی ایسے لمحے کی تلاش میں ہے جو ان جذبوں کی تجدید کر دے جو اُس کی آنکھوں سے ظاہر تھے ـــــ جو اس کے خوبصورت چہرے پر چمک بن کر طلوع ہوئے تھے۔

اُجالا خود کو دبا دبا سا محسوس کرتی تھی ـــــ اُس کا حُسن، اُس کی دلکشی اُسے مرعوب کرتے رہتے تھے ـــــ وہ طنزیہ نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھتی تھی۔ اُس کے بات کرنے کے انداز میں اس کے لئے حقارت پنہاں ہوتی تھی۔ اُجالا خود کو لاتعلق ہی رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ لالہ رخ اور ڈاکٹر دانیال کے درمیان جن احساسات کی پرورش ہو رہی تھی وہ ان میں دخل نہیں دینا چاہتی تھی۔ اُس کا ڈاکٹر دانیال پر حق بھی کیا تھا جو وہ کوئی دعویٰ کرتی۔

فارینہ کو اس سے بہت شکایت تھی۔ وہ بار بار اس سے کہتی تھی کہ اُسے ڈاکٹر دانیال کو جیتنے کی کوشش کرنی چاہئے ـــــ لیکن اُس نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ محبت کو بھیک کی طرح اپنی جھولی میں نہیں ڈالے گی۔ وہ یہی ظاہر کرتی تھی کہ اُسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

لیکن اُسے حیرت ہوئی جب اُس نے ڈاکٹر دانیال کی والدہ کو کہتے ہوئے سنا۔

''اُجالا بیٹی! ـــــ تم کیوں اتنی پریشان سی رہنے لگی ہو؟''

''نہیں تو آنٹی! ـــــ ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' اُس نے جلدی سے جواب دیا۔

''دانیال کے ساتھ کوئی بات ہوئی ہے؟'' انہوں نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔

''جی نہیں ـــــ بالکل نہیں۔'' اُجالا نے پھر تردید کی۔

''مجھ سے بھی چھپاؤ گی بیٹی؟ ـــــ تمہارے تو سارے وجود پر لکھا ہے کہ تم پریشان ہو ـــــ کوئی بات تمہیں اندر ہی اندر کچوکے دے رہی ہے۔'' وہ محبت سے کہنے لگیں۔

اُجالا کو اپنا آپ سنبھالنے میں بڑی دقت ہوئی۔ اُس نے حلق تر کر کے قدرے اٹکتے ہوئے کہا۔

''نہیں آنٹی! کچھ بھی نہیں ہے۔''

انہوں نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''اُجالا بیٹی! ـــــ میں دیکھ رہی ہوں کہ دانیال تم سے دور ہوتا جا رہا ہے ـــــ تم بھی لاتعلق رہتی ہو ـــــ کیا تم اُسے لالہ رخ کے حوالے کر دینا چاہتی ہو؟''

اُجالا نے ہونٹ چبائے۔

''اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میں ان کے راستے میں نہیں آؤں گی۔'' اُس کا لہجہ شکستہ تھا۔

''کیوں؟ ـــــ تم ایسی بات کیوں ہونے دو گی؟ ـــــ بتاؤ مجھے، کیا بات ہے بیٹی؟ ـــــ تم اپنے حق سے کیوں دستبردار ہونا چاہتی ہو؟'' اُنہوں نے براہِ راست اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔

اُجالا نگاہ چرا گئی اور پہلو بدل کر بولی۔

''آنٹی! ایسا کچھ نہیں ہے ـــــ کچھ بھی نہیں ہے ـــــ میں اب ان کے ساتھ زبردستی تو نہیں کر سکتی۔''

''زبردستی نہ کرو ـــــ لیکن اُس کی طرف سے غفلت بھی تو نہ برتو۔ میں دیکھ رہی ہوں بیٹی! کہ تم اس سے لاتعلق رہنے لگی ہو ـــــ تم دونوں کچھ اجنبی اجنبی سے بنتے جا رہے ہو ـــــ یہ تو اچھا نہیں ہے۔ تم دونوں کے درمیان یہ خلیج کیوں حائل ہوتی جا

رہی ہے؟ ___ مجھے کچھ بتاؤ تو سہی۔" وہ پیار سے بولیں۔

"نہیں آنٹی! ___ کچھ نہیں ہے ___ کوئی بات نہیں۔ وہ تو ویسے ہی۔" اس سے بات نہیں بن سکی تو وہ خاموش سی ہوگئی۔

"اُجالا بیٹی! ___ تم مجھے ماں نہیں سمجھتیں۔" اُنہوں نے اتنے لگاؤ سے کہا کہ اُجالا کا دل بھر آیا ___ اُس کے لئے آنسو ضبط کرنا محال ہوگیا۔

روح کے جس گھاؤ کو اُس نے خود سے بھی چھپا رکھا تھا، دل کے جس درد کی ٹیس اُس نے کبھی ظاہر نہیں ہونے دی تھی نہ جانے انہیں اس سب کی خبر کس طرح سے ہوگئی تھی۔ اُن کے اس اپنائیت بھرے لہجے نے اسے بچھڑی ماں کے پیار بھرے انداز یاد دلا دیئے تھے ___ اُس نے ہونٹ چبا کر اپنے آنسو روکنے کی کوشش کی لیکن آنکھوں کی برسات پر بند نہ باندھا جا سکا ___ اُس نے ان آنسوؤں کو چھپانے کے لئے چہرہ دوسری جانب پھیر لیا ___ لیکن اس کے ہونٹوں سے سسکیاں پھسل گئیں۔

انہوں نے بازو سے پکڑ کر اُسے اپنے پلنگ کی پٹی پر بٹھا لیا۔ اُجالا کا سر جھکا ہوا تھا اور ضبط کرنے کی کوشش میں بے حال سی ہو رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان پر کوئی بات ظاہر ہو۔

"تم تو اس گھر کی روشنی ہو بیٹا! ___ اپنے نام کی طرح سچ مچ اس گھر میں اُجالا لے کر آئی ہو۔" وہ اُس کا سر محبت سے اپنے شانے کے ساتھ لگا کر کہنے لگیں۔ "تم نے میری بیٹی کی کمی بھی پوری کی ہے ___ میں تمہیں بہو نہیں، بیٹی سمجھتی ہوں۔"

اُن کی محبت کی حدت نے اُجالا کو پگھلا پگھلا دیا۔ وہ اپنے رویے پر نادم سی ہونے لگی کہ وہ اپنے مفاد کے لئے انہیں دھوکا دے رہی تھی۔

اُس کا جی چاہا کہ سب کچھ ان کے سامنے کھول کر رکھ دے اور ان سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لے ___ اپنی غلطی کا اعتراف کر لے کہ وہ اداکاری کر رہی ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے ___ وہ جو کچھ کر رہی ہے، اس کا معاوضہ لیتی ہے۔ لیکن سب کچھ کہنا بھی اُس کے بس میں نہیں تھا ___ اُس کے ہونٹوں پر تالے پڑے تھے ___ اُس کی زبان پر پہرے تھے۔ وہ بے بس اور مجبور تھی۔ اپنے حالات میں بری طرح سے گھری ہوئی تھی۔ نہ چپ رہ سکتی تھی نہ کچھ کہہ سکتی تھی۔ نہ اپنے

آنسوؤں پر قابو پا سکتی تھی نہ خود کو ان کے شانے پر سر رکھ کر رونے سے روک سکتی تھی۔

وہ ہولے ہولے اُس کے بال سہلاتے ہوئے قدرے درشتی سے کہنے لگیں۔

"تم فکر نہ کرو بیٹی! میں اس نالائق کے ایسے کان کھینچوں گی کہ سیدھا ہو جائے گا۔"

"نہیں، نہیں ___ آپ ان سے کچھ مت کہیے گا، پلیز ___ کچھ نہیں۔" اُجالا گھبرا کر بولی۔

"کیوں نہ کہوں میں اُس سے؟" انہوں نے غصے سے کہا۔

"نہیں، نہیں ___ آپ یہ بات بالکل مت کہیے گا ___ بالکل نہیں۔" وہ بے حد پریشان ہوئی۔

"کیوں گھبرا رہی ہو تم اتنی ___ وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا ___ میں تمہارا نام نہیں لوں گی بیٹی! ___ میں سلیقے سے ہی بات کروں گی۔" انہوں نے محبت سے اُس کے بکھرے بال سنوارے۔

"نہیں آنٹی! ___ پلیز نہیں۔" وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔ مگر اُسے فوراً ہی خاموش ہو جانا پڑا۔

دروازے پر ڈاکٹر دانیال اور لالہ رخ کھڑے تھے۔ اُجالا نے سٹپٹا کر منہ پھیر لیا اور جلدی جلدی اپنے آنسو خشک کرنے لگی۔ وہ دل ہی دل میں بے حد پریشان ہو رہی تھی کہ ڈاکٹر دانیال اپنے دل میں نہ جانے کیا سوچے گا۔

"آؤ بیٹا! ___ آؤ۔ لالہ رخ! تم بھی آؤ ___ بیٹھو۔" امی جان نے محبت سے کہا۔

اُجالا ابھی تک ان کے پلنگ کی پٹی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی سرخ آنکھوں اور بھیگی ہوئی پلکوں سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ اب سے کچھ دیر پہلے رو رہی تھی۔ ڈاکٹر دانیال نے بہت غور سے اس کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر باتھ روم میں گھس جاتی وہ قدرے کرخت سے انداز میں بولا۔

"اُجالا کو کیا ہوا ہے ___ یہ کیوں رو رہی تھی؟"

اُجالا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ وہ اس خیال سے ہی لرز گئی کہ امی جان نہ جانے اسے کیا کہہ دیں گی ___ اُس نے گھبرا کر اپنی آنکھیں پھر صاف کر

ڈالیں اور اٹکتے ہوئے بولی۔

''نہیں ـــــ مجھے کچھ نہیں ہوا ـــــ میں تو ایسے ہی ـــــ'' اُس سے بات نہیں بن سکی۔

امی جان نے اُسے سنبھالا دیا۔

''بیٹا! ـــــ انسان کو اپنے ماں باپ تو نہیں بھولتے ـــــ بس اُن کا کچھ ذکر نکل آیا تو اس کا دل بھر آیا۔''

''یہ اچھی تیمارداری کر رہی ہے آپ کی ـــــ آپ کے لئے کوئی پریشانی لینا ٹھیک نہیں۔'' ڈاکٹر دانیال نے ناپسندیدگی سے کہا۔

''تم خوامخواہ اپنی ڈاکٹری نہ جھاڑو ـــــ یہ جانتی ہے کہ اس نے میری تیمارداری کس طرح سے کرنی ہے۔ اس کی وجہ سے تو میں اس قابل ہوئی ہوں کہ اُٹھ بیٹھ لیتی ہوں ـــــ ورنہ تو سارا دن بستر پر پڑی رہتی تھی۔ اُس وقت بھی تو تم ہی میرے ڈاکٹر تھے۔'' انہوں نے فوراً اس کی طرف داری کی۔

اُجالا موقع غنیمت جان کر جلدی سے اٹھ کر غسل خانے میں گھس گئی۔ اُس نے پانی کھولا اور چہرے پر پانی کے چھپاکے مارنے لگی جس میں اس کے آنسو ملتے چلے جا رہے تھے ـــــ دیر ہو جانے کے خیال سے اُس نے پانی بند کیا اور اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔ اُس کی نگاہ آئینے میں اپنے عکس پر پڑی۔ اُس نے اپنی آنسوؤں سے سرخ آنکھوں کو دیکھا جن کے گرد حلقے سے نمودار ہونے لگے تھے ـــــ اُس کے چہرے پر اُداسی اور اُلجھن تھی۔ وہ خود سے نگاہ نہیں ملا سکی ـــــ اُس نے جلدی جلدی اپنے بال ٹھیک کئے اور دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ اُس نے ڈاکٹر دانیال کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

''امی جان! ـــــ اس رُخی کی بچی کو سمجھائیے ـــــ اس طرح تو یہ اپنا ستیاناس مار لے گی ـــــ ابھی ابھی یہ محترمہ آنسو بہا رہی تھیں۔''

اُس نے لالہ رُخ کی طرف دیکھا ـــــ اُس نے قیمتی بادامی سوٹ پہن رکھا تھا۔ اُس کے سیاہ بال بادامی ربن میں بندھے ہوئے تھے۔ اُس کی شفاف گلابی رنگت فانوس کی سنہری روشنی میں دمک رہی تھی۔ اُس کی لانبی گھنیری پلکیں بھیگی بھیگی سی معلوم ہوتی تھیں۔ وہ روشنی کے ایسے رُخ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ ان کا سایہ اُس کے رخساروں پر

پڑ رہا تھا۔ وہ افسردگی سے کہہ رہی تھی۔

''مجھ جیسے لوگوں کی قسمت میں آنسو ہی تو لکھے ہوئے ہیں۔''

''نہ بیٹی! اس طرح کیوں کہتی ہو؟'' امی جان نے پیار سے کہا۔ ''یہاں آؤ ـــــ میرے پاس آ کر بیٹھو۔''

وہ شانوں سے پھسلتا دوپٹہ سنبھالتی ہوئی ان کے برابر آ بیٹھی۔ انہوں نے بڑے لگاؤ سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

''لالہ بیٹی! ـــــ تم تو سمجھ دار ہو۔ تمہیں زندگی کے حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے۔ خدا کی رضا میں راضی رہنے میں ہی بندے کی عظمت ہے ـــــ جانے والوں کو بھلا کوئی روک سکا ہے؟ ـــــ پیچھے رہ جانے والوں کو زندگی کے ساتھ نباہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ تم خود کو سنبھالو بیٹی! ـــــ ہمت سے کام لو ـــــ حوصلہ کرو۔''

''کس طرح حوصلہ کروں آنٹی! ـــــ مجھے تو لگتا ہے جیسے میرا کوئی نہیں رہا۔'' وہ مغموم لہجے میں بولی۔

''دیکھا امی جان! اس کی نالائقی ـــــ یہ ہمیں اپنا نہیں سمجھتی ـــــ تب ہی کہتی ہے کہ میرا کوئی نہیں رہا۔'' ڈاکٹر دانیال نے اُسے ٹوکا۔

امی جان نے بھی محبت سے ڈانٹا۔

''نہ بیٹی! ـــــ ایسی باتیں نہیں کرتے۔ یہ تو دستورِ زمانہ ہے ـــــ ہر انسان کی آخری منزل وہی ہے ـــــ جلد یا بدیر ہر کسی نے وہیں جانا ہے۔''

''تم اس طرح سوچتی رہو گی تو ڈپریشن کی مریض بن جاؤ گی۔'' ڈاکٹر دانیال نے کہا۔

''اس طرح نہ کہیں ڈاکٹر صاحب! ـــــ'' اُجالا نے قریب آ کر کہا۔ ''لالہ رُخ آہستہ آہستہ سنبھل جائیں گی ـــــ ابھی اس کو اتنا زیادہ وقت بھی تو نہیں ہوا ـــــ اپنے لوگ اتنی جلدی بھلائے نہیں جا سکتے۔ زخم فوراً ہی تو مندمل نہیں ہو جاتے۔''

ڈاکٹر دانیال نے بہت غور سے اُس کی طرف دیکھا ـــــ وہ آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور بڑی اپنائیت اور ہمدردی سے کہنے لگی۔

''لالہ رخ! ـــــ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ـــــ ہم سب آپ کو خوش دیکھنا

چاہتے ہیں۔ آپ غیروں میں نہیں، اپنوں میں ہیں ـــــ ہم سب کی خواہش ہے کہ آپ پُرسکون رہیں ـــــ اپنا غم ہمارے ساتھ بانٹ لیں۔ ہم آپ کا غم شیئر کرنا چاہتے ہیں۔"

لالہ رُخ کی نگاہ میں حیرت اُتری۔ اُس کے چہرے پر ایسا تاثر تھا جیسے اُسے یقین نہ ہو کہ اُجالا سچ کہہ رہی ہے ـــــ اُس نے رسمی سے انداز میں اس کی بات کا جواب دیا۔

"شکریہ اُجالا! ـــــ آپ کے اتنے اچھے جذبات کا شکریہ۔ میں سب کو اپنا ہی تو سمجھتی ہوں کہ اپنی زندگی کے سب سے مشکل وقت میں یہاں چلی آئی ہوں۔"

"یہ تمہارا اپنا گھر ہے رُخی!" ڈاکٹر دانیال نے کہا۔

"ہاں بیٹا! ـــــ اپنے تو ہوتے ہی اسی لئے ہیں کہ مشکل وقت کو آسان بنانے میں مدد دیں، غم بانٹ لیں۔ اور ان کی وجہ سے ڈھارس بندھے ـــــ حوصلہ ملے۔"

امی جان نے ڈاکٹر دانیال کی تائید کی۔

لالہ رُخ کے دلنشیں چہرے پر غم کی پرچھائیاں سی اُترنے لگیں ـــــ وہ نہ جانے کیا سوچ رہی تھی کہ لگتا تھا کہ وہ اس ماحول، اس کمرے، اس گھر کی بجائے کہیں اور ہے۔ اسی بے خیالی میں اُس نے اپنا سر امی جان کے شانے سے لگا دیا۔ وہ اُسے ہولے ہولے تھپکنے لگیں۔

* * *

رات ہمیشہ کی طرح بے چین اور بوجھل تھی۔

اُجالا بہت دیر تک ایک کتاب پڑھنے کی کوشش کرتی رہی ـــــ لیکن اُس کی توجہ بار بار بٹ جاتی تھی۔ اُس کا ذہن حاضر نہیں تھا اور اُس کا خیال بار بار ڈاکٹر دانیال کے بیڈ روم کی طرف چلا جاتا تھا جس میں کوئی آہٹ نہیں تھی۔ وہ ہاسپٹل سے اکثر رات کو دیر سے آتا تھا۔ اس وقت تک وہ عموماً سو چکی ہوتی تھی۔

مگر جب سے لالہ رُخ گھر آئی تھی، وہ شام یہیں گزارنے لگا تھا۔ رات کا کھانا بھی وہ گھر پر ہی کھاتا تھا ـــــ لیکن اپنے بیڈ روم میں حسب عادت بہت دیر سے آتا تھا۔ اُجالا دروازے کے اس طرف اپنے پلنگ پر لیٹی اُس کی آہٹیں سنتی رہتی اور اپنے

بھٹکے ہوئے خیالات کو راہ پر لانے کی سعی کرتی رہتی۔

وہ جانتی تھی کہ ڈاکٹر دانیال ایک بے حس انسان ہے ـــــ اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ دروازے کے اس پار کوئی دھڑکتا ہوا دل بھی ہے ـــــ وہ تو اسے ایک بے حس مشین سمجھتا تھا جو لگے بندھے انداز میں کام کرتی رہتی تھی۔

آج ڈاکٹر دانیال کی والدہ کی گفتگو نے اُسے خوفزدہ سا کر دیا تھا۔ اُن کی محبت اور توجہ نے اُسے اپنے ہی ضمیر کا مجرم بنا دیا تھا۔ یہ خیال بار بار اُسے پریشان کر رہا تھا کہ وہ انہیں دھوکا دے رہی ہے ـــــ وہ جب اس گھر سے علیحدہ ہوگی تو ان کی بے لوث محبتوں کے سامنے کون سا جواز پیش کرے گی ـــــ ان سے نگاہیں کیونکر ملا سکے گی۔

اُسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں انہوں نے ڈاکٹر دانیال سے کچھ کہہ نہ دیا ہو۔ انہی وسوسوں نے اُسے پریشان کر دیا تھا۔ اُس کا کتاب میں بھی دل نہیں لگا تو اُس نے ٹی۔وی لگا لیا اور بے دلی سے دیکھنے لگی۔

اُسے لفٹ کے چلنے کی آواز سنائی دی تو وہ بے چین ہوگئی ـــــ اُسے معلوم تھا کہ اس وقت ڈاکٹر دانیال ہی اوپر آتا ہے۔ اُس کا رُواں رُواں اُس کی آہٹیں سننے کے لئے بے قرار ہوگیا۔

اُس نے خود کو بہتیری سمجھانے کی کوشش کی کہ اُس کا ڈاکٹر دانیال سے کوئی واسطہ نہیں ـــــ ان دونوں کی حیثیت تو دو مسافروں کی سی تھی جو چند لمحے ایک ساتھ کسی جگہ رُک گئے تھے ـــــ جلد یا بدیر انہیں اپنی اپنی سمتوں میں روانہ ہو کر سب کچھ بھول جانا تھا۔

ڈاکٹر دانیال کے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اُجالا کا انگ انگ جیسے بیدار سا ہوگیا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی سوچ کی آنکھوں سے اُسے اُس کے کمرے میں آتے ہوئے دیکھنے لگی۔

اچانک ہی اُس کے قدموں کی چاپ دونوں کمروں کے درمیان مشترکہ دروازے کی طرف بڑھی۔ اُجالا چونک سی گئی ـــــ اُس نے بے یقینی سے سنا، دروازے پر کسی کی اُنگلیاں دستک دے رہی تھیں۔ وہ قدرے حیران ہوئی۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اتنی رات گئے ڈاکٹر دانیال نے اس دروازے پر دستک دی ہو ـــــ اُس نے تو خود اُسے

یہ دروازہ لاک رکھنے کے لئے کہا تھا ـــــ تو پھر ـــــ

وہ ابھی متذبذب ہی تھی کہ دستک ایک بار پھر ہوئی۔ اُجالا کو اُٹھنا پڑا۔ دوپٹہ درست کرتے ہوئے اُس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ ڈاکٹر دانیال اُس کے روبرو تھا ـــــ اُس کی تیوری چڑھی ہوئی تھی اور آنکھوں میں غصہ تھا۔ وہ آدھ کھلے دروازے کو یکدم کھول کر اُسی طرح اندر چلا آیا جس طرح وہ ان کے گھر میں بلا اجازت آ گیا تھا۔

"تم نے کیا کہا ہے امی جان سے؟" اُس نے چھوٹتے ہی غصے سے کہا۔

اُجالا اُلٹے قدموں پیچھے ہٹی۔

"نہیں ـــــ کچھ نہیں ـــــ میں نے تو کچھ نہیں کہا۔"

"معصوم بننے کی کوشش نہ کرو ـــــ بتاؤ تم نے اُن سے کیا کہا ہے؟" اُس نے ایک قدم آگے بڑھ کر غصے سے لفظ چبائے۔

"نہیں ـــــ میں نے کچھ نہیں کہا۔" اُجالا کچھ سراسیمہ سی ہو گئی۔

"بتاتی کیوں نہیں ہو کہ تم نے اُن سے کیا کہا ہے؟" ڈاکٹر دانیال نے اُسے دونوں شانوں سے تھام کر سختی سے جھنجھوڑا۔

"کیا بتاؤں میں ـــــ میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔" اُجالا نے روہانسی ہو کر اس کے ہاتھ جھٹکنے چاہے ـــــ مگر اُس کی گرفت مضبوط تھی۔ اُس کی آہنی اُنگلیاں اُس کے بازو میں گڑی جا رہی تھیں۔

"جھوٹ مت بولو ـــــ" ڈاکٹر دانیال نے ڈپٹ کر کہا۔ "میں نے تمہیں خود ان کے سامنے ٹسوے بہاتے دیکھا ہے ـــــ مجھے اُسی وقت شک ہو گیا تھا کہ تم کوئی اُلٹی سیدھی بکواس کر رہی ہو اُن سے۔"

"آپ بھی غلط بیانی مت کریں ـــــ" اُجالا نے دونوں ہاتھوں سے اُسے پرے دھکیلنے کی کوشش کرتے ہوئے غصے سے کہا۔ "مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے اُن سے کچھ کہنے کی۔"

"تمہیں ضرورت ہے۔" ڈاکٹر دانیال نے اُسے اتنا شدید جھٹکا دیا کہ اُس کا سارا وجود لچک گیا۔ "تم یہاں پاؤں جمانے کے لئے امی جان کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتی ہو ـــــ تم ان کی خدمت کا ڈھونگ رچا کر انہیں اپنا طرف دار بنانا چاہتی

ہو ـــــ تم ـــــ"

"یہ سراسر الزام ہے ـــــ جھوٹ ہے ـــــ بکواس ہے۔" اُجالا غصے میں آپے سے باہر ہو گئی۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے۔ اُس نے خود کو چھڑانے کی ایک اور کوشش کرتے ہوئے سختی سے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب! ـــــ آپ چلے جائیں یہاں سے ـــــ چلے جائیں۔ میں ایک منٹ بھی آپ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ دور ہو جائیں میری نظروں سے ـــــ چھوڑ دیں مجھے ـــــ ہٹا لیں اپنے یہ گندے ہاتھ۔"

اُس کا انداز ایسا تھا کہ ڈاکٹر دانیال نے فوراً ہی اپنے ہاتھ ہٹا لئے۔ وہ اُس سے دُور ہٹ کر اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو پونچھنے لگی۔

ڈاکٹر دانیال چند لمحے اُس کی طرف گھورتا رہا، پھر درشتی سے بولا۔

"اگر آئندہ تم نے امی جان سے کوئی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

"آپ سے برا تو پہلے بھی کوئی نہیں ہے۔" اُجالا نے غصے سے برجستہ کہا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ ایسی گری ہوئی بات کریں گے ـــــ میں آپ کی والدہ کی خدمت کرتی ہوں تو اس لئے کہ یہ میرے کردار کی ڈیمانڈ ہے ـــــ میں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرنا چاہتی۔ نہ ہی میں نے انہیں آپ کے خلاف کچھ کہا ہے۔ آخر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ یہ غلط فہمی آپ کو کیوں ہوئی ہے؟"

"کیا تم نے واقعی اُن سے کچھ نہیں کہا؟" اُس نے کڑے لہجے میں استفسار کیا۔

"کس بارے میں؟ ـــــ کچھ پتہ تو چلے۔" اُجالا اُلجھ کر بولی۔

"لالہ رُخ کے بارے میں۔" وہ بولا۔

"لالہ رُخ کے بارے میں ـــــ کیا؟" اُجالا نے پوچھا۔

"یہی کہ میں اُس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔" وہ تیوری چڑھا کر بولا۔

اُجالا نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اُس کی طرف دیکھا۔

"یہ میں نے نہیں کہا ـــــ یہ آپ نے اپنے رویے سے اُنہیں محسوس کروایا ہے۔ آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ آپ کے کردار کا تعلق مجھ سے بھی ہے۔ اگر آپ اپنا کردار درست طور پر نہیں نبھاتے تو غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں ـــــ آپ کے رویے کی

وجہ سے ہی امی جان کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ آپ لالہ رُخ کی وجہ سے مجھے ـــــ میرا مطلب ہے اُن کی بہو کو نظر انداز کر رہے ہیں ـــــ انہوں نے مجھ سے بھی اس بارے میں پوچھا تھا۔ لیکن میں ٹال گئی تھی۔"

"ہوں ـــــ" اُس نے ہونٹ چباتے ہوئے لمبی سی ہوں کی۔ "اب اس کا بھی کچھ کرنا ہی پڑے گا۔"

وہ اُس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی لکیروں کو اُبھرتے ہوئے دیکھتی رہی۔ اُس کے دل میں ایک کسک سی جاگی ـــــ لیکن وہ اسے کوئی نام نہیں دے پائی۔ وہ اُسے کوئی نام دینا بھی نہیں چاہتی تھی ـــــ نہ ہی اُسے ڈاکٹر دانیال کو محسوس کروانا چاہتی تھی۔
اس لئے اس سے پہلے کہ ڈاکٹر دانیال خود کچھ کہتا اُس نے سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا اور مضبوط لہجے میں بولی۔

"ڈاکٹر صاحب! ـــــ آپ کے ساتھ میرا معاہدہ فارینہ کے علاج تک ہی ہے۔ آپ اسے تندرست کر دیں تو آپ کی مشکل بھی حل ہو جائے گی۔ میں آپ کی زندگی سے نکل جاؤں گی۔"

ڈاکٹر دانیال کو جیسے یکدم کچھ یاد آ گیا۔ اُس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ہاں ـــــ میرا بھی یہی خیال ہے کہ اب اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہو ہی جانا چاہئے۔ اچھا سنو! ـــــ صبح فارینہ سے کہہ دینا کہ وہ تیار رہے۔ کل اُس کے ٹیسٹ ہوں گے۔" اُس نے جیسے فیصلہ سنا دیا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔



اگلے روز فارینہ صبح صبح ہی ہاسپٹل جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

وہ اب پہلے سے بہت بہتر تھی ـــــ ہاسپٹل کے نام سے اُسے گھبراہٹ بھی نہیں ہوتی تھی۔ اُسے جیسے ڈاکٹر دانیال پر یقین سا ہو گیا تھا کہ وہ اُسے تندرست کر دے گا۔ اسی لئے وہ مطمئن اور پُرسکون تھی۔

اُجالا بھی اُس کے ہمراہ جانا چاہتی تھی اس لئے وہ بھی تیار ہو گئی تھی۔ لیکن جب وہ نیچے آنے کے لئے لفٹ میں داخل ہوئی تو اُس نے ڈاکٹر دانیال کو اپنے پیچھے پایا۔ وہ بھی اُس کے ساتھ ہی لفٹ میں داخل ہوا اور دروازہ بند ہو گیا۔ اُجالا اُس کی موجودگی سے کچھ بے چینی محسوس کرنے لگی۔

ڈاکٹر دانیال نے ایک گہری نگاہ اُس کے سراپے پر ڈالی۔ وہ سادہ سا فیروزی سوٹ پہنے ہوئے تھی اور اس کے ہاتھ میں پرس تھا ـــــ میک اپ کے بغیر اُس کا معصوم چہرہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا ـــــ اُس کی دلکش آنکھوں میں سراسیمگی تھی۔ وہ لفٹ کی دیوار کے ساتھ بالکل چپکی ہوئی تھی۔

"تم کہیں جا رہی ہو؟" ڈاکٹر دانیال نے پوچھا۔

"میں فارینہ کے ساتھ ہاسپٹل جاؤں گی۔" اُجالا نے قدرے جھجک کر کہا۔

"کیوں؟ ـــــ تمہارے جانے کی کیا ضرورت ہے؟" اُس نے تیوری چڑھا کر پوچھا۔

"وہ اکیلی گھبرائے گی۔ پریشان ہو گی۔ میری وجہ سے......"

"نہ وہ گھبرائے گی، نہ پریشان ہو گی۔ خوامخواہ اُسے دوسروں پر انحصار کرنے کی عادت نہ ڈالو۔" وہ درشتی سے بولا۔

"میں بھی تو یہاں پریشان رہوں گی ـــــ مجھے فکر رہے گی اس کی طرف سے۔ میں خود جانا چاہتی ہوں اس کے ساتھ۔" اُجالا نے زور دے کر کہا۔

"نہیں ـــــ تمہارے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" اُس کا لہجہ قطعی تھا۔

"آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟" اُجالا نے اُلجھ کر کہا۔

"تمہیں کہہ جو دیا ہے کہ تم نہیں جاؤ گی۔" وہ غصے سے کہنے لگا۔

"آخر کوئی وجہ بھی تو ہو۔ آپ کیوں نہیں جانے دیتے؟ ـــــ میں اپنی بہن کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں ـــــ تاکہ اُسے ڈھارس رہے۔" اُجالا ایک ہی سانس میں کہہ گئی۔

ڈاکٹر دانیال نے گھور کر اُس کی طرف دیکھا۔

"عجیب ضدی لڑکی ہو تم ـــــ تمہاری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں جا کر تم لوگوں کی نگاہوں میں آؤ گی۔ وہاں ڈاکٹر ہیں ـــــ نرسیں ہیں ـــــ ہاسپٹل کے ملازم ہیں اور سو طرح کے لوگ ہیں ـــــ وہ خوامخواہ تمہارے بارے میں چہ میگوئیاں کریں گے۔ طرح طرح کی باتیں کریں گے۔"

"اوہ ـــــ" اُجالا نے ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔ "آئی ایم سوری ـــــ مجھے اس بات کا خیال نہیں رہا تھا۔"

"تمہیں بہت سی باتوں کا خیال نہیں رہتا ـــــ انہیں ذہن میں رکھا کرو۔" وہ طنزیہ سے لہجے میں بولا۔

لفٹ کی گھنٹی بجنے لگی۔ اُس کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر دانیال باہر نکلا۔ مگر اُجالا وہیں کھڑی رہی ـــــ ڈاکٹر دانیال نے پلٹ کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُجالا نے بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا اور لفٹ کو پھر اوپر لے گئی۔

✵✵✵

دن بھر اُس کا کسی کام میں دل نہیں لگا۔

اُس کا دھیان فارینہ کی طرف ہی رہا ـــــ اُسے بار بار خیال آتا رہا کہ وہ اکیلی ان تمام مرحلوں سے کس طرح گزر رہی ہوگی جن سے کبھی وہ بہت خوف کھاتی تھی۔ مگر اب ڈاکٹر دانیال کی وجہ سے اس امتحان سے گزرنے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔

ممی پاپا کے بعد فارینہ اُس سے بہت قریب آ گئی تھی۔ اُجالا اُسے اپنی ذمہ داری سمجھنے لگی تھی۔ وہ اُس سے بڑی تھی اور اپنا فرض سمجھتی تھی کہ اُس کی بہتر دیکھ بھال کرے۔ اُسی کی خاطر اُس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا جو نہ جانے اُس کی زندگی میں کیسے نتائج پیدا کرنے والا تھا۔

جب وہ اس بارے میں سوچتی تھی کہ ڈاکٹر دانیال کی زندگی سے نکل کر وہ دنیا کا سامنا کیونکر کر سکے گی تو اُس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا تھا ـــــ اُس پر کچھ بھی واضح نہیں ہوتا تھا۔ وہ اس بے یقینی سے پریشان سی ہو جاتی تو فارینہ کے بارے میں سوچنے لگتی ـــــ اگر وہ تندرست ہو جائے تو یہ سودا برا نہیں ـــــ یہ خیال اُسے سنبھال لیتا اور وہ فارینہ کے بارے میں سوچنے لگتی۔

بے چین دن گزرنے میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ بظاہر اپنے تمام فرائض انجام دے رہی تھی لیکن اُس کا ذہن فارینہ کے خیال سے بھرا ہوا تھا اور وہ گردوپیش پر توجہ نہیں دے پا رہی تھی ـــــ اُس کی غائب دماغی کو ڈاکٹر دانیال کی والدہ نے محسوس کر لیا اور وہ کہنے لگیں۔

"بیٹی! ـــــ تم فارینہ کی طرف سے فکر مند ہو ـــــ تم اُس کے ساتھ کیوں نہیں چلی گئیں؟"

"ڈاکٹر صاحب نے منع کر دیا تھا۔" اُس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ ـــــ کوئی وجہ تو بتائی ہوگی اُس نے تمہیں۔" انہوں نے تعجب کیا۔

اُجالا اٹکی ـــــ پھر جلدی سے سنبھل کر بولی۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ فارینہ کو خود پر انحصار کرنے کی عادت ہونی چاہئے ـــــ میری وجہ سے اُنہیں دقت ہوتی تھی۔ فارینہ کے بہت سے ٹیسٹ ہونے ہیں ـــــ پھر مجھے اکیلا باہر بیٹھنا پڑتا۔"

"ہوں ـــــ" اُنہوں نے سر ہلایا۔ "تو پھر بیٹا! خود کو اتنا پریشان نہ کرو۔ دانیال اُس کے ساتھ ہے نا۔ تم فکر نہ کرو، وہ اس کا بہت خیال رکھے گا۔"

"جی ـــــ مجھے یقین ہے۔" اُجالا نے خود پر قابو پا کر کہا۔

اُنہوں نے غور سے اُس کی طرف دیکھا۔

"اُجالا بیٹی! ـــــ یہاں آ کر بیٹھو میرے پاس۔"

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر ان کے قریب جا بیٹھی۔ انہوں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"بیٹا! ـــــ میں نے دانی سے بات کی تھی۔"

اُجالا کھٹکی لیکن انجان بن کر بولی۔ "کون سی بات آنٹی؟"

وہ مسکرائیں۔

"وہی بات ـــــ جو اُس روز میں نے تم سے کہی تھی ـــــ میں نے اُسے خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ لیکن وہ کہنے لگا کہ یہ سب میری غلط فہمی ہے۔"

اُجالا نے ہونٹ بھینچے۔

"آنٹی! میں نے آپ کو منع بھی کیا تھا کہ آپ ان سے کچھ مت کہیے گا۔"

"کیوں نہ کہتی میں اُس سے بیٹی! ـــــ مجھے تو اپنے گھر کی خوشیوں کو بچانا ہے۔ تم مجھے بے حد عزیز ہو بیٹی! میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتی۔" وہ محبت سے بولیں۔

"نہیں آنٹی! میں تو فارینہ کی وجہ سے پریشان رہتی ہوں ـــــ اور تو کوئی بات نہیں۔" اُجالا نے جلدی سے کہا۔

وہ ہنسیں۔

"اب اپنی ماں سے بھی جھوٹ بولو گی بیٹی! ـــــ میں بھلا تمہارا چہرہ نہیں پڑھ سکتی؟ ـــــ میں تمہاری آنکھوں میں اُداسی کو نہیں دیکھ سکتی؟ ـــــ میں نے ایک دنیا دیکھی ہے بیٹا! مجھے اندازہ ہے کہ تم دنوں کے درمیان کوئی بات ضرور ہے ـــــ وہ نالائق بھی کہہ رہا تھا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ اور تم بھی یہی کہتی ہو۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں ہی جھوٹ بولتے ہو۔"

اُجالا اُن سے نگاہیں چرانے لگی ـــــ اُن کی کسی بات کا اُس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اُنہیں مطمئن کرنا اُس کے بس میں نہیں تھا ـــــ وہ سب کچھ ممتا کی آنکھ سے دیکھ رہی تھیں شاید اسی لئے وہ اس کے دل میں بھی جھانک لیتی تھیں۔ اُسے کچھ سوجھ نہیں رہا تھا کہ انہیں کیا جواب دے کہ معاً اُس کے ذہن میں خیال آیا کہ اُن کے ان شکوک کو اسی طرح باقی رہنے دیا جائے تا کہ جب علیحدہ ہونے کا مرحلہ درپیش

ہو تو انہیں کوئی دشواری نہ ہو۔ اسی لئے اُس نے کچھ گول مول سا جواب تراشا۔

"آنٹی! ـــــ اب آپ اُن سے کچھ مت کہیے گا۔ پلیز! ـــــ میری خاطر۔"

"کیوں بیٹا! ـــــ آخر کیوں؟" اُنہوں نے قدرے ناگواری سے کہا۔

"آنٹی! ـــــ میں کسی کو مجبور نہیں کرنا چاہتی ـــــ مجھے کسی کے ساتھ زبردستی کرنا پسند نہیں۔ میں کسی کو......"

"یہ تم نے کیا کسی، کسی لگا رکھی ہے؟" انہوں نے تلخی سے اسے ٹوک دیا۔ "وہ کوئی غیر تھوڑی ہے ـــــ تمہارا شوہر ہے۔"

اُجالا کانپ کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازہ کھلا اور دانیال اندر داخل ہوا۔ اُجالا نے گھبرا کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ تھکا تھکا سا لگتا تھا۔ اُس نے قریب آ کر سلام کیا۔ اُجالا نے پھر دروازے کی طرف دیکھا کہ شاید فارینہ پیچھے رہ گئی تھی۔ لیکن کوئی بھی اندر نہیں آیا تھا۔

ڈاکٹر دانیال ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور بولا۔ "چائے پلائیے۔"

اُجالا چائے کا کہنے کے لئے اُٹھی لیکن پھر رُک گئی اور محتاط سے انداز میں بولی۔

"فارینہ آپ کے ساتھ نہیں آئی؟"

"نہیں ـــــ" اُس نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"کیوں؟" اُجالا اور امی نے ایک ساتھ پوچھا۔

"سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے ـــــ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اُس کے کافی ٹیسٹ ہوئے تھے۔ وہ کچھ تھک گئی ہے۔ میں نے کہا کچھ آرام کرے۔" وہ بڑے اطمینان سے کہنے لگا۔

"وہ اکیلی ہاسپٹل میں ہے؟" اُجالا نے فکرمندی سے کہا۔

"نہیں ـــــ نرسنگ اسٹاف وغیرہ اُس کے ساتھ ہے۔" اُس نے اطلاع دی۔

"اسی لئے میں کہتی تھی کہ آپ مجھے ساتھ لے جائیں ـــــ اُس کا دل بہت چھوٹا ہے ـــــ میں نے آپ سے کتنا کہا تھا کہ مجھے ساتھ جانے دیں۔" اُجالا پریشانی سے کہتی گئی۔

"کیا فضول بک بک ہے؟" وہ اُکتا کر بولا۔ "اُسے سکون کی دوا دی گئی ہے۔ وہ

سو رہی ہے ـــــ تم نے اُس کے پاس بیٹھ کر کیا کرنا تھا؟ ـــــ نرسیں آخر کس لئے ہوتی ہیں؟ ـــــ عجیب مصیبت ہے یہ گھر ـــــ ایک منٹ کو سکون نہیں۔ چائے کے لئے کہا ہے اور یہاں انکوائریاں شروع ہو گئی ہیں۔ آتے ہی موڈ خراب کر دیا۔'' وہ بڑبڑاتا ہوا اُٹھا۔

''کیا ہو گیا ہے بیٹے! ـــــ کیوں اتنا ناراض ہو رہے ہو؟ ـــــ وہ اس کی چھوٹی بہن ہے اس لئے پریشان ہو رہی ہے اس کے لئے۔'' امی جان نے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا۔

''اور میں دشمن ہوں اُس کا ـــــ اس کو اعتبار نہیں ہے مجھ پر ـــــ میں جو اُس کے ساتھ تھا۔ پھر اس کو کس بات کی پریشانی ہے؟ ـــــ کس بات کی فکر ہے اس کو؟'' وہ غصے میں کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ ''زندگی اجیرن کر دی ہے ـــــ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ عجیب کوڑھ مغز عورت ہے۔''

''دانی بیٹا! ـــــ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟'' امی جان اُسے روکتی ہی رہ گئیں۔ لیکن وہ غصے میں پیر پٹختا اوپر چلا گیا۔

اُجالا وہیں ہکا بکا سی کھڑی رہ گئی۔ اُسے ڈاکٹر دانیال سے اس رویے کی توقع نہیں تھی ـــــ وہ امی جان کے سامنے اس سبکی پر روہانسی ہو رہی تھی۔ پہلے ہی وہ فارینہ کی طرف سے فکرمند تھی، اس پر ڈاکٹر دانیال کی اس تلخی نے اُسے بالکل ہی چور چور کر دیا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ لیکن اُسے اُن کی خبر نہیں ہوئی۔ وہ گم سم سی وہیں کھڑی رہی۔

''اُجالا بیٹی! ـــــ اُجالا بیٹی!'' وہ امی جان کی آواز پر چونکی اور اُس نے یوں اُن کی طرف دیکھا جیسے گرد و پیش سے لاتعلق ہو۔

''پریشان نہ ہو بیٹی! ـــــ وہ باہر سے تھکا ہوا آیا ہے اسی لئے چڑ گیا ہے۔ بیٹا! میاں بیوی میں اس طرح کی کھٹ پٹ ہوتی رہتی ہے۔ اس سے اتنا اثر نہ لو۔'' وہ محبت سے سمجھانے لگیں۔

وہ جھکی جھکی سی ایک کرسی پر بیٹھ کر اپنے آنسو پونچھنے لگی جو آنکھوں میں مسلسل آتے چلے جا رہے تھے۔ امی جان بڑے پیار سے اُسے اس واقعے سے درگزر کرنے کو کہہ

رہی تھیں۔ لیکن اُس کے دل کی دنیا نہ جانے کیوں زیر و زبر تھی۔ وہ اکثر اُس سے الجھتا رہتا تھا۔ اس نے بہت کم اس کے ساتھ نرمی سے بات کی تھی۔ مگر وہ سب تلخیاں اُسے کبھی اتنی سنگین معلوم نہیں ہوئی تھیں جیسی کہ آج کی بات ـــــ نہ جانے اُسے بار بار یہ خیال کیوں آ رہا تھا کہ امی جان کے سامنے اس کے رویے کی یہ تبدیلی کسی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ تھی۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ اس عارضی تعلق نے بالآخر ٹوٹنا ہی تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ اس ناگوار صورتحال سے پریشان ہو گئی تھی۔ امی جان اب بھی کچھ کہہ رہی تھیں لیکن اُسے جیسے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا ـــــ وہ کھوئی کھوئی سی یوں بیٹھی تھی جیسے کسی انہونے واقعے پر یقین نہ آتا ہو۔

''اُٹھو بیٹا! ـــــ دانی کو چائے دے کر آؤ ـــــ وہ تھکا ہوا ہے۔ اُس نے چائے مانگی بھی تھی۔ جاؤ بیٹا! شاباش ـــــ میاں بیوی میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں ـــــ انہیں اتنی سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ دل بڑا کرتے ہیں بیٹی! چلو اُٹھو، اُسے چائے دو ـــــ اُس کے پاس بیٹھو ـــــ گپ شپ کرو اُس کے ساتھ۔ اُس کا موڈ بھی ٹھیک کرو اور اپنا بھی۔''

اُجالا کو اُٹھنا ہی پڑا۔ نوکر سے چائے کے لئے کہہ کر وہ اوپر آئی۔ اُس کا جی تو نہیں چاہا تھا کہ اُس جیسے بد دماغ سے بات کرے۔ لیکن اُسے فارینہ کی فکر لگی ہوئی تھی۔ وہ ہاسپٹل میں اکیلی تھی۔ نہ جانے کس حال میں تھی جو ڈاکٹر دانیال اُسے ہاسپٹل جانے سے منع کر رہا تھا۔

اس لئے اُسے ڈاکٹر دانیال کے بیڈروم کے دروازے پر دستک دینی ہی پڑی۔

''یس ـــــ کم اِن ـــــ'' اُس کی آواز سنائی دی۔

اُجالا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ وہ نہا کر تازہ دم ہو چکا تھا اور کرسی پر بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا ـــــ وہ کھڑکی کے قریب رُک گئی۔ اُس نے ایک گہری نگاہ اُس پر ڈالی اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

''کیوں ـــــ کیسی رہی میری اداکاری؟''

''اداکاری ـــــ؟'' اُجالا کو حیرت ہوئی۔

''ابھی ابھی جو پرفارمنس دے کر آیا ہوں، اس کی بات کر رہا ہوں۔'' وہ بہت

مزے سے بولا۔

''تو ـــــ تو وہ سب اداکاری تھی؟'' اُجالا کچھ سمجھ نہیں پائی۔

''تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں اپنے کردار پر توجہ دوں ـــــ میں نے بھی سوچا کہ تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے اپنے کردار پر توجہ دینی چاہئے تاکہ ڈراپ سین ٹھیک ٹھاک ہو جائے۔'' وہ بولا۔

''لیکن ـــــ امی جان ـــــ؟'' اُجالا نے بے ساختہ کہا۔

''امی جان کے لئے ہی تو یہ سب کچھ کیا ہے کہ انہیں اچانک دھچکا نہ پہنچے۔ اس طرح وہ کچھ عادی ہو جائیں گی۔'' وہ بڑے اطمینان سے کہنے لگا۔

اُجالا کے اندر جیسے سناٹا سا چھا گیا ـــــ اُسے اندازہ ہو گیا کہ ڈاکٹر دانیال منطقی انداز میں ڈراپ سین کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مفارقت کا لمحہ آنے ہی والا تھا۔ انہیں بہت جلد اپنے اپنے راستوں پر رواں دواں ہو جانا تھا ـــــ اُس نے مطمئن بیٹھے ہوئے ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا اور اُسے فوراً خیال آیا کہ اسے کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے ـــــ اُسے ڈاکٹر دانیال پر یہ ظاہر کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں کہ وہ آنے والے لمحوں کے تصور سے پریشان ہو گئی ہے۔

اُس نے سر جھٹکا اور جلدی سے بولی۔

''جی ـــــ آپ نے ٹھیک کیا۔''

ڈاکٹر دانیال نے اُس کی طرف دیکھا اور ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

''آؤ ـــــ یہاں بیٹھو ـــــ تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔''

اُجالا رُکے رُکے قدموں سے آگے بڑھی اور اُس کرسی پر بیٹھ گئی۔ اُس کا دل دھک دھک کر رہا تھا ـــــ نہ جانے ڈاکٹر دانیال کیا کہنا چاہتا تھا ـــــ اُس کے اندر عجیب سی بے چینی سر اُٹھا رہی تھی۔ اُس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا۔

''جی ـــــ کیا بات ہے؟''

''میں فارینہ کے بارے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔'' وہ بولا۔

اُجالا دھک سے رہ گئی۔

''خیریت تو ہے ـــــ؟'' اُس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''ہاں ـــــ خیریت ہی ہے ـــــ اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔'' اُس نے کہا۔ اُجالا کو قدرے اطمینان ہوا۔ لیکن اُس کی پریشانی دُور نہیں ہوئی۔ اُس نے بے چینی سے کہا۔

''پھر کیا بات ہے؟ ـــــ بتایئے نا!''

''فارینہ کو آپریشن کی ضرورت ہے۔'' اُس نے آہستگی سے کہا۔

''آپریشن ـــــ؟'' اُجالا نے دوہرایا۔ ''اُس کی ٹانگ کا آپریشن ہوگا؟''

''نہیں ـــــ دماغ کا۔'' اُس نے نرمی سے بتایا۔

اُجالا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ ''دماغ کا؟ ـــــ مگر کیوں؟ ایسی کیا بات ہے؟''

''دیکھو ـــــ میری بات اطمینان سے سنو اور سمجھنے کی کوشش کرو ـــــ فارینہ کے دماغ میں رسولی ہے ـــــ اُس کے دماغی دوروں کی وجہ یہی رسولی ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے اس کے لنگڑانے کا سبب بھی یہی ہے ـــــ جس روز اُسے میرے سامنے دماغی دورہ پڑا تھا مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ اُس کے دماغ میں کوئی ایسی چیز ہے جسے آپریشن کی ضرورت ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ فارینہ کو فوری علاج کی ضرورت ہے۔ ورنہ اس کی حالت مزید خراب ہو سکتی ہے ـــــ آج کے ٹیسٹوں سے تو صورتحال واضح ہو گئی ہے کہ میری تشخیص درست تھی۔''

اُجالا نے سانس روک کر پوچھا۔

''یہ زیادہ خطرناک تو نہیں ہے؟''

''میں تمہیں اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا ـــــ'' وہ جیسے لفظ تول تول کر بولا۔ ''یہ کافی خطرناک اور نازک آپریشن ہے ـــــ مگر اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ اگر جلد یہ آپریشن نہ کیا گیا تو اس کی حالت بہت بگڑ سکتی ہے۔''

اُجالا سُن سی ہو گئی ـــــ اُس کا دل ڈوبنے لگا۔ اُس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ فارینہ اتنے خطرات میں گھری ہے ـــــ اگر اُسے کچھ ہو گیا تو؟ ـــــ بھری دنیا میں اس کے پاس صرف ایک بہن کا رشتہ ہی تو تھا جو اُس کے جینے کا جواز اور

زندگی کا بہانہ تھا۔

شدید پریشانی نے اُسے شکستہ سا کر دیا ـــــ اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگنے لگیں ـــــ وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

"ڈاکٹر صاحب! ـــــ میرا تو سب کچھ......" اُس کا گلا رُندھ گیا اور جل تھل آنکھوں کا سماں رُخساروں پر چھا گیا۔

"حوصلہ رکھو ـــــ" ڈاکٹر دانیال نے کرسی کے بازو پر رکھے ہوئے اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہلکے سے دبایا۔ "اللہ تعالیٰ سے بہتری کی اُمید رکھنی چاہیئے۔ لو، آنسو پونچھو شاباش۔" اُس نے ٹشو پیپر کے ڈبے سے ایک ٹشو لے کر اُس کی طرف بڑھایا۔ "پونچھ لو اپنے یہ آنسو ـــــ اور اب مت رونا۔ میں اسی لئے فارینہ کو گھر نہیں لایا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ تم سے اجازت لے لوں ـــــ اگر وہ یہاں ہوتی تو تم ضرور کوئی نہ کوئی حماقت کرتیں جو اُس کے لئے اچھا نہیں ہے۔"

اُجالا نے اپنے آنسو صاف کئے اور کچھ خجل سی ہو کر بولی۔

"آئی ایم سوری ڈاکٹر صاحب! دراصل فارینہ کے سوا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے ـــــ میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ اُسے خدانخواستہ کچھ......" اُس نے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

"خیر ـــــ تمہاری یہ سوچ بہت غلط ہے۔ جس کا کوئی نہیں ہوتا اُس کا خدا ہوتا ہے۔ تمہیں اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ـــــ وہی جانتا ہے کہ انسان کی بہتری کس میں ہے۔" ڈاکٹر دانیال نے بردباری سے کہا۔

اُس کے ملائمت لئے ہوئے انداز نے اُجالا کو خوشگوار سی حیرت میں مبتلا کیا ـــــ وہ بظاہر کتنا اکھڑ اور بدمزاج معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اُس کے دل میں خوبصورتی اور گداز بھی تھا۔ تب ہی تو وہ اتنی ہمدردی کے ساتھ اُس سے مخاطب تھا۔ ایسے میں وہ اتنا بدلا بدلا سا لگ رہا تھا جیسے کوئی اور ہو۔ اب اُجالا کو اس سے بات کرنے میں دقت نہیں ہو رہی تھی۔

"کون آپریشن کرے گا؟" اُس نے استفسار کیا۔

"میں خود کروں گا۔" وہ بولا۔

"اوہ ـــــ شکر ہے۔" اُجالا نے گہرا سانس لیا۔ "اب مجھے اطمینان رہے گا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آپ فارینہ کو بالکل ٹھیک کر دیں گے۔"

ڈاکٹر دانیال نے سر ہلایا۔ "تمہیں دُعا بھی کرنی ہوگی۔"

اُجالا پھر گھبرائی۔ "کیا یہ بہت خطرناک ہے؟"

"اس بارے میں پہلے سے کچھ کہنا مشکل ہے ـــــ یہ تو اس پر منحصر ہے کہ وہ ٹیومر اُس کے دماغ میں کتنا گہرا ہے۔ اور خدانخواستہ اس میں کینسر کا کوئی اثر تو نہیں۔" اُس نے بتایا۔

اُجالا کا حلق خشک ہونے لگا۔

"اوہ! ـــــ خدانخواستہ ـــــ اگر ـــــ اگر یہ کینسر ہوا تو ـــــ؟"

"تو ـــــ تو بھی اس میں بہتری ہی ہوگی۔ یہ آپریشن فارینہ کی زندگی کے دن بڑھا دے گا ـــــ اور اگر یہ عام ٹیومر ہوا، خدا کرے ایسا ہی ہو ـــــ تو پھر تم دیکھنا کہ اس آپریشن کے بعد فارینہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی اور نارمل زندگی گزارے گی۔" اُس نے وضاحت کی۔

اُجالا کافی دیر تک بولنے کے قابل نہیں ہو سکی۔ وہ اُمید اور نا اُمیدی کے درمیان اس طرح گھری ہوئی تھی کہ اُسے کچھ بھی نہیں سوجھ رہا تھا ـــــ اُس نے ایک ممنون نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی۔ اُس کے ہونٹ لرزے لیکن وہ کچھ نہیں کہہ سکی۔

ڈاکٹر دانیال نے مسکرا کر اُس کی طرف دیکھا ـــــ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اُس کی ذہنی کیفیت سے واقف ہے۔

"میں تمہیں بہت بہادر سمجھتا تھا ـــــ لیکن تم تو خاصی بزدل اور ڈرپوک ہو۔ ہمت اور حوصلے سے کام لو۔ کیا تم نہیں چاہتیں کہ فارینہ نارمل زندگی گزارے؟"

اُجالا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر یہ تمہارے منہ پر ہوائیاں کیوں اُڑ رہی ہیں؟ ـــــ تم تو فارینہ سے بھی گئی گزری ہو ـــــ اُس نے تو بڑی بہادری سے یہ سب کچھ سنا اور رسک لینے پر تیار ہو گئی۔"

"تو آپ نے اُسے بتا دیا؟" اُجالا نے تعجب سے کہا۔

"عجیب باتیں کرتی ہو تم ـــــ اُسے تو بتانا ضروری تھا تاکہ وہ ذہنی طور پر تیار ہو جائے ـــــ اب اگر تم ڈاکومنٹ پر دستخط کر دیتی ہو تو میں کل سب سے پہلے اس کا آپریشن ہی کروں گا۔" ڈاکٹر دانیال بولا۔

"کل؟" اُجالا نے دوہرایا۔ اُس کی آواز لرز رہی تھی اور آنکھوں میں ہراس تھا۔

"ہاں، کل۔ یہ آپریشن جتنی جلدی ہو جائے فارینہ کے حق میں بہتر ہے۔" اُس نے بتایا۔

"پلیز ڈاکٹر صاحب!" اُجالا نے اضطراب میں اپنے دونوں ہاتھ اُس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ "فارینہ کو بچا لیجئے گا ـــــ پلیز۔" اُس کی پلکیں بھیگ گئیں۔

"بچانے والا تو خدا ہے ـــــ کوشش ہم کریں گے۔" ڈاکٹر دانیال نے سنجیدگی سے کہا اور اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔ "یہ تمہارے ہاتھ کیوں اس قدر ٹھنڈے ہو رہے ہیں؟"

اُجالا جھجک گئی اور اُس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ علیحدہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں ـــــ بس یونہی۔"

ڈاکٹر دانیال نے اُس کے ہاتھ تو نہیں چھوڑے اور اُس کے بازو کو ہلکا سا جھٹکا دے کر بولا۔

"تم یہ سب کچھ تو فارینہ کی خاطر ہی کر رہی ہو ـــــ تو اب جبکہ اُس کے تندرست ہو جانے کی اُمید ہوئی ہے تو ہمت کیوں ہار رہی ہو؟ ـــــ کیوں خود کو اس قدر پریشان کر رہی ہو؟ ـــــ کہیں تمہیں مجھ پر کوئی شک تو نہیں؟"

"نہیں، نہیں ـــــ مجھے شک کیوں ہونے لگا؟ ـــــ مجھے تو آپ کی وجہ سے بہت اطمینان ہے ـــــ مجھے یقین ہے کہ آپ جو کچھ کریں گے ٹھیک کریں گے۔"

اُجالا نے جلدی سے کہا اور ایک مرتبہ پھر اپنے ہاتھ چھڑانے چاہے۔

"ہاتھ چھڑانے کی تمہیں اتنی کیوں جلدی ہے؟ ـــــ انہیں گرم تو ہو لینے دو۔" اُس کے معنی خیز لہجے میں ہلکی سی شرارت تھی۔

اُجالا کسمسائی اور اُس کے زرد رخساروں میں گلابی رنگ پھوٹنے لگا۔ وہ اس سے نگا

چار نہیں کر سکی۔ اپنے ہاتھ چھڑاتے ہوئے وہ دھیرے سے گنگنائی۔

"چھوڑ دیجئے نا پلیز!"

دروازے پر دستک ہوئی تو وہ کچھ گھبرا گئی۔

"دیکھئے، کوئی آیا ہے ـــــ چھوڑ دیجئے نا پلیز۔" اُس نے تیزی سے اپنے ہاتھ کھینچے لیکن ڈاکٹر دانیال کی گرفت مضبوط تھی۔

"یس ـــــ کم اِن ـــــ" ڈاکٹر دانیال نے بلند آواز میں کہا۔

اُجالا روہانسی ہو گئی۔

"ہائے اللہ ـــــ کیا کر رہے ہیں آپ؟ چھوڑیں میرے ہاتھ ـــــ کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا؟" وہ مجنونانہ انداز میں اُس سے ہاتھ چھڑاتی ہوئی دبی زبان میں بولی۔

وہ ہنسا۔

"کوئی کچھ نہیں کہے گا ـــــ یہ تو ہمارے کردار کی ڈیمانڈ ہے ـــــ اس میں تو کوئی حرج نہیں۔" اُس کی گرفت کچھ اور مضبوط ہو گئی۔

دروازہ کھل گیا ـــــ اُجالا بری طرح سٹپٹائی ـــــ آنے والے کی نگاہ سے بچنے کے لئے اُس نے جھک کر اپنے ہاتھوں کو تھامے ہوئے اُس کے ہاتھوں پر کاٹ کھایا۔

"سی ـــــ" ڈاکٹر دانیال اُچھل پڑا اور اُس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

اُجالا نے فوراً ہی اپنے ہاتھ علیحدہ کر لئے اور پشیمان ہو کر دروازے کی طرف دیکھا کہ کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا تھا۔

یہ دیکھ کر اُس کی جان میں جان آئی کہ ابھی تک ٹرالی ہی اندر دھکیلی جا سکی تھی۔ ملازمہ کمرے میں داخل نہیں ہوئی تھی۔

دانیال نے پکار کر کہا۔

"رضیہ! ـــــ تم جاؤ ـــــ بیگم صاحبہ خود چائے بنا لیں گی۔"

وہ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتی ہوئی دہلیز سے ہی واپس پلٹ گئی۔ ڈاکٹر دانیال نے اُجالا کی طرف دیکھا۔

"چائے بناؤ بھئی ـــــ بڑی طلب ہو رہی ہے۔"

اُجالا کا دل اب تک دھک دھک کر رہا تھا اور اُس کی سانس سے سانس نہیں مل رہی تھی۔ وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔

ڈاکٹر دانیال نے پھر ایک بار کہا۔ ”بھئی سنا نہیں تم نے ـــــ چائے بناؤ۔“

اُجالا چونکی ـــــ اُس نے ٹرالی اس سے کچھ دور ایک کرسی کے قریب کھینچ لی۔

چائے بناتے ہوئے وہ اُس کی گہری نگاہوں کو خود سے چھوتے ہوئے محسوس کر رہی تھی جس نے اُسے بہت نروس سا کر دیا تھا ـــــ اُس نے اُلٹی سیدھی چائے بنائی اور پیالی اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھائی۔

ڈاکٹر دانیال نے پیالی پکڑنے کی بجائے اُس کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا ـــــ وہ کانپ گئی اور غصے سے اُس کی طرف دیکھا۔

”گھورو نہیں میری طرف ـــــ یہ پیالی رکھو اور دیکھو، یہ تم نے میرے ہاتھ پر کتنے زور سے کاٹا ہے ـــــ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم جانوروں جیسی حرکتیں بھی کرتی ہو۔“ وہ بولا اور پیالی اُس کے ہاتھ سے لے کر میز پر رکھ دی۔

”اوہ ـــــ آئی ایم سوری۔“ اُجالا شرمندہ سی ہو گئی۔ ”مگر آپ بھی تو نہیں چھوڑ رہے تھے۔“ اُس نے اٹکتے ہوئے کہا۔

”اوہو ـــــ احمق ہو تم ـــــ تم میری بیوی کا کردار ادا کر رہی ہو اور شرما ایسے رہی تھیں جیسے میری محبوبہ ہو ـــــ عجیب بے وقوف ہو تم۔ میں چاہ رہا تھا کہ رضیہ کی نظر پڑ جاتی تو وہ یقیناً جا کر امی جان کو یہ خوشخبری سناتی کہ صلح ہو گئی ہے ـــــ ذرا اُن کی فکرمندی دُور ہو جاتی۔ ورنہ میری بات پر تو وہ اب یقین ہی نہیں کریں گی۔ وہ تو یہی سمجھیں گی کہ ہم اُن کا دل رکھنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔“ وہ بڑے اطمینان سے کہہ رہا تھا۔

اُجالا کے سارے وجود پر جیسے برف سی گرنے لگی ـــــ اس انکشاف نے اُسے پژمردہ سا کر دیا کہ ڈاکٹر دانیال محض اداکاری کر رہا تھا ـــــ وہ کچھ پشیمان سی ہو کر اپنے ہونٹ چبانے لگی۔ اُس کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں تھا۔

ڈاکٹر دانیال نے اپنا ہاتھ جھٹکا۔

”کیا وحشیوں کی طرح کاٹا ہے تم نے ـــــ میرا خیال ہے مجھے ٹیٹنس کا انجکشن

لگوانا پڑے گا۔“

٭٭٭

وقت بہت کڑا آ لگا تھا۔

ہر طرف پریشانی ہی پریشانی تھی۔ دانیال نے اُس سے فارینہ کے ڈاکومنٹس پر دستخط کروا لئے تھے لیکن اُسے ہمراہ چلنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

اُجالا کو کسی پل چین نہیں تھا ـــــ وہ فارینہ کے پاس جانا چاہتی تھی لیکن ڈاکٹر دانیال سے کہہ نہیں پاتی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ وہ کورا جواب دے دے گا اور وہ کوئی تلخی پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے خاموش رہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

وہ چلنے لگا تو اس کے بجائے امی جان نے کہہ دیا۔ ”دانی بیٹا! ـــــ اُجالا کو ساتھ کیوں نہیں لے جاتے؟ ـــــ فارینہ کو بھی حوصلہ ہوگا۔“

”امی جان! مجھے آپریشن کرنا ہے ـــــ ان دونوں بہنوں کے آنسو نہیں پونچھنے۔ اس لئے ان محترمہ کا گھر رہنا ہی بہتر ہے۔“ اُس نے کلائی پر گھڑی ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

”بیٹا! ـــــ یہ کیا ہوا ہے تیرے ہاتھ پر؟“ انہوں نے اچانک ہی اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور غور سے دیکھنے لگیں۔

اُجالا نے گھبرا کر پہلو بدلا ـــــ لالہ رُخ نے اپنی کرسی اُس کی طرف گھمائی۔

”کیا ہوا ہے یہ دانی! تمہیں؟“

اُجالا نے سانس روک دیا ـــــ نہ جانے وہ کیا کہہ دے ـــــ اس کا کچھ اعتبار نہیں تھا۔

”کیا ہوا ہے بیٹا! یہ ـــــ بتاتا کیوں نہیں؟“ امی نے اُس کا ہاتھ سہلاتے ہوئے زور دے کر پوچھا۔

وہ مسکرایا۔

”بتا دوں گا تو آپ کی لاڈلی ناراض ہو جائے گی۔“

اُجالا کو ٹھنڈے پسینے آ گئے ـــــ اس منہ پھٹ شخص سے کوئی بعید نہیں تھا کہ سب کے سامنے سب کچھ اُگل دے۔

امی اور لالہ رُخ کی نگاہیں ایک ساتھ اُس پر پڑیں ــــــ وہ نظریں چرا گئی اور اضطراری کیفیت میں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

امی جان نے جیسے صورتحال کو سمجھتے ہوئے اُسے محبت سے ڈانٹا۔

''چل ہٹ ــــــ میری بہو کو تنگ نہ کیا کر۔ سیدھی طرح سے بتا کیا ہوا ہے؟''

''تو آپ اپنی بہو سے ہی پوچھ لیجئے نا ــــــ اسے زیادہ پتہ ہے۔'' اُس نے بلا جھجک کہہ دیا۔

اُجالا بری طرح پریشان ہو رہی تھی۔ اُس کا جی چاہتا تھا کہ کسی طرح ان سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے ــــــ وہ یونہی خجل سی ہوتی رہی تھی۔ وہ اُسے ٹوکنا چاہتی تھی لیکن ڈرتی تھی کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دے جو اُسے مزید مشکل میں ڈال دے۔

اُس نے غیر ارادی طور پر اُس کی طرف دیکھا ــــــ اُس کی نگاہ میں سرزنش تھی۔ وہ بھی اُسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس سے نگاہ ملتے ہی وہ جلدی سے بولا۔

''اچھا بھئی، کچھ نہیں بتاتا ــــــ اب خوش ہو؟ ــــــ میں تمہارا نام بھی نہیں لیتا۔''

''پلیز! ــــــ کیوں تنگ کرتے ہیں؟'' اُجالا اُلجھ کر کہے بغیر نہیں رہ سکی۔

اُس نے لالہ رُخ کو عجیب تنقیدی نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔ اُس کی دلکش آنکھوں میں حسد آمیز حقارت تھی۔ وہ ہونٹوں سے تو کچھ نہیں کہہ رہی تھی لیکن اُس کی نگاہیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں جو اُجالا کو نہ چاہتے ہوئے بھی سمجھ میں آ رہا تھا اور سب کچھ سمجھا رہا تھا۔ امی جان نے اُجالا کو پشیمان ہوتے دیکھ کر موضوع بدلا۔

''ہاں بیٹا! ــــــ یہ تو بتاؤ آپریشن کتنی دیر کا ہے؟''

''تقریباً پانچ یا چھ گھنٹے بھی لگ سکتے ہیں۔'' وہ بولا۔

اُجالا کانپ سی گئی۔ آپریشن کی نوعیت اس پر اور بھی واضح ہو گئی۔ امی جان نے محبت سے کہا۔

''اچھا بیٹا! جاؤ ــــــ اللہ تمہیں کامیاب کرے۔''

''بس آپ کی دعا چاہئے ــــــ'' اُس نے ان سے پیار لینے کو سر جھکایا اور انہیں خدا حافظ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

اُس کے جاتے ہی لالہ رُخ بھی اُٹھ گئی۔ وہ کچھ اُکتائی اُکتائی سی معلوم ہوتی

تھی۔ اُجالا امی جان کو دوائی دینے لگی۔ انہوں نے اُسے گلاس واپس تھماتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ''دیکھا بیٹی! ــــــ آج دانی کا موڈ کتنا اچھا تھا ــــــ میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ اس کی بات کو دل سے نہ لگاؤ ــــــ وہ دل کا بہت اچھا ہے۔''

اُجالا نے یونہی سر ہلا دیا۔ وہ ڈاکٹر دانیال کی شرارت کی وجہ سے ان کے سامنے خوامخواہ چور سی بن گئی تھی۔ اُسے اب تک اُن سے جھجک سی ہو رہی تھی۔ انہوں نے ایک گہری نگاہ اُس پر ڈالی اور بولیں۔ ''میری ایک بات پر دھیان دو اُجالا بیٹی!''

''جی ــــــ؟'' اُجالا نے ہنکارا بھرا۔

''پتہ نہیں بیٹی! تم میری اس بات کو پسند کرو گی یا اسے اپنے ذاتی معاملات میں مداخلت سمجھو گی ــــــ آج کل بچے تو اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔'' وہ کہنے لگیں۔

''نہیں آنٹی! ــــــ میں تو آپ کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتی ہوں ــــــ مجھے پتہ ہے آپ جو کچھ کہیں گی میرے بھلے کے لئے ہی کہیں گی۔'' اُجالا نے سچائی سے کہا۔

''تو بیٹی! میری مانو، دانی سے اپنا رشتہ مضبوط بناؤ۔ ایسا کہ وہ پھر کہیں جانہ سکے۔'' انہوں نے معنی خیز لہجے میں اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔

''جی ــــــ؟'' اُجالا کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

''بیٹا! اس آنگن میں رونق ہو گی تو دانیکو اس سے دُور ہوتے ہوئے کئی بار سوچنا پڑے گا۔ بیٹی! میاں بیوی کا رشتہ بڑا نازک ہوتا ہے۔ بچے اسے مضبوط کرتے ہیں۔'' انہوں نے بردباری سے کہا۔

اُجالا کچھ محجوب سی ہو گئی ــــــ اُس کے دلکش چہرے پر ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا۔ نہ وہ ہاں کر سکتی تھی نہ انکار ــــــ صورتحال کا سامنا کرنا دُشوار سا ہو رہا تھا۔ دانتوں سے ناخن چباتے ہوئے اُس نے سر جھکایا۔

''بیٹی! ــــــ میں چاہتی ہوں میرے گھر میں بھی رونق ہو ــــــ میں بھی دانی کے بچوں کو ہنستے کھیلتے دیکھوں ــــــ اپنے پوتے پوتیوں کو کھلاؤں، پیار کروں، اُن کی ننھی ننھی توتلی باتیں سنوں ــــــ پتہ نہیں زندگی کے اور کتنے دن باقی ہیں؟ اللہ مجھے یہ خوشی بھی دے دے تو میں چین سے مرسکوں گی۔''

''نہیں آنٹی! ــــــ اس طرح نہ کہیں۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ ہمیں آپ کی

بڑی ضرورت ہے۔'' اُجالا نے جلدی سے کہا۔

''تو پھر بیٹا! میری بات پر غور کرو۔ پتہ نہیں تم دونوں نے آپس میں کیا طے کیا ہے۔مگر بیٹا! کچھ تمہاری ماں کا حق بھی تو تم پر ہے ــــ کچھ میرے دل کا خیال بھی تو تمہیں ہی کرنا ہے۔'' وہ پیار سے کہنے لگیں۔

اُجالا دل ہی دل میں شرمندہ سی ہو گئی۔ اُسے اپنے آپ سے نفرت سی ہونے لگی کہ وہ کس طرح انہیں دھوکا دے رہی تھی۔ انہیں اندھیرے میں رکھ رہی تھی۔ وہ کتنے خلوص سے اُسے اپنا سمجھتی تھیں ــــ اور وہ تھی کہ چند سکّوں کی خاطر یہ ڈرامہ کرنے پر مجبور تھی۔ اُس کے دل کا چور اُسے کچھ بھی نہیں کہنے دے رہا تھا۔ اُس کا جی چاہتا تھا کہ وہ محبت بھری نگاہوں کی پہنچ سے بہت دُور نکل جائے جو اس کی طرف بڑی اُمید سے دیکھ رہی تھیں۔

وہ اُن کے اس پیار، اس سلوک کی حقدار نہیں تھی۔ اُسے ان کی آس توڑنی تھی۔ بالآخر اُسے ان کو دُکھ ہی دینا تھا ــــ یہ تصور ہی اُس کو چُور چُور کیے دیتا تھا کہ وہ اُنہیں فریب دے رہی تھی ــــ وہ جھوٹ نباہ رہی تھی ــــ وہ دھوکا کر رہی تھی۔

اُس کے اندر کی آویزش اُس کے چہرے پر بھی عکس ڈالنے لگی تھی ــــ اُس کا احساسِ جرم اُسے نگاہیں چرانے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ اس صورت حال سے باہر نکل جانا چاہتی تھی لیکن اس میں اُٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔

امی جان بڑے غور سے اُس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے محبت سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولیں۔

''بیٹی! گھبراؤ نہیں ــــ پریشان مت ہو ــــ تم میرا نام لو گی تو وہ تمہاری بات مان جائے گا ــــ تم ابھی نا تجربہ کار ہو، میں نے اس لئے یہ بات تم سے کہی ہے کہ تم اسے ذہن میں رکھو ــــ دانی چاہے کچھ کہتا رہے ــــ تم اپنی گود آباد کرو۔''



ڈاکٹر دانیال کہیں رات گئے گھر لوٹا۔ تھکاوٹ اُس کے چہرے سے عیاں تھی۔

امی جان سکون کی دوائی لے کر سو چکی تھیں ــــ لالہ رُخ اپنے کمرے میں تھی۔

لیکن اُجالا بے چینی سے باہر لان میں ٹہل رہی تھی۔ اُس کا ذہن ہزار طرح کے خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا ــــ لیکن اُن سب پر فارینہ کا خیال حاوی تھا۔ سارا دن اُس نے لمحے گن گن کر گزارا تھا۔ بار بار اُس کا جی چاہتا رہا تھا کہ فون کر کے معلوم کرے کہ فارینہ کا کیا حال تھا ــــ اُس کا آپریشن کیسا رہا تھا۔ لیکن اُسے ہمت نہیں پڑی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ فون کرے گی تو دانیال نہ جانے کیا جواب دے۔ اُسے پسند کرے یا نہیں۔

اب جبکہ خاصی رات بیت چکی تھی تو اُس کی گاڑی کی روشنیاں پورچ میں نظر آئی تھیں ــــ ڈرائیور نے دروازہ کھولا ــــ وہ باہر نکلا۔

اُجالا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ــــ وہ خود کو آگے بڑھنے سے نہیں روک سکی۔ لان کی سیڑھیاں تیزی سے طے کر کے وہ ڈاکٹر دانیال کے پیچھے لپکی اور اُسے راہداری میں جا لیا۔ اُجالا کے قدموں کی آہٹ سن کر اُس نے پلٹ کر دیکھا۔ اُجالا فوراً ہی فارینہ کے بارے میں نہیں پوچھ سکی۔

''بہت دیر ہو گئی ــــ آج آپ کو ــــ؟'' وہ اُس کے برابر آ گئی۔

''امی جان سو گئیں؟'' وہ اُس کی بات کا جواب دینے کی بجائے لاتعلقی سے بولا۔

''جی ــــ'' اُجالا نے مستعدی سے جواب دیا۔

وہ اُن کے کمرے کی طرف جانے کی بجائے دوسری طرف مڑ گیا اور بولا۔

''لالہ رُخ بھی سو گئی ہے؟''

اُجالا کے دل میں کھٹک سی ہوئی لیکن اُس نے نارمل سے لہجے میں جواب دیا۔

"وہ کھانے کے بعد اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں ۔معلوم نہیں سوگئی ہیں یا........"

"اُس کے کمرے کی لائٹ تو جل رہی ہے۔تم چلو____ میں اُس سے مل کر آتا ہوں۔" وہ بڑے اطمینان سے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اُجالا کے پاؤں وہیں گڑ سے گئے____ ڈاکٹر دانیال کو لالہ رُخ کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر نہ جانے کیوں اُس کے دل میں ایک ہلچل سی بپا ہوگئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اُس کا ڈاکٹر دانیال پر کوئی حق نہیں ہے۔لیکن اس کے باوجود اُس کے سارے وجود میں رشک وحسد کروٹیں لینے لگا تھا اور اس کے اندر کوئی بیٹھا کہہ رہا تھا کہ اس کے اور ڈاکٹر دانیال کے درمیان حائل خلیج بڑھنے لگی ہے____ اسے پاٹنے کا کوئی ذریعہ، کوئی طریقہ اس کے پاس نہیں تھا۔

ڈاکٹر دانیال کی نگاہوں میں اُس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ وہ اُس سے ایسا ہی سلوک کرتا تھا جیسا وہ اپنے دوسرے ملازموں سے کرتا تھا۔ وہ اُسے اپنے ساتھ کام کرنے والی ایک اداکارہ ہی سمجھتا تھا جسے ڈرامے کے ختم ہوتے ہی اپنی راہ لینی تھی اور جس کے ساتھ کوئی تعلق، کوئی رشتہ نہیں رہتا تھا____ وہ ایسی ہی سوچوں میں بے طرح اُلجھ کر رہ گئی____ اُسے گردوپیش کی کچھ خبر ہی نہیں رہی۔

وہ راہداری کی دیوار سے پشت لگائے اُسی طرح کھڑی اپنے تفکرات میں غلطاں و پیچاں رہی۔ اُسے خبر بھی نہیں ہوئی کہ اُسے یہاں کھڑے ہوئے کتنی دیر ہوگئی ہے اور ڈاکٹر دانیال، لالہ رُخ کے کمرے سے نکل کر پھر اُس کے پاس آن کھڑا ہوا ہے۔

"تم____ ابھی تک یہیں کھڑی ہو؟" ڈاکٹر دانیال نے کچھ حیرت، کچھ ناگواری سے کہا۔

"وہ......میں......" اُجالا گڑبڑا سی گئی۔

اُس نے تیوری چڑھائی۔"یہ وہ میں.....وہ میں کی کیا رٹ لگائی ہوئی ہے تم نے؟ سیدھی طرح کیوں نہیں کہتیں کہ یہاں جاسوسی کے لئے کھڑی تھیں؟"

"نہیں، نہیں____ ایسی تو کوئی بات نہیں تھی۔" اُجالا نے احتجاج کیا۔"میں تو____ میں تو آپ کے لئے کھڑی تھی۔"

"میرے لئے____؟" اُس نے ناپسندیدگی سے دوہرایا۔"کیوں____ ایسی کیا ضرورت تھی؟"

"ضرورت____؟" اُجالا نے ہونٹ بھینچے۔ پھر جلدی سے بولی۔"میں پریشان ہوں بہت____ میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے فارینہ کی طرف سے بہت فکر ہو رہی ہے____ اُس کا آپریشن تو ٹھیک ہوگیا ہے نا؟"

ڈاکٹر دانیال نے بغیر کچھ کہے قدم آگے بڑھا دیئے جیسے اُس کی بات کا جواب دینا ضروری نہ ہو۔اُجالا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی اُس کے پیچھے پیچھے چلی۔ وہ بے حد پریشان ہوگئی تھی۔ اُسے لگ رہا تھا جیسے وہ اُس سے کچھ چھپا رہا ہے۔

اُس نے آگے بڑھ کر لفٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا____ اُجالا بھی تیز قدموں سے اُس کے قریب پہنچی اور جلدی سے لفٹ میں داخل ہوگئی۔

اُس کے دلکش چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ اُس کے بال اُلجھے ہوئے سے تھے اور آنکھوں میں فکر، پریشانیاں اور اندیشے تھے۔ ڈاکٹر دانیال نے لفٹ کا بٹن دبایا۔ اُجالا سے صبر نہ ہوسکا۔ اُس نے اپنی بے قراری پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے محتاط لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب! پلیز____ مجھے فارینہ کے آپریشن کے بارے میں بتایئے کہ کیا ہوا ہے؟____ مجھے بہت فکر ہے____ میں بہت پریشان ہوں اُس کے لئے۔"

"ٹھیک ہوگیا ہے اُس کا آپریشن____ فکر مت کرو۔" وہ بولا۔

"اوہ____" اُجالا کا رُکا ہوا سانس جیسے بحال ہوگیا۔ اُس نے بے یقینی سے اُس کی طرف دیکھا اور بے تابی سے سوال کیا۔"اب کوئی خطرہ تو نہیں؟"

"اگلے چوبیس گھنٹے کچھ نازک ہیں۔ اُسے نگرانی میں رکھا گیا ہے۔ میں بھی اسی لئے وہاں رکا ہوا تھا کہ اپنا اطمینان کرلوں۔ اب وہ کافی بہتر ہے۔" اُس نے بتایا۔

"شکر ہے اللہ کا____" اُس نے آنکھیں بند کرکے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہا اور پھر احساسِ تشکر سے لبریز لہجے میں بولی۔"ڈاکٹر صاحب!____ یہ آپ نے بہت بڑا احسان کیا ہے____ بہت بڑا احسان کیا ہے____ میں اسے کبھی نہیں بھولوں گی۔ آپ نے ہمیں دوبارہ زندگی دے دی ہے۔" اُس نے جذبات کی رو میں غیر ارادی

طور پر اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھ دیا۔

ڈاکٹر دانیال کی نگاہ اپنے بازو پر رکھے ہوئے اُس کے ہاتھ پر گئی۔ اُجالا نے جھجک کر اپنا ہاتھ جلدی سے علیحدہ کرلیا اور اپنی خفت مٹانے اور اُس کی توجہ ہٹانے کو بولی۔

''ڈاکٹر صاحب! فارینہ ٹھیک ہو جائے گی نا؟''

''ہوں ــــــ وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ انشاء اللہ اب وہ نارمل ہو گی۔ ہاں، البتہ اس کے گنجے سر کے لئے کوئی وِگ منگوا رکھنا ــــــ اگلے ہفتے اسی دن وہ گھر آ جائے گی۔'' ڈاکٹر دانیال نے تفصیل سے بتایا۔

اُجالا کو اپنے کانوں پر اعتبار نہیں آیا ــــــ اُس نے خوشگوار حیرت سے اُس کی طرف دیکھا۔

''ڈاکٹر صاحب! کیا واقعی وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی؟''

''ہوں ــــــ'' ڈاکٹر دانیال نے اثبات میں سر ہلایا۔

''صحیح چلے پھرے گی؟'' وہ جیسے بار بار یقین دہانی کی خواہاں تھی۔

''ہوں ــــــ'' ڈاکٹر دانیال نے اُس کی جذباتی کیفیت میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

اُجالا کا دلکش چہرہ پھول کی طرح کھل گیا ــــــ اُس کا دل خوشی سے بھر گیا۔ لیکن اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنی خوشی کا اظہار کس طرح کرے۔ وہ چند لمحے خوشی سے سرخ چہرے اور چمکتی ہوئی آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھتی رہی پھر دفورِ مسرت سے ہانپتی ہوئی بولی۔

''ڈاکٹر صاحب! ــــــ آپ نے تو کمال کر دیا ــــــ آپ بہت عظیم ہیں ــــــ آپ نے فارینہ کو نئی زندگی دے دی ہے ــــــ ہماری خوشیاں ہمیں لوٹا دی ہیں۔ میں حقیقتاً بہت شکر گزار ہوں ــــــ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں؟''

ڈاکٹر دانیال نے محظوظ ہو کر اُس کی طرف دیکھا۔

''اگر تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا تو میں بتا دوں کہ تمہیں کس طرح شکریہ ادا کرنا چاہئے؟'' اُس کے انداز، اُس کی نگاہوں اور اُس کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی کہ

اُجالا کا دل دھک دھک کرنے لگا ــــــ وہ غیر ارادی طور پر سمٹ سی گئی اور چھوٹی سی لفٹ کی دیوار سے بالکل ہی چپک گئی۔

ڈاکٹر دانیال ہنسا۔

''بولتی کیوں نہیں ہو؟ ــــــ میں تو تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کس طرح شکریہ ادا کروں۔'' اُس کی بات میں گدگدا دینے والی چھیڑ تھی۔

اُجالا نے اپنے آپ میں سمٹتے ہوئے اُس سے نگاہیں چرالیں اور نفی میں سر ہلایا۔

''ادھر آؤ۔'' ڈاکٹر دانیال نے اُسے بازو سے پکڑ کر کھینچا۔ ''تمہیں بتاؤں کہ شکریہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے ــــــ دل میں اُمڈنے والے جذبوں کا اظہار کس طرح کیا جاتا ہے ــــــ اپنے احساسات دوسرے تک کیسے پہنچائے جاتے ہیں اور ممنون کس طرح ہوا جاتا ہے۔''

اُجالا کے ہونٹوں سے چیخ نکل گئی ــــــ وہ کھنچتی ہوئی اُس کے فراخ سینے سے جا لگی۔ اُس نے بدحواسی میں اُسے دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلا۔ لیکن اُس کی شرارت آمیز ہنسی اُس کی گرم سانس کے ساتھ اُس کے چہرے سے ٹکرائی۔ اُس کے رخسار تپ گئے ــــــ اُس نے مجنونانہ انداز میں مزاحمت کی۔

''ہٹ جائیں ــــــ چھوڑ دیں مجھے ــــــ چھوڑ دیں۔''

''بھئی میں تو تمہیں بتا رہا ہوں کہ شکریہ کس طرح ادا کرتا ہے۔ اور تو کچھ نہیں کر رہا۔'' اُس نے ہنستے ہوئے اُسے آزاد کر دیا۔

اُجالا لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹی ــــــ اُس کا سارا وجود کانپ رہا تھا اور اُس کی سانس پھول گئی تھی ــــــ یہ سب کچھ لمحے کے ایک چھوٹے سے حصے میں ہوا تھا۔ لیکن اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے اُس پر صدیاں بیت گئی ہیں ــــــ اُس کے ہونٹوں سے بات نہیں نکل رہی تھی ــــــ اُس نے ہراساں نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔

وہ اُسی کی طرف دیکھ رہا تھا ــــــ اُس سے نگاہ ملتے ہی وہ اُسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

''ڈرو نہیں ــــــ میرے ارادے بالکل خطرناک نہیں ہیں۔''

لفٹ کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ ڈاکٹر دانیال نے لفٹ کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

اُجالا چند لمحے وہیں سُن سی کھڑی رہی۔ اُسے اپنا آپ بہت غیر محفوظ اور حقیر سا معلوم ہو رہا تھا ـــــ اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ڈاکٹر دانیال کی نگاہ میں اُس کی کوئی وقعت نہیں ـــــ وہ اُس کو کوئی ایسی ویسی لڑکی سمجھ رہا تھا۔ اُسے ڈاکٹر دانیال سے خوف سا آنے لگا تھا۔ اُس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ اُسے اپنا آپ بہت چھوٹا سا لگ رہا تھا۔

"آؤ نا ـــــ وہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟" ڈاکٹر دانیال کی آواز نے اُسے چونکایا۔ اُس نے ڈرتے ڈرتے قدم باہر نکالے اور جان بوجھ کر اُس سے فاصلہ رکھ کر چلنے لگی۔ وہ بے حد پریشان تھی۔ ڈاکٹر دانیال کی اس جرأت نے اس کے اعتماد کو متزلزل کر دیا تھا ـــــ بار بار عجیب سے وسوسے اُسے خوفزدہ کر رہے تھے۔

ڈاکٹر دانیال نے اپنے بیڈ رُوم کا دروازہ کھولا اور پلٹ کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُجالا ٹھٹک کر چند قدم دُور رُک گئی۔ ڈاکٹر دانیال نے پکارا۔

"آؤ ـــــ!"

اُجالا نے بے ساختہ نفی میں سر کو جنبش دی اور ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"نہیں ـــــ میں اپنے بیڈ روم میں جاؤں گی۔"

"کیوں؟ ـــــ ایسی کیا بات ہے؟" ڈاکٹر دانیال نے تیوری چڑھائی۔

"بس ـــــ کچھ نہیں۔" اُجالا نے سر جھٹک کر کہا اور اُس سے کترا کر اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھی۔

ڈاکٹر دانیال نے ایک لمبا قدم لیا اور اُس کا بازو پکڑ کر اپنے بیڈ روم میں گھسیٹ لیا۔ اُجالا نے جھنجھلا کر اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کی۔

"چھوڑیں مجھے ـــــ ہٹ جائیں۔"

"کیا مصیبت ہے بھئی ـــــ" ڈاکٹر دانیال نے اُسے غصے سے ایک کرسی پر پٹخ دیا۔ "مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں ـــــ سنو بیٹھ کر۔"

اُجالا نے ہکا بکا ہو کر اُس کی طرف دیکھا۔

"کیوں رُعب جما رہے ہیں آپ مجھ پر اتنا ـــــ مجھے نہیں سننی آپ کی کوئی بات۔ میں نے نہیں رُکنا یہاں ـــــ نہیں رُکنا ـــــ ایک منٹ بھی نہیں۔" اُس نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ ـــــ کیا تکلیف ہے تمہیں؟" وہ غصے سے بولا۔

"مجھے اعتبار نہیں ہے آپ پر ـــــ آپ نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ میں کوئی ایسی ویسی لڑکی ہوں؟ ـــــ میں آپ کے ہاتھوں میں کھلونا بن جاؤں گی؟ ـــــ مجھے اپنی اور اپنے خاندان کی عزت جان سے زیادہ عزیز ہے۔ سمجھے آپ؟"

"فضول باتیں نہ کرو ـــــ تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔" ڈاکٹر دانیال نے گھور کر اُس کی طرف دیکھا۔

"مائی فٹ ـــــ" اُجالا نے شدید طیش میں کہا۔ "میں آپ کے غصے سے ڈرتی نہیں ہوں۔ مجھے آپ کی کوئی بات سننے کا شوق نہیں ہے۔ میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔" اُس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے اور تیزی سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنا چاہا ـــــ مگر دروازہ نہیں کھلا ـــــ ڈاکٹر دانیال کا ہاتھ دروازے پر تھا اور وہ قہر آلود نظروں سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ایسا کیا کہہ دیا ہے میں نے تمہیں؟ بتاؤ ـــــ بولو کون سی گستاخی کر دی ہے میں نے تمہارے حضور میں؟"

اُجالا نے ہونٹ چبائے۔ وہ قدرے جھجک سی گئی ـــــ پھر ہمت کر کے بولی۔

"آپ نے شرافت کا جو خوشنما لبادہ اوڑھ رکھا ہے، آج اس کا بھرم کھل گیا ہے۔ چھوڑ دیجئے میرا راستہ ـــــ مجھے جانے دیجئے۔"

"ہوں ـــــ تمہیں جانے دوں ـــــ" وہ دانت پیس کر بولا۔ "تم کیا سمجھتی ہو کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں اپنے بیڈ روم میں نہیں روک سکتا؟ یہاں سب کے علم میں ہے کہ تم یہاں کس رشتے سے رہ رہی ہو۔ میرے لئے کچھ بھی کر لینا مشکل نہیں۔"

اُس کے انداز کی سنگینی نے اُجالا کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی لہر دوڑا دی۔ مگر اُس نے خود کو کمزور نہیں پڑنے دیا اور بڑی جرأت سے اُس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"کسی بھول میں نہ رہیے گا آپ ـــــ مجھے اپنی حفاظت کرنی آتی ہے۔ میں ان لڑکیوں میں سے نہیں جو خاموشی سے سب کچھ سہہ جاتی ہیں ـــــ میں اپنی جان بھی دے سکتی ہوں، سمجھے آپ۔" وہ اب خوفزدہ نہیں تھی۔ اُس کی انا نے اُسے مقابلہ کرنے

پر پوری طرح سے آمادہ کر دیا تھا ـــــ وہ سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ڈاکٹر دانیال نے دفعتہً اُسکے سیاہ گھنے بال یوں پکڑے کہ اُس کی گردن پیچھے کی جانب جھک گئی ـــــ اور اُس کے تمتمائے ہوئے چہرے کے مقابل اپنا چہرہ لا کر بولا۔

"جی تو چاہتا ہے کہ تم جو یہ دعوے کر رہی ہو نا، دیکھوں بھلا ان میں کتنی حقیقت ہے۔ کس طرح جان دیتی ہو تم اپنی، یہ پتہ تو چلے ـــــ لیکن تم نے میرا موڈ سخت خراب کر دیا ہے ـــــ اس وقت میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا ـــــ جاؤ، دفع ہو جاؤ۔" اُس نے یکدم دروازہ کھول کر اُسے اس طرح باہر دھکیلا کہ وہ گرتے گرتے بچی۔ اُس کے پیچھے دروازہ دھڑ سے بند ہو گیا۔

اُجالا چند لمحے وہاں ہکا بکا سی کھڑی رہی ـــــ اُس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا ـــــ اُس کا ذہن ماؤف سا ہو چکا تھا۔

کسی نوکر کے قدموں کی آواز سن کر وہ لڑکھڑاتی ہوئی اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھی اور اپنے بیڈ پر گر کر ہچکیوں سے رونے لگی۔

***

اگلی صبح وہ بخار میں پھنک رہی تھی ـــــ گزشتہ رات کی پریشانیاں اور عذاب اُس کی جان پر یوں ٹوٹے تھے کہ وہ اپنی سُدھ بُدھ میں نہیں رہی تھی۔ وہ جب جاگی اُس نے کھڑکی میں سے سورج کی چمکیلی کرنوں کو اندر گھستے ہوئے دیکھا تھا۔ کمرے میں بھری ہوئی روشنی دن کے نکلنے کا اعلان کر رہی تھی۔

اُجالا نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن دل نہیں چاہ رہا تھا۔ نہ ہی ہمت پڑی۔ رات کے مناظر ابھی تک اُس کی آنکھوں میں تھے اور ذہن پر ڈاکٹر دانیال کے لفظ ہتھوڑے برسا رہے تھے۔ اُس نے دُکھتے ہوئے سر کو پھر تکیے پر رکھ دیا اور بخار کی شدت نے اُسے غافل کر دیا۔

نہ جانے کتنی دیر وہ اسی طرح بے سُدھ پڑی رہی۔ پھر دستک پر چونکی۔ بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا ـــــ نو بج چکے تھے۔ شاید ملازمہ ناشتے کے لئے بلانے آئی تھی۔ اُس نے اندازہ لگایا اور ہمت کر کے بستر سے اُٹھی۔ بکھرے بالوں کو ہاتھوں سے برابر کرتے ہوئے اُس نے دروازہ کھولا۔

"چھوٹی بی بی! ـــــ سب ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں۔" حمیدہ نے غور سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ـــــ ناشتے کو دل نہیں چاہ رہا ـــــ مجھے صرف چائے کی ایک پیالی دے جاؤ۔" اُجالا کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

"بخار لگتا ہے ـــــ چکر تو نہیں آ رہے؟ ـــــ ڈاکٹر صاحب نے کوئی دوائی دی؟" حمیدہ نے ایک ہی سانس میں کہا۔

"دوائی کھا لی ہے میں نے۔ تم جا کر چائے لاؤ۔" اُجالا بیزار ہوئی۔

"نہ چھوٹی بی بی! ـــــ ایسی حالت میں کوئی دوائی نہیں کھاتے۔" اُس نے مسکرا کر مشورہ دیا۔

"کیسی حالت؟" اُجالا کو غصہ آنے لگا۔

"بس جی ـــــ اللہ اپنا فضل کرے ـــــ اس گھر میں خوشیاں لائے ـــــ اللہ چاند سا بیٹا دے۔" وہ کہتے کہتے پلٹ گئی۔

اُجالا دھک سے رہ گئی ـــــ وہ اُس کی بیماری کو کون سا مفہوم دے رہی تھی۔ اس خیال نے ہی اُسے پریشان کر کے رکھ دیا۔ اُسے خواہ مخواہ جھنجھلاہٹ ہونے لگی۔ خود پر غصہ آنے لگا کہ اُس نے اپنے ہاتھوں یہ کیسی مصیبت گلے ڈال لی تھی ـــــ فارینہ کی خاطر اُسے در پردہ رات جو عذاب جھیلنا پڑ رہا تھا اس نے اُس کے سارے وجود کو کرچی کرچی کر دیا تھا ـــــ اُس کی ہر سانس ایک آزمائش بن گئی تھی۔ یہ خیال اُسے بے حد پریشان کر رہا تھا کہ حمیدہ نہ جانے یہ بات کس کس سے کہے گی۔

گھبرا کر وہ غسل خانے میں گھس گئی۔ منہ پر پانی کے دو تین چھپاکے لگائے، بالوں میں برش کیا اور یہ سوچ کر باتھ روم سے باہر نکلی کہ ناشتے میں شریک ہو جائے تاکہ اُس کی بیماری زیر بحث نہ آئے۔ لیکن جیسے ہی وہ باتھ روم سے باہر نکلی، سر چکرانے لگا۔ اُسے مجبوراً پھر بستر پر دراز ہو جانا پڑا۔

اسی وقت بیڈ روم کے مشترکہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اُجالا گڑبڑا گئی۔ وہ اس دروازے کو ہمیشہ لاک رکھتی تھی ـــــ یہ دستک کس کی تھی، وہ بخوبی پہچانتی تھی ـــــ اسی لئے چاہتی تھی کہ یہ دروازہ کبھی نہ کھولے۔ لیکن اُسے اُٹھنا ہی پڑا۔ ایسا رویہ

دوسروں کو اس جانب متوجہ کرنے کا بہانہ بن سکتا تھا۔

اُس نے بیزاری سے دروازہ کھولا۔ ڈاکٹر دانیال کا سامنا کرتے ہوئے اُسے وحشت سی ہو رہی تھی ـــــ وہ اُس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی جس نے اُسے اپنی ہی نظروں میں حقیر کر دیا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ دہلیز پر کھڑی رہی اور خشمگیں لہجے میں بولی۔

''آپ کیوں آئے ہیں؟''

وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں مسکرایا۔

''میں بھلا کیوں آتا؟ ـــــ آپ کی ساس صاحبہ نے زبردستی بھیجا ہے۔''

اُجالا نے غصے سے ہونٹ کاٹا۔

''مہربانی ہے اُن کی ـــــ مگر مجھے کسی کی ضرورت نہیں ـــــ بہت شکریہ۔ تشریف لے جائیے آپ۔'' اُس نے دروازہ بند کر لینا چاہا۔ لیکن ڈاکٹر دانیال نے اپنے ہاتھ سے روک لیا۔

''اچھا ـــــ'' وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔ ''اسی طرح کہہ دوں امی جان سے جا کر؟''

''کہہ دیجئے ـــــ میری بلا سے ـــــ کسی طرح تو جان چھوٹے نا اس ساری مصیبت سے۔''

وہ بے ساختہ ہنس دیا۔

''محترمہ! مصیبت تو اب نازل ہو گی۔ اس سارے معاملے سے جان چھوٹنا ذرا مشکل ہی نظر آتا ہے ـــــ آپ کو معلوم ہے کہ حمیدہ نے جا کر امی جان کے کان میں کیا پھونکا ہے؟ ـــــ اور اب سے تھوڑی دیر بعد ایک لیڈی ڈاکٹر آپ کا معائنہ کرنے والی ہے۔''

''ہائے اللہ ـــــ'' اُجالا بے طرح پریشان ہوئی۔ ''آپ نے آنٹی کو منع کیوں نہیں کیا؟''

''کس بات سے؟'' ڈاکٹر دانیال نے جیسے جان بوجھ کر چھیڑنے کو پوچھا۔

''لیڈی ڈاکٹر کو بلوانے سے۔'' اُجالا چڑچڑے پن سے بولی۔

''میرے منع کرنے سے بھلا وہ منع ہو جاتیں؟'' اُس نے مزہ لیتے ہوئے کہا

''ابھی تو وہ لیڈی ڈاکٹر سے آپ کا علاج بھی کروائیں گی ـــــ انہیں اس بارے میں بڑی تشویش ہے۔''

''اُف خدایا! ـــــ'' اُجالا چکرا کر رہ گئی۔ ''آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔'' اُس نے سنبھلنے کو دروازے کا پٹ تھام لیا لیکن لڑکھڑا گئی۔ اُس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے اور اُسے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر دانیال نے بڑھ کر اُسے سنبھال لیا اور اُسے سہارا دے کر اُس کے بیڈ کی طرف لے جاتے ہوئے بولا۔

''طبیعت تمہاری اتنی خراب ہے اور نخرے سنبھالے نہیں سنبھلتے ـــــ آپ کیوں آئے ہیں ـــــ مجھے کسی کی ضرورت نہیں ـــــ تشریف لے جائیے ـــــ اس وقت اداکاری کر رہی ہو یا سچ مچ بات ایسی ہی بات ہے؟'' اُس نے آہستگی سے اُسے بیڈ پر بٹھا دیا۔ ''چلو اب آرام سے لیٹ جاؤ ـــــ اچھے بچوں کی طرح۔''

اُجالا کو اُس کی موجودگی اچھی نہیں لگ رہی تھی لیکن اُسے کچھ کہہ بھی نہیں پائی تھی۔ یہ خیال بھی اُسے پریشان کر رہا تھا کہ اگر لیڈی ڈاکٹر اُسے دیکھنے آ گئی تو وہ اُس کے سوالوں کے جوابات کس طرح سے دے گی؟

ڈاکٹر دانیال اُس کی نبض دیکھ رہا تھا ـــــ اُس نے اپنا چہرہ تکیے میں چھپا لیا۔ اُس کی نبض چھوڑ کر وہ اپنے بیڈ روم میں چلا گیا۔ اُجالا اسی طرح دبکی رہی۔ تھوڑی دیر میں اُس کے قدموں کی چاپ کے ساتھ اُس کی آواز سنائی دی۔

''یہ تھرمامیٹر لو ـــــ'' وہ اُس کے بال چھو کر بولا۔

اُجالا نے چپ چاپ تھرمامیٹر منہ میں لگا لیا ـــــ لیکن یہ بات اُسے کسی کل چین نہیں لینے دے رہی تھی کہ امی جان کی تسلی کیونکر ہو گی ـــــ ڈاکٹر دانیال نے تھرمامیٹر اُس کے منہ سے نکالا اور ٹمپریچر دیکھتے ہوئے بولا۔

''کیا پریشانی ہے تمہیں؟ ـــــ بہت بے چین نظر آ رہی ہو۔''

وہ کہے بغیر نہیں رہ سکی۔

''آپ آنٹی کو منع کر دیں نا ـــــ میں کسی لیڈی ڈاکٹر سے نہیں ملوں گی۔'' وہ روہانسی ہو گئی۔

"بھئی اُس حمیدہ کی بچی نے تو انہیں ایسا کچھ کہا ہے کہ وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہیں۔"

اُجالا کو بھی اُس کی کہی ہوئی باتیں یاد آ گئیں۔ وہ بری طرح پریشان ہوئی۔ اُس نے جھنجلا کر اُس کی طرف دیکھا۔

"آپ کیوں نہیں اُنہیں منع کرتے؟"

"بھئی میں کیسے منع کر سکتا ہوں؟" وہ صاف مُکر گیا۔

"تو پھر میں انہیں سب کچھ صاف صاف بتا دوں گی۔" اُجالا نے بھڑک کر کہا۔

"تم بتا کر تو دیکھو ـــــ میں تمہیں سیدھا کر دوں گا۔" وہ انجکشن کی سرنج نکالتے ہوئے بولا۔

اُجالا غصے میں اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ ابھی وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اُس نے لفظ منہ میں ہی روک لئے۔ ڈاکٹر دانیال نے پکار کر کہا۔

"کم اِن ـــــ!"

دروازہ کھلا ـــــ اُجالا نے حیران نظروں سے دیکھا ـــــ امی جان کی وہیل چیئر دھکیلتی ہوئی لالہ رُخ اندر داخل ہو رہی تھی۔ اُجالا نے جلدی سے اُنہیں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"آنٹی جی! ـــــ آپ نے کیوں تکلیف کی؟ ـــــ میں ٹھیک ہوں۔"

"کہاں ٹھیک ہو ـــــ دیکھو تو یہ ذرا سا منہ نکل آیا ہے۔" لالہ رُخ نے اُن کی وہیل چیئر اُس کے برابر روک دی۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ بولی۔

"ٹھیک ہوں۔" اُجالا نے اُس کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا۔ وہ آسمانی لباس میں بہت نکھری نکھری اور خوبصورت نظر آ رہی تھی۔ اُس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں کچھ عجیب سی رشک و حسد کی آمیزش تھی ـــــ لیکن اُس کا دلکش چہرہ بے تاثر تھا۔

تب تک امی جان اُس کی پیشانی چھو کر بخار کی حرارت محسوس کر چکی تھیں اور ڈاکٹر دانیال کے لتے لے رہی تھیں۔

"دانی! ـــــ کیا فائدہ تمہاری اس ڈاکٹری کا ـــــ دُلہن بے چاری بخار میں

پھنک رہی ہے اور تمہیں خبر ہی نہیں ـــــ اُٹھے اور ہاسپٹل جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ وہاں کے مریضوں پر تو جان چھڑکتے ہو۔ کچھ بیوی کا بھی خیال کرو۔"

"وہاں ہاسپٹل میں بھی تو ان ہی کی ہمشیرہ صاحبہ کو دیکھنا ہے مجھے۔" وہ اُس کا بازو تھام کر انجکشن لگانے لگا۔

"وہاں اور بھی ڈاکٹر ہیں ـــــ وہ دیکھ بھال کر لیں گے فارینہ کی۔ جب تک ڈاکٹر سعدیہ نہیں آ جاتیں، تم یہاں سے ہلو گے بھی نہیں۔" امی جان نے حکم سنا دیا۔

اُجالا گڑبڑائی۔

"آنٹی جی! ـــــ میں اب ٹھیک ہوں۔ آپ ڈاکٹر سعدیہ کو زحمت نہ دیں۔"

"نہیں بیٹا! دکھا لینے میں کیا حرج ہے؟ ـــــ مجھے بھی تسلی ہو جائے گی۔" وہ بڑے پیار سے بولیں۔

"دیکھئے نا ـــــ انجکشن لگ گیا ہے ـــــ دوائی بھی میں نے کھائی ہے۔ دوپہر تک میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی۔" اُجالا اپنا بازو سہلاتے ہوئے بولی۔

"تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے اُلٹی سیدھی دوائیاں کھانے کی ـــــ ایک بار ڈاکٹر سعدیہ تمہارا چیک اپ کر لیں گی تو بیٹا! مجھے بھی فکر نہیں رہے گی۔ تم گھبراؤ نہیں، وہ بہت قابل ڈاکٹر ہیں اور پھر طبیعت کی بھی بہت پیاری ہیں۔" انہوں نے زور دے کر کہا۔

اُجالا بری طرح شپٹائی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ انہیں کس طرح منع کرے۔ ڈاکٹر دانیال جیسے سارے معاملے سے لاتعلق بڑے اطمینان سے اپنا بریف کیس بند کر رہا تھا ـــــ اُجالا نے زچ ہو کر اُسے ہی مخاطب کر لیا۔

"آپ آنٹی جی کو بتاتے کیوں نہیں ہیں کہ ڈاکٹر سعدیہ کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کی دوائی سے ٹھیک ہو جاؤں گی ـــــ میری طبیعت زیادہ خراب نہیں ہے۔"

ڈاکٹر دانیال یوں ہنسا جیسے اُس کی جھنجلاہٹ سے محظوظ ہو رہا ہو۔

"تم بھی تو یہی کچھ کہہ رہی ہو۔"

"مگر وہ میری بات نہیں سمجھ رہیں نا۔ آپ تو ڈاکٹر ہیں ـــــ آپ ان کو بتائیں کہ ڈاکٹر سعدیہ کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔" اُس نے چڑچڑے پن سے کہا۔

"بھئی تم دونوں آپس میں نہ لڑو ـــــ میں ڈاکٹر سعدیہ کو فون کروا دیتی ہوں۔ وہ نہیں آئیں گی ـــــ اگر تم ایسا چاہتی ہو تو بیٹی! مجھے کوئی اعتراض نہیں ـــــ میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں۔" امی جان نے نرمی سے کہا۔

اُجالا اُن کے طرزِ گفتگو سے کچھ خفیف سی ہو گئی۔ ڈاکٹر دانیال نے ہنستے ہوئے کہا۔ "شکر ہے امی جان! آپ نے میری جان بچالی۔ ورنہ اس نے تو مجھے مارنا تھا۔"

اُجالا نے برا سا منہ بنا کر سر جھکا لیکن بولی کچھ نہیں۔

لالہ رخ نے ڈاکٹر دانیال کو مخاطب کیا۔

"اچھا ـــــ تو دانی! تم اُجالا سے مار بھی کھاتے ہو۔"

"سمجھا کرو نا یار! ـــــ اس قسم کی وارداتیں تو شادی شدہ لوگوں کے ساتھ ہوتی ہی رہتی ہیں۔" وہ مصنوعی رازداری سے بولا۔

اُجالا چپ بیٹھی پیچ و تاب کھاتی رہی۔ وہ ان دونوں کی بات میں دخل نہیں دینا چاہتی تھی کہ مبادا ڈاکٹر دانیال کچھ اور نہ کہہ دے۔

لالہ رخ نے ابرو اچکائے۔

"اب چکھو مزہ ـــــ اور کرنی تھی شادی ـــــ"

"کیا کروں ـــــ میں نے سوچا تم نے جو کی ہے تو کوئی مزیدار چیز ہی ہو گی۔"

اُس نے مذاق اُڑایا اور اپنا بریف کیس اُٹھا کر بولا۔ "اچھا امی جان! ـــــ اب اس مصیبت کے مارے کو اجازت دیں ـــــ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔"

"دانیال بیٹا! ـــــ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اُجالا کی طبیعت کتنی خراب ہے۔ تم رُک کیوں نہیں جاتے؟" امی جان نے خفگی سے کہا۔

"آپ کا فرمان سر آنکھوں پر ـــــ مگر وہاں ان کی ہمشیرہ صاحبہ کی خبر کون لے گا ـــــ میرا جانا ضروری ہے امی!" وہ سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"آنٹی جی! انہیں جانے دیجئے ـــــ میں پہلے سے کافی بہتر ہوں۔ فارینہ کو ان کی زیادہ ضرورت ہے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ چوبیس گھنٹے نازک ہیں۔"

"اللہ اپنا رحم کرے گا بیٹی! ـــــ تم خود کو پریشان مت کرو۔" امی جان نے بے ساختہ کہا اور دانیال سے بولیں۔ "اچھا بیٹا! تم جاؤ ـــــ اللہ نگہبان۔" امی جان نے

پیار سے کہا۔

ڈاکٹر دانیال نے جھک کر اُن سے پیار لیا اور اپنا بریف کیس اُٹھا کر دروازے سے باہر نکل گیا ـــــ لالہ رُخ بھی اُس کے ساتھ ساتھ ہی چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی تو اُجالا کے من میں کھٹک سی ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنی توجہ ہٹا لی۔

امی جان نے بہت غور سے اُس کی طرف دیکھا۔

"کیوں بیٹا اُجالا! ـــــ تم ڈاکٹر سعدیہ سے ملنے سے اتنا کیوں گھبراتی ہو؟ ـــــ بیٹی! میں نے اُس روز تم سے جو کہا تھا تم نے اس پر غور نہیں کیا۔"

اُجالا پریشان سی ہو کر ہونٹ کاٹنے لگی ـــــ اُس سے کوئی جواب نہیں بن پڑ رہا تھا۔ انہوں نے شاید اُس کی مشکل بھانپ لی اور نرمی سے بولیں۔

"اچھا بیٹی! ـــــ تم دونوں کی مرضی ـــــ تم اپنی بہتری زیادہ سمجھتے ہو۔"

اُس کا بخار دن کو ہی اُتر گیا تھا۔

شام کو وہ اُٹھ کر نہائی دھوئی تو تر و تازہ محسوس کرنے لگی اور شام کی چائے کے لئے نیچے چلی گئی۔ لالہ رُخ اپنے کمرے میں تھی۔

وہ امی جان کے پاس بیٹھی اُنہیں اخبار پڑھ کر سناتی رہی۔ کچھ دیر اُن سے اِدھر اُدھر کی گپ شپ کی مگر دل نہیں لگا۔

اُس کا ذہن فارینہ کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا ـــــ نہ جانے اُس کی کیا حالت تھی۔ اتنے بڑے آپریشن کے بعد وہ اکیلی ہسپتال میں پڑی نہ جانے کیا محسوس کر رہی ہوگی۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ وہ کتنی مجبور بنا دی گئی ہے۔ ڈاکٹر دانیال نے اُسے کس طرح بے بس کر دیا ہے ـــــ وہ شدید خواہش کے باوجود بھی ہاسپٹل میں اس کے پاس نہیں رہ سکتی۔ اُسے دیکھنے نہیں جا سکتی تھی۔ یونہی گھر میں بیٹھی اُس کے لئے فکرمند ہو رہی تھی ـــــ اُس کا کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا ـــــ کسی طرف دھیان نہیں بٹ رہا تھا۔

رات کا کھانا بھی کھا لیا گیا۔ لیکن ڈاکٹر دانیال کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اُجالا کا دھیان اسی طرف لگا ہوا تھا۔ مگر پورچ میں اُس کی گاڑی کی آمد کی کوئی صدا نہیں گونجی۔ صبح کے بخار اور فارینہ کی فکر نے اُس کے اعصاب کو چُور چُور کر دیا تھا ـــــ وہ اپنے کمرے میں آ کر بستر پر دراز ہو گئی لیکن نیند کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

برابر کے کمرے میں سناٹا تھا۔ اُجالا کے کان اسی سمت لگے ہوئے تھے۔ اُسے بار بار ڈاکٹر دانیال کی بات یاد آ رہی تھی کہ اگلے چوبیس گھنٹے نازک ہیں ـــــ وہ دل ہی دل میں فارینہ کی صحت یابی کے لئے دُعائیں مانگ رہی تھی ـــــ مگر دل کو کسی پل

قرار نہیں تھا۔ اُس نے ٹی۔ وی لگایا ـــــ اخبار دیکھنے کی کوشش کی ـــــ ایک رسالہ پڑھنے لگی ـــــ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ نہ ہی وقت گزرنے کا نام لے رہا تھا۔

نہ معلوم کتنے بے چین لمحے رینگ رینگ کر گزرے۔ پھر اُسے لفٹ چلنے کی آواز سنائی دی۔ اُس نے دھیان اُدھر لگا دیا ـــــ ڈاکٹر دانیال کے بیڈ رُوم کا دروازہ کھلا، پھر اُس کے قدموں کی چاپ اس طرف آئی ـــــ اُس کے چلنے پھرنے، درازوں کے کھلنے، بند ہونے، باتھ روم سے پانی گرنے اور اسی طرح کی دوسری آوازیں اُس کی موجودگی کی خبر دینے لگیں۔

اُجالا کا رُواں رُواں بے قرار ہو گیا ـــــ وہ فارینہ کے بارے میں جلد از جلد جان لینا چاہتی تھی۔ مگر اس کا ذریعہ کیا ہو، اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

بالآخر وہ ہمت کر کے اُٹھی تا کہ بیڈ رومز کے مشترکہ دروازے پر دستک دے کر ڈاکٹر دانیال کو متوجہ کر سکے۔

وہ جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچی، دروازے پر ڈاکٹر دانیال کی دستک بج اٹھی۔

اُجالا نے عجلت میں دروازہ کھولا اور بے ساختہ کہہ گئی۔

"میں بھی دستک دینے ہی والی تھی۔"

"زہے نصیب! ـــــ" وہ مسکرایا۔ "ایسی کیا ضرورت آن پڑی تھی؟"

"مجھے فارینہ کی فکر لگی ہوئی ہے ـــــ اُس کا کیا حال ہے ـــــ؟ اُسے ہوش تو آ گیا ہے نا۔" وہ ایک ہی سانس میں کہہ گئی۔

"اندر آ جاؤ ـــــ" اُس نے اپنے بیڈ روم کی طرف اشارہ کیا۔ اُجالا قدرے جھجکی پھر کچھ سوچ کر اندر داخل ہو گئی۔

"بیٹھو ـــــ" وہ بولا۔

"پلیز ـــــ فارینہ کے بارے میں کچھ بتائیے تو سہی۔ مجھے بہت فکر ہو رہی ہے۔" اُجالا نے متفکر لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اپنا حال بتاؤ ـــــ اب بخار تو نہیں ہے؟" ڈاکٹر دانیال نے اُس کی بات کا جواب دیئے بغیر اُس کی کلائی پکڑ کر نبض دیکھنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں اب ـــــ آپ فارینہ کے بارے میں بتائیے۔" اُجالا نے

اپنی کلائی چھڑالی۔

''فارینہ تو بہت بہتر ہے ـــــ سخت وقت جو تھا، شکر ہے کہ بخیریت گزر گیا ہے۔ اُسے ہوش آ گیا ہے ـــــ اُس کا ذہن بالکل صحیح کام کر رہا ہے۔ یادداشت بھی ٹھیک ہے۔ تمہارا پوچھ رہی تھی۔'' ڈاکٹر دانیال نے تفصیل سے بتایا۔

اُجالا کا دل خوشی سے بھر گیا۔ اُس کا دل چاہا کہ اپنی خوشی کا برملا اظہار کرے۔ ڈاکٹر دانیال کو بتائے کہ وہ کتنی خوش ہے اور اس کی کتنی ممنون اور شکر گزار ہے ـــــ لیکن پھر وہ ٹھٹک گئی۔ اُسے لفٹ کے چھوٹے سے کیبن میں ڈاکٹر دانیال کا وہ رویہ یاد آ گیا۔ وہ آپ سے آپ سٹ گئی اور متذبذب سی ہو کر سوچنے لگی کہ اس تک اپنے جذبات کس طرح پہنچائے۔

وہ ڈاکٹر دانیال کی نگاہوں کو مسلسل اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بھی منتظر ہے کہ وہ جواباً کیا کہتی ہے ـــــ وہ کچھ اور جھک گئی۔ کچھ بھی کہنے کی کوشش میں ناکام ہو کر اُس نے ایک چور سی نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی کہ وہ کس انداز میں اُس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

''کیوں؟ ـــــ نہیں سمجھ میں آ رہا کہ شکریہ کس طرح ادا کروں؟'' اُجالا کے دل کی بات اُس کے لبوں پر تھی۔ اُجالا جھینپ کر ہنس دی۔ وہ تھوڑا سا اُس کی جانب جھک کر بولا۔ ''میں بتاؤں گا تو تم ناراض ہو جاؤ گی۔''

اُجالا غیر ارادی طور پر پیچھے ہٹ گئی اور واپس پلٹتے ہوئے بولی۔

''اچھا ـــــ میں چلتی ہوں۔''

ڈاکٹر دانیال نے پکارا۔ ''ذرا ایک بات سنو۔''

''جی ـــــ'' اُجالا چلتے چلتے رُک گئی۔

''یہاں آ کر بیٹھو ـــــ وہ بات ذرا اطمینان سے کرنے کی ہے۔'' اُس نے کہا۔

''کیا بات؟'' اُجالا کو حیرت ہوئی اور وہ آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر دانیال وہیں ایک کرسی کی پشت تھامے ہوئے کھڑا رہا۔

''فارینہ اگلے ہفتے گھر آ جائے گی اور انشاء اللہ بالکل نارمل ہو گی ـــــ بس اُسے تین سے چار ہفتے کچھ میڈیسن لینی ہوں گی۔ اس کے بعد اس کی ضرورت بھی نہیں

رہے گی۔''

اُجالا کا چہرہ کِھل اُٹھا ـــــ اُس نے احساسِ ممنونیت سے چھلکتے لہجے میں کہا۔

''میں بہت شکر گزار ہوں ـــــ آپ نے تو کمال کر دکھایا۔''

''میں بھی شکر گزار ہوں ـــــ کمال تم نے بھی کر دکھایا ہے۔'' ڈاکٹر دانیال بھی اسی لہجے میں بولا۔ اُجالا نے نگاہِ استعجاب سے اُس کی طرف دیکھا۔ وہ سنجیدگی سے بولا۔ ''میں حقیقتاً تمہارا شکر گزار ہوں ـــــ تم نے امی جان کی بہت خدمت کی ہے۔ تمہاری دیکھ بھال سے انہیں اتنا زیادہ فرق پڑا ہے کہ میری ساری ڈاکٹری دھری کی دھری رہ گئی ہے۔''

اُس کی اس غیر متوقع توصیف نے اُجالا کے رخساروں کو شہابی کر دیا۔ ڈاکٹر دانیال نے ان لفظوں سے اُسے ایک بالکل نئے اور زندہ کر دینے والے احساس سے روشناس کرایا۔ اُسے خود پر فخر سا ہونے لگا۔ اُس نے محجوب ہو کر آہستگی سے کہا۔

''آپ کو یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آنٹی نے مجھے اتنی محبت، اتنا پیار دیا ہے کہ میں کسی طرح بھی اس کا بدلہ نہیں دے سکتی۔''

وہ ہنس پڑا۔

''چلو، تم کسرِ نفسی سے کام لینا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے، یونہی سہی کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔'' ''مگر اب تمہیں کچھ کر کے دکھانا ہوگا۔''

''کیا ـــــ؟'' اُجالا نے استفسار کیا۔

''فارینہ تندرست ہو کر گھر آ جائے گی تو ہمارا وہ معاہدہ بھی ختم ہو جائے گا جو تم نے اپنی بہن کی خاطر کیا تھا اور میں نے اپنی والدہ کے لئے۔'' اُس نے جیسے تمہید باندھی۔

اُجالا دھک سے رہ گئی ـــــ اُسے اندازہ بھی نہیں تھا کہ یہ سارا طلسم کسی خواب کی طرح اچانک بکھر جائے گا۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے یہ تمام عرصہ پلک جھپکتے میں گزر گیا ہے ـــــ اُس نے غور سے ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا کہ وہ کیا کہنے والا ہے۔ لیکن اُس کے پہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ جذبات سے عاری لہجے میں یوں بات کر رہا تھا جیسے روزمرہ معمول کی کوئی بات ہو۔

''ہاں ـــــ تو میں کہہ رہا تھا کہ تمہاری بہن تو انشاء اللہ تندرست ہو جائے گی۔

زیادہ سے زیادہ دو چار ہفتے کی بات ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد تمہارے کیا ارادے ہیں؟"

اُجالا نے لب کا ایک گوشہ دانتوں تلے دبا لیا۔ اُسے وقت کی سنگینی کا احساس ہوا۔ اُسے بدل جانے والے حالات کا اندازہ ہونے لگا۔ اُسے سر سے سائبان سرکتا ہوا محسوس ہوا۔ اُسے ڈاکٹر دانیال کی بے حسی پر ملال سا ہوا۔۔۔۔۔ وہ یوں سوال کر رہا تھا جیسے جلد سے جلد اُس سے جان چھڑانا چاہتا ہو۔

اُجالا یہ سمجھ رہی تھی کہ اس تمام ماحول سے الگ ہو جانا اس کے لئے آسان نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ یہاں جو جذباتی وابستگیاں چپکے چپکے دل میں گھر کر گئی تھیں انہیں چھوڑ دینا سہل نہیں ہوگا۔ لیکن وہ ڈاکٹر دانیال پر اپنی کمزوری ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی جو بڑے غور سے اس کے چہرے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کی قلبی کیفیات کو پڑھنا چاہتا ہو۔

اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا اور اپنے دل کی کیفیت کو اپنے چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیا اور سپاٹ سے لہجے میں بولی۔

"اور جو میں آپ سے پوچھوں کہ آپ کے کیا ارادے ہیں؟"

"پوچھ لو۔۔۔۔۔" وہ خوش دلی سے بولا۔

اُجالا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی۔ "بتایئے۔"

وہ پھر سنجیدہ ہو گیا۔

"ہم نے جو یہ ڈرامہ شروع کر رکھا ہے اس کا ڈراپ سین یکدم نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ امی جان کی صحت ایسی نہیں ہے کہ انہیں کوئی شاک اچانک پہنچایا جائے۔"

"تو پھر۔۔۔۔۔؟" اُجالا نے بے ساختہ کہا۔

"تو پھر یہ کہ تمہیں اپنی اداکاری میں تھوڑی تبدیلی لانا ہوگی۔ بلکہ تمہاری اداکاری کی آزمائش کا وقت تو اب آیا ہے۔" وہ بولا۔

"جی۔۔۔۔۔؟" اُجالا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"بھئی تمہیں اپنی اداکاری سے امی جان کو یہ باور کرانا ہوگا کہ تم میرے ساتھ ایڈجسٹ نہیں ہو پا رہیں اور آہستہ آہستہ یہ شادی ناکامی کی طرف بڑھ رہی ہے۔۔۔۔۔ اس طرح امی جان ذہنی طور پر تیار ہو جائیں گی اور بعد میں انہیں زیادہ شاک نہیں پہنچے گا۔" اُس نے بڑے اطمینان سے سمجھایا۔

اُجالا کے اندر عجیب جھکڑ سے چلنے لگے۔۔۔۔۔ تو گویا وہ لمحہ سر پر آن پہنچا تھا جو شناسائی کو ہمیشہ کے لئے اجنبیت میں بدلنے والا تھا۔۔۔۔۔ اُسے ڈاکٹر دانیال کی خود غرضی پر غصہ آنے لگا۔ وہ سارا بوجھ اسی پر ڈال رہا تھا اور خود بری الذمہ رہنا چاہتا تھا۔

اُس نے سر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور دو ٹوک لہجے میں بولی۔

"مگر میں یہ سب کچھ اکیلی نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ کچھ آپ کو بھی کرنا پڑے گا۔"

"مثلاً۔۔۔۔۔؟" ڈاکٹر دانیال نے پوچھا۔

"مثلاً یہ کہ آپ بھی آنٹی پر ظاہر کریں کہ آپ بھی اس رشتے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔" اُجالا نے تیزی سے کہا۔

"لو۔۔۔۔۔ میں نے مار کھانی ہے اُن سے۔۔۔۔۔ وہ تو مجھے کان سے پکڑ لیں گی اور کہیں گی کہ خبردار جو ایسی بات منہ سے نکالی تو۔" ڈاکٹر دانیال نے بے ساختہ کہا۔

اُجالا پریشان ہو گئی۔ "تو پھر کیا ہوگا؟"

"اچھی اداکارہ ہو تم۔۔۔۔۔ کہ کلائمکس پر پہنچ کر تمہارے ہاتھ پاؤں پھول رہے ہیں۔" اُس نے لہجہ بدلا۔ "تمہیں یہ سب کرنا ہے۔۔۔۔۔ سمجھیں تم۔۔۔۔۔ میں نے اسی لئے تمہیں کچھ عرصہ پہلے سے بتا دیا ہے تاکہ سب کچھ حقیقت سے قریب معلوم ہو۔ یہ سب تم کس طرح کرتی ہو، یہ تمہارا مسئلہ ہے۔"

اُجالا ہکا بکا سی رہ گئی۔۔۔۔۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اُسے کیا جواب دے۔

اُس نے پریشانی سے اپنے بالوں میں انگلیاں الجھائیں۔

"آپ نے مجھے عجیب مشکل میں ڈال دیا ہے۔"

"اداکاری کرنا آسان کام نہیں ہے۔۔۔۔۔ تم نے یہ چیلنج قبول کیا ہے تو اسے نبھاؤ بھی۔۔۔۔۔ میں خود بہت فکرمند ہوں۔ بس جلد بازی میں یہ حماقت کر بیٹھا۔ اُس وقت امی جان کی حالت خطرے میں تھی اور انہوں نے یہی رٹ لگا رکھی تھی کہ شادی کرو، شادی کرو۔۔۔۔۔ میں ان لغویات میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اُن کا دل رکھنے کو مجھے یہ ڈرامہ کرنا پڑا۔ میں حیران ہوں، مجھے ڈاکٹر ہو کر بھی اس معجزے کی توقع نہیں تھی کہ ان کی قوتِ ارادی اور جینے کی آرزو انہیں زندگی کی طرف لوٹا دے گی۔ میں اس کے لئے تمہارا شکر گزار ہوں۔۔۔۔۔ مگر دیکھو! اب بہت سمجھداری سے کام لینا۔ انہیں

صدمے سے ہر صورت بچانا ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے تاکیداً کہا۔

اُجالا نے کچھ بے چارگی سے اُس کی طرف دیکھا۔

''پلیز، مجھے آپ کوئی مشورہ تو دیں نا ـــــ میں تو بہت اُلجھ گئی ہوں۔ آنٹی اتنی اچھی اور اتنی محبت کرنے والی ہیں کہ میرا تو حوصلہ نہیں پڑتا کہ ان پر یہ سب کچھ کس طرح سے ظاہر کیا جائے۔''

''یہ سب دردِ سر تمہارا ہے ـــــ تم خود ہی اس سے نمٹو ـــــ میں اس شادی کی ناکامی کی ذمہ داری خود پر نہیں لے سکتا۔'' اُس نے کورا جواب دے دیا۔

اُجالا نے بری طرح اُلجھ کر ڈاکٹر دانیال کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھا جو اُسے یہ مشکل کام سونپ کر خود یوں بری الذمہ ہو گیا تھا جیسے اُس کا اس سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ جیسے اس کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔ وہ جھنجلا کر اپنی جگہ سے اُٹھی اور لاتعلقی سے بولی۔

''اچھا ـــــ میں اس پر سوچوں گی کہ یہ سب کچھ کس طرح کیا جائے۔''

''شیور ـــــ!'' وہ تائیدی انداز میں بولا اور اُٹھ کر باتھ روم میں گھس گیا۔ اُجالا چند لمحے جھلائی ہوئی سی بند دروازے کی طرف دیکھتی رہی، پھر پیر پٹختی ہوئی اپنے بیڈ روم میں آ گئی اور دروازہ لاک کر لیا۔

✽✽✽

اگلی صبح ناشتہ ختم کر کے ڈاکٹر دانیال جیسے ہی ہاسپٹل جانے کے لئے اٹھا اُجالا بھی کرسی دھکیل کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''ذرا ٹھہر جائیے ـــــ میں بھی آپ کے ساتھ ہاسپٹل چلوں گی۔''

ڈاکٹر دانیال حیران ہوا۔

''کیوں ـــــ؟''

''کیوں کا کیا مطلب ـــــ دو تین دن سے فارینہ ہاسپٹل میں ہے ـــــ اُس کا میجر آپریشن ہوا ہے ـــــ اُسے دیکھنے نہیں جانا؟'' اُجالا نے بڑے صاف لفظوں میں کہا۔

''آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ آئی۔سی۔یو میں ہے ـــــ دو ایک

روز تک اس سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے خشکی سے کہا۔

''میں کم از کم اُسے دیکھ تو لوں گی نا ـــــ میری تسلی ہو جائے گی۔'' اُجالا نے اصرار کیا۔

''نہیں ـــــ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ـــــ کچھ دنوں تک وہ گھر آ ہی جائے گی۔'' ڈاکٹر دانیال کے لہجے میں ناگواری تھی۔

''آخر آپ مجھے کیوں نہیں لے جانا چاہتے؟ ـــــ ایسی کیا بات ہے؟'' اُجالا نے مشکوک سے لہجے میں کہا۔ ''وہ میری بہن ہے ـــــ اتنے دنوں سے ہاسپٹل میں ہے۔ میں اُسے دیکھنا چاہتی ہوں۔''

ڈاکٹر دانیال نے گھور کر اُس کی طرف دیکھا۔

''کیا تم نے صبح ہی صبح موڈ خراب کر دیا ہے۔ بتایا نہیں تمہیں کہ وہ دو ایک روز تک گھر آ جائے گی ـــــ پھر جی بھر کے دیکھ لینا اُسے۔ میں وہاں دوسرے مریضوں کے وزیٹرز کو برا بھلا کہتا ہوں جو آ کر اسٹاف کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں اور خود تمہیں لے جاؤں ـــــ دماغ خراب نہیں ہے میرا۔''

''ہم نے کون سا قافلہ لے کر جانا ہے ـــــ صرف میں اکیلی ہی تو جاؤں گی۔'' اُجالا نے مرعوب ہوئے بغیر کہا۔

''نہیں جاؤ گی تم ـــــ کہہ دیا ہے میں نے ایک مرتبہ۔'' اُس نے غصے میں کہا۔

''آنٹی جی! ـــــ دیکھ لیجئے، کتنی زیادتی ہے یہ۔ آپ ان سے کہیے نا کہ مجھے لے کر جائیں ـــــ نہیں تو میں خود ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی۔'' اُجالا نے اس کی بجائے امی جان کو مخاطب کر لیا۔

وہ بالکل خاموش بیٹھیں اُن کی یہ بحث بڑے غور سے سن رہی تھیں۔ انہوں نے ایک نظر اُس کی طرف دیکھا اور ایک نگاہ ڈاکٹر دانیال پر ڈالی جو فراخ پیشانی پر تیوری ڈالے اکڑا کھڑا تھا، پھر نرمی سے بولیں۔

''دانی بیٹا! ـــــ اُجالا کہتی تو ٹھیک ہے۔ اسے لے جاؤ ـــــ ایک مرتبہ اپنی بہن کو دیکھ آئے گی۔''

''مجھے پتہ تھا آپ نے یہی کہنا ہے ـــــ اسی کی حمایت کرنی ہے۔ بہت سر

چڑھا لیا ہے آپ نے اس کو۔" ڈاکٹر دانیال کا لہجہ درشت تھا۔

"دانیال!___ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟___ تم نے تو کبھی مجھ سے اس طرح بات نہیں کی۔" امی جان نے کچھ تاسف، کچھ استعجاب سے کہا۔

"آئی ایم سوری امی جان!" وہ لپک کر اُن کے برابر پہنچا اور اُن کا ہاتھ تھامتے ہوئے خجالت سے بولا۔ "امی جان! معاف کر دیجئے، پلیز۔ اس نے میرا موڈ اتنا خراب کر دیا ہے کہ بس مجھے کچھ بھی......" اُس نے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

"اچھا چلو___ اب اپنا موڈ ٹھیک کر لو۔ اور اُجالا کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ بیٹا! بری بات ہے۔ دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھنا چاہئے___ چلو میرا بیٹا!___ میرا چاند___!" انہوں نے پیار سے بچوں کی طرح اس کا گال تھپتھپایا۔

وہ انکار نہیں کر سکا۔ لیکن صاف معلوم ہوتا تھا کہ بڑی مشکل میں ہے۔ اُس نے برا سا منہ بنا کر اُجالا کی طرف دیکھا اور کڑوے لہجے میں بولا۔

"چلو اُٹھو___ جلدی کرو___ مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

اُجالا نے خفگی سے سر جھٹکا۔ "آپ مجھ پر یہ احسان نہ کریں___ کوئی ضرورت نہیں مجھے اس طرح جانے کی۔"

ڈاکٹر دانیال جھنجھلا گیا۔

"دیکھا امی جان!___ اسے کہیں، چلنا ہے تو چلے۔"

"اُجالا بیٹی!___ اُٹھو!___ چلو دانی کے ساتھ___ بات کو ختم کرتے ہیں، یوں بڑھاتے نہیں۔" امی جان نے قدرے سختی سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اُجالا ہونٹ چباتی ہوئی اُٹھی۔

"آنٹی جی!___ میں صرف آپ کی وجہ سے جا رہی ہوں۔"

"اچھا بیٹا! جاؤ___ اللہ نگہبان۔" انہوں نے دعا دی۔

وہ کرسی دھکیل کر اٹھی تو ڈاکٹر دانیال دروازے تک پہنچ چکا تھا۔ وہ تیز قدموں سے اُس کے پیچھے لپکی۔ وہ برآمدے کی سیڑھیاں اُتر کر کار میں بیٹھ گیا۔ اُجالا لمبے لمبے ڈگ بھرتی کار کے نزدیک پہنچی تو وہ کار اسٹارٹ کر چکا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اُس کے برابر بیٹھ گئی۔ اُس نے زن سے گاڑی باہر نکالی۔ اُجالا نے رخ موڑ کر اُس کی طرف

دیکھا___ اُس کا موڈ بہت خراب تھا اور وہ گردن اکڑائے ہوئے سامنے دیکھ رہا تھا۔

اُجالا اپنی ہنسی ضبط نہیں کر سکی۔

"ڈاکٹر صاحب! بہت موڈ خراب ہے؟" اُس نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

اُس نے گردن گھما کر اُس کی طرف دیکھا۔

"اسی لئے تمہارے دانت نکل رہے ہیں۔"

اُجالا کو اور ہنسی آئی۔

"اتنی جلدی بھول گئے آپ___ رات آپ نے کیا کہا تھا؟"

"اوہ___ آئی سی___" اُسے فوراً یاد آ گیا اور وہ بھی ہنس پڑا۔ "ارے دیکھو، مجھے بالکل یاد نہیں رہا تھا اور مجھے تم پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ تم کس قدر تکرار کر رہی ہو۔ بھئی مان گئے تمہیں___ بہت اچھی پرفارمنس دی تم نے۔"

"شکریہ!___ شکریہ___!!" اُجالا نے مسکرا کر آداب کیا اور ہنستے ہوئے بولی۔ "اور آپ نے بھی بغیر جانے بوجھے اچھی ہی پرفارمنس دے ڈالی۔"

"عنایت ہے آپ کی___ بلکہ ایک اداکارہ سے اتنی داد لینا بھی بڑے اعزاز کی بات ہے۔" وہ کہنے لگا۔

"یہ سب کچھ میں نے آنٹی کو دکھانے کے لئے کیا ہے___ اگر آپ کو کوئی دشواری ہو یا آپ کسی وجہ سے نہیں چاہتے تو بے شک مجھے ہاسپٹل نہ لے جائیے۔" اُجالا بولی۔

گاڑی سرخ بتی کے سامنے رُکی___ ڈاکٹر دانیال نے رخ پھیر کر اُس کی طرف دیکھا۔ "دل سے کہہ رہی ہو___؟"

اُجالا متذبذب ہوئی۔ اُس نے کچھ سوچا پھر روانی سے بولی۔

"نہیں___ میں دل سے تو نہیں کہہ رہی___ میں آپ کی وجہ سے کہہ رہی ہوں۔ میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔"

"اچھا___" ڈاکٹر دانیال نے غور سے اُس کی طرف دیکھا۔ "پریشان ہی تو کرتی رہتی ہو اور کہتی ہو کہ پریشان نہیں کرنا چاہتی۔"

"نہیں___" اُجالا نے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر نفی میں سر ہلایا۔ "میں نے تو

"نہیں ـــــ میں نے کب پریشان کیا آپ کو؟"

بتی سبز ہو چکی تھی ـــــ اُس نے سامنے دیکھتے ہوئے گاڑی بڑھائی۔

"کسی روز گنواؤں گا تمہیں۔"

اُجالا حیران ہوئی۔

"آپ کو اتنی شکایتیں ہیں مجھ سے؟"

"کیوں ـــــ کیا خیال ہے تمہارا؟ ـــــ تم سے کسی کو شکایت نہیں ہو سکتی؟" ڈاکٹر دانیال نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔

"میں کوشش تو کرتی ہوں کہ میری وجہ سے کسی کو کوئی پریشانی نہ ہو۔" اُجالا نے سادگی سے کہا۔

"مگر اس کوشش میں تمہیں کوئی کامیابی نہیں ہوتی۔" وہ زور دے کر بولا۔

اُجالا کچھ اُلجھی اُلجھی سی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مسلنے لگی۔ پھر بجھے بجھے سے انداز میں بولی۔

"چلیے ـــــ کچھ روز اور برداشت کر لیجیے ـــــ پھر تو آپ کی یہ پریشانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔"

"ہاں بھئی، بہت پریشانی ہے ـــــ بڑا ذہنی دباؤ ہے۔" وہ بیزاری سے کہنے لگا۔

اُجالا کے اندر جیسے کچھ چھن سے ٹوٹ گیا۔ اُس کی اس بیزاری نے جیسے اُسے گھائل سا کر دیا۔ وہ چپ کی چپ رہ گئی اور اپنے برابر بیٹھے ہوئے اس بے حس شخص کے پتھر دل کے بارے میں سوچنے لگی جس میں کوئی جذبہ، کوئی احساس، گداز پیدا نہیں کر سکتا تھا۔

اُسے پتہ ہی نہیں چلا کہ ڈاکٹر دانیال نے کب گاڑی روکی اور کب اُس سے مخاطب ہوا۔

"محترمہ! ـــــ کہاں کھوئی ہوئی ہیں آپ؟ ـــــ نیچے تشریف لے چلیے۔"

اُجالا نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ ہنس کر بولا۔

"ایسا کیا سوچ رہی ہو کہ گرد و پیش کی تمہیں خبر ہی نہیں؟"

اُجالا خفیف سی ہوگئی۔ اُس نے جلدی سے پلٹ کر دروازہ کھولا اور یہ دیکھ کر ایک

خوشگوار سی حیرت میں ڈوب گئی کہ گاڑی ہاسپٹل کے کمپاؤنڈ میں کھڑی تھی۔ ڈاکٹر دانیال بھی دوسری طرف کا دروازہ بند کر کے اسی طرف آ گیا۔

اُجالا اب سے کچھ دیر پہلے کی ساری تلخیوں کو بھول گئی۔ فارینہ سے ملنے کے خیال نے اُسے تر و تازہ کر دیا۔ اُس نے ممنون نگاہوں سے ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا اور ہلکے سے اس کا بازو چھو کر بولی۔

"تھینک یو ویری مچ ڈاکٹر صاحب!"

"کس لئے؟" وہ انجان بن کر بولا۔

"یہاں ہاسپٹل میں لانے کے لئے ـــــ میں فارینہ کو دیکھنے کے لئے بہت بے چین تھی۔" اُس نے صاف گوئی سے کہا اور اس کے برابر چلنے لگی۔

یہ دیکھ کر وہ کچھ جھجک سی گئی کہ ہر نگاہ اُس پر تھی۔ عملے کے لوگ بڑے اشتیاق سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ نرسیں آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اس کی طرف متوجہ کر رہی تھیں۔ اُجالا کو احساس ہوا کہ ڈاکٹر دانیال جو اُسے یہاں لانے سے جھجکتا تھا تو درست ہی تھا۔

ڈاکٹر دانیال نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اُسے اندر آنے کے لئے کہا۔

اُجالا نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی ـــــ وہ ایک سادہ اور ستھرے ذوق کا غماز کمرہ تھا۔ تمام چیزیں ترتیب سے لگی ہوئی تھیں۔

"یہ آپ کا کمرہ ہے؟" اُس نے سوال کیا۔

"ہوں ـــــ!" اُس نے جواب میں ایک لمبی سے ہوں کی اور کاغذات اور فائلیں اُلٹنے پلٹنے لگا۔ پھر اُس نے انٹر کام میں کسی سے کہا۔

"کمرہ نمبر پانچ کی مریضہ کیسی ہیں؟"

نہ جانے دوسری طرف سے کیا جواب ملا؟ ـــــ اُس نے اتنا کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ "ذرا بانو کو بھیجئے۔"

اُجالا بے تابی سے اُس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ لیکن فارینہ کے بارے میں کوئی سوال کرنے سے ہچکچا رہی تھی۔ ڈاکٹر دانیال نے خود ہی اُس کی اُلجھن دُور کر دی۔

"فارینہ کو ابھی سکون کی دوائیں دی جا رہی ہیں ـــــ تم اُسے ڈسٹرب نہ کرنا۔

بس دُور سے دیکھ کر جلدی سے واپس آؤ۔"

اُجالا کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ "وہ ٹھیک تو ہے نا ــــ؟" اُس نے سانس روک کر پوچھا۔

"ایک بار بتایا جو ہے کہ وہ ٹھیک ہے بالکل۔" وہ اُکتایا ہوا سا بولا۔ "تمہیں یقین نہیں آتا تو ابھی خود جا کر دیکھ لینا۔"

دروازہ کھلا اور ایک نرس نے اندر جھانکا۔ ڈاکٹر دانیال نے اُسے دیکھتے ہی کہا۔

"آؤ بانو! ــــ ذرا انہیں مس فارینہ کے کمرے میں لے جاؤ۔ لیکن دیکھنا، وہ ڈسٹرب نہ ہوں۔"

بانو نے اُسے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ اندیشوں اور وسوسوں سے لرزتے دل کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو گئی۔ خصوصی نگہداشت کے حصے میں فارینہ ایک کمرے میں آنکھیں بند کیے لیٹی تھی ــــ اُس کے بازو میں نالی لگی تھی۔ دوسری جانب بھی کوئی مشین رکھی ہوئی تھی۔ اُس کا چہرہ زرد اور سر پٹیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

اُجالا چپ کھڑی اُسے دیکھتی رہی اور اُس کی آنکھوں سے آنسو آپ سے آپ بہتے رہے۔ لیکن اُسے ان کی خبر نہیں ہوئی۔

پھر بانو نے اُس کا شانہ ہلایا۔

"مسز دانیال! چلئے۔"

اُجالا نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا اور ہولے سے بولی۔

"میں کچھ دیر اور نہیں رُک سکتی؟ ــــ میرا مطلب ہے میں مریضہ کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ جاؤں؟"

"نہیں ــــ ڈاکٹر صاحب نے منع کیا ہے۔" وہ بولی۔

"اب یہ ٹھیک ہے نا؟" اس نے یونہی تسلی کے لئے پوچھا۔

"جی بالکل ــــ آپریشن بہت اچھا ہوا ہے ــــ یہ تو اب دواؤں کے اثر سے سو رہی ہیں، ورنہ یہ بالکل ٹھیک ہیں ــــ انہیں زیادہ سے زیادہ آرام کی ضرورت ہے۔" بانو نے تفصیل سے بتایا۔

اُجالا نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُس کی آنکھوں سے فکر، پریشانی اور تشکر کے ملے

جلے آنسو پھر بہنے لگے ــــ بانو نے ایک ٹشو پیپر اُس کی طرف بڑھایا۔

"مسز دانیال! ــــ پلیز، خود کو اتنا پریشان نہ کریں ــــ مس فارینہ بہت جلد اچھی ہو جائیں گی۔"

اُجالا نے اُس کے ہاتھ سے ٹشو پیپر لے لیا اور اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئی۔

سامنے ہی سفید اوور آل پہنے ڈاکٹر دانیال چلا آ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟" اُس نے اُسے آنسو پونچھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"کچھ نہیں۔" اُس نے جلدی جلدی آنکھیں صاف کر لیں۔

"رو کیوں رہی ہو؟" وہ قدرے تشویش آمیز لیکن درشت لہجے میں بولا۔

"کچھ نہیں ــــ یہ تو خوشی کے آنسو ہیں ــــ میں بہت خوش ہوں کہ فارینہ کو نئی زندگی مل گئی ہے ــــ آپ کی یہ مہربانی مجھے کبھی نہیں بھولے گی۔" اُجالا نے جذباتی لہجے میں پوری سچائی سے کہا۔

"اور جو بھول گئیں ــــ تو؟ ــــ" وہ اُس کی آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"نہیں ــــ کبھی نہیں۔" اُس نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"اچھا ــــ اب تم گھر چلو ــــ باہر ڈرائیور تمہارا انتظار کر رہا ہے۔" اُس نے فوراً ہی موضوع بدل دیا۔

اُجالا اُسے خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آئی۔



وہ گھر پہنچی تو امی جان اُس کی منتظر تھیں۔

اُن کے پاس لالہ رُخ بھی بیٹھی تھی ـــــ وہ ابھی نہا کر آئی تھی۔ اُس کے گھنیرے سیاہ بالوں میں پانی کے قطرے ابھی تک اٹکے ہوئے تھے جو فانوس کی روشنی میں کبھی کبھی سات رنگوں میں چمکنے لگتے تھے۔ اُس نے لیس کا سفید جوڑا پہن رکھا تھا۔ وہ کچھ ایسی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھی جن میں نفرت اور ناپسندیدگی تھی۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک بناوٹی سی مسکراہٹ تھی۔

''آ گئیں بیٹی! کہو، فارینہ کیسی ہے؟'' امی نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا۔

اُجالا بہت خوش تھی۔ اُس کا چہرہ کھلا کھلا سا لگ رہا تھا۔ وہ مسکراتی ہوئی اُن کے قریب بیٹھ گئی۔

''وہ سو رہی تھی ـــــ میں نے اُسے دور ہی سے دیکھا ہے۔ مگر تسلی ہو گئی ہے۔ آپ کے بیٹے نے تو کمال کر دیا ہے۔''

''میرا دانی بہت اچھا سرجن ہے۔'' انہوں نے تفاخر سے کہا اور اس سے بولیں۔

''اُجالا! آج تو تم نے بھی کمال کر دیا ـــــ خوب تکرار کی دانی سے۔ راستے میں اُس نے کچھ کہا تو نہیں؟''

اُجالا چونکی۔ اُسے یاد آیا کہ اُسے تو اپنا کردار کسی اور طرح سے ادا کرنا تھا۔ امی جان کو کچھ اور ہی تاثر دینا تھا ـــــ اُس نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور برا سا منہ بنا کر بولی۔

''بہتیرا کچھ کہتے رہے ـــــ مگر میں بالکل چپ رہی کہ کہیں غصے میں آ کر راستے میں ہی نہ اُتار دیں۔ کسی وقت تو ایسے بے حس ہو جاتے ہیں کہ دوسرے کا بالکل خیال

نہیں کرتے۔ چاہتے ہیں کہ ہر وقت ان ہی کی مانی جائے۔''

''بیٹا! سارے ہی مرد یہی چاہتے ہیں کہ اُن کی بات اونچی رہے ـــــ اُن کی بات ہی مانی جائے۔ اس سے اُن کی انا، اُن کے احساسِ برتری کی تسکین ہوتی ہے۔'' امی جان نے پیار سے کہا۔

''مگر آنٹی! ـــــ دوسرے کی بھی تو کوئی انا ہوتی ہے۔'' اُجالا نے جان بوجھ کر اپنے انداز میں تلخی بھری۔

''یہی بات تو تمہارے سمجھنے کی ہے بچی! کہ محبت کرنے والوں کو خوشی اسی میں ملتی ہے کہ ان کی انا کو تقویت ملے ـــــ ان کی بات اونچی رہے، جیسے وہ چاہتے ہیں۔ بیوی کے لئے اُس کا شوہر ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ اُس کا محبوب بھی، اُس کی زندگی کا ساتھی بھی اور اُس کے سر کا تاج بھی۔'' امی جان نے ملائمت سے سمجھایا۔

اُجالا ایک چور سی نگاہ سے لالہ رخ کے تاثرات بھی دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں سے ایک ناتمام آرزو بڑی حسرت سے جھانک رہی تھی۔ اُجالا نے ہونٹ چبائے اور جان بوجھ کر اسے جتانے کو بولی۔

''آنٹی! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر ـــــ'' اُس نے دانستہ تھوڑا توقف کیا۔

''مگر کیا بیٹی؟ ـــــ'' امی جان نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اُجالا نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

''آنٹی! سوچتی ہوں، کہوں یا نہ کہوں ـــــ کہیں آپ ناراض تو نہیں ہوں گی؟''

''نہیں بیٹی! ـــــ تم شوق سے کہو۔ میں بھلا تم سے ناراض ہو سکتی ہوں؟'' وہ محبت سے بولیں۔

''آنٹی! یہ سب کچھ کہنے اور سوچنے میں تو بہت اچھا لگتا ہے۔ لیکن نباہنے میں یہ آسان نہیں ہوتا۔ بہت بدلا بدلا سا لگتا ہے ـــــ بڑی مشکل میں ڈال دیتا ہے۔'' اُجالا نے اپنے چہرے کو چومتی ہوئی لٹ سمیٹ کر کہا۔

امی جان ابھی خاموش ہی تھیں کہ لالہ رخ نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔

''اُجالا! تمہیں دانیال کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے میں کچھ مشکل ہو رہی ہے؟''

اُجالا نے نگاہ اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کے خوبصورت چہرے پر ایک

موہوم سی اُمید کی مدھم مدھم چمک تھی۔

''وہ بہت مشکل انسان ہیں ——'' اُجالا نے گول مول سا جواب دیا۔

امی جان ہنسیں۔

''بیٹا! —— ہر مرد ایک مشکل، ایک چیلنج ہی تو ہوتا ہے۔ اور چیلنج اٹھانے کے لئے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے —— قربانی دینی ہوتی ہے۔''

''ٹھیک کہتی ہیں آپ آنٹی!'' اُجالا نے سر ہلایا۔ ''آپ کا بیٹا واقعی چیلنج ہے —— اتنا بڑا چیلنج کہ بعض اوقات مجھے ڈر لگنے لگتا ہے۔''

''ڈر؟ —— کیسا ڈر ——؟؟'' لالہ رُخ کا لہجہ متجسس تھا۔

''معلوم نہیں ——'' اُجالا نے اُس کے تجسس کو اور مہمیز دی۔ ''کچھ سمجھ میں نہیں آتا —— لیکن ایک خوف سا رہتا ہے۔ میں اسے بیان نہیں کر سکتی۔''

''کس بات کا خوف ——؟'' لالہ رُخ کو جیسے اس کے بارے میں جاننے کا بہت اشتیاق تھا۔

''خوف ——'' اُجالا نے سوچا کہ اسے کس طرح اُلجھائے۔ پھر حلق صاف کر کے جان بوجھ کر کھوئی کھوئی سی بولی۔

''بس ایک خوف سا رہتا ہے ان کی طرف سے کہ اگلے ہی لمحے وہ کیا کہہ دیں۔ کیا فیصلہ کر لیں —— کچھ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ —— کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا —— شاید میں اب تک انہیں جان نہیں پائی۔''

لالہ رُخ شاید اُسے کچھ اور کریدتی کہ ایک ملازم نے آ کر بتایا کہ امریکہ سے اُس کا فون آیا ہے۔ وہ معذرت کر کے اُٹھ گئی تو امی جان نے اُس کا ہاتھ تھاما۔

''اُجالا بیٹی! —— تمہیں کسی خوف کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت نہیں۔ میں دانی کو جانتی ہوں —— وہ صرف تمہیں چاہتا ہے —— صرف تمہیں ——''

اُنہوں نے جھک کر اُس کے رُخسار پر چھوٹا سا پیار کر لیا۔

اُجالا گنگ سی ہو کر اُن کی طرف دیکھتی رہ گئی۔

❋❋❋

کاشف اور مہرین ابھی تک ہنی مون سے نہیں لوٹے تھے۔

اُن کا خیال تھا کہ وہ پوری دنیا کا چکر لگا کر خوب تفریح کر لیں تو پھر گھر داری کے جھنجھٹ میں اُلجھیں۔ دونوں کا اکثر ہی ٹیلی فون آتا رہتا تھا —— دونوں بہت خوش تھے اور خوب تفریح کر رہے تھے۔

ایک شام کاشف کا ٹیلی فون آیا تو ڈاکٹر دانیال بھی موجود تھا۔ اُسی نے فون اٹھایا اور کاشف سے گپ شپ کرتا رہا —— پھر امی جان سے بات ہوئی۔ اُنہوں نے بات ختم کر کے ریسیور رکھا اور محبت سے بولیں۔

''شکر ہے کہ کاشف، مہرین کے ساتھ خوش ہے —— مجھے تو اس لڑکے کی طرف سے بہت فکر تھی۔''

''واقعی آنٹی! —— یہ تو بڑی بات ہے —— مگر میرا خیال ہے اس کا سارا کریڈٹ مہرین کو ہی جاتا ہے۔ جس نے اس پلے بوائے کو قابو کیا ہے۔'' لالہ رُخ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ورنہ ان حضرت نے کہاں کہاں پاؤں نہیں پھیلائے تھے —— شہر کی کوئی لڑکی ایسی نہیں تھی جس کو اس نے سبز باغ نہ دکھائے ہوں۔'' ڈاکٹر دانیال نے کچھ اس انداز سے اُجالا کی طرف دیکھا کہ وہ اندر ہی اندر تلملا گئی۔

اس احساس نے اُسے خجل سا کر دیا کہ ڈاکٹر دانیال کاشف کے ساتھ اس نام نہاد تعلق کو بھولا نہیں تھا جو محض ایک غلط فہمی پر مبنی تھا —— لیکن اُس نے اُس کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

''چھوڑو بھی دانی! —— اب اتنا بھی مبالغہ نہ کرو۔'' امی جان نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بھی ہنس پڑا۔

''امی جان! آپ کو کیا پتہ —— اس کی ان ساری حرکتوں کا حساب کتاب تو مجھے ہی رکھنا پڑتا تھا کہ موصوف کہیں اُلٹی سیدھی جگہ نہ جا پھنسیں —— ایک جگہ سے تو میں نے جس طرح اس کی جان چھڑائی ہے، وہ میں ہی جانتا ہوں کہ کیا گزری —— بلکہ اب تک گزر رہی ہے۔''

اُجالا اُس کا اشارہ سمجھ کر پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ مگر کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔ وہ ڈاکٹر

دانیال سے نگاہ بھی نہیں ملا پاتی تھی۔

لالہ رُخ نے اُس کی بات اُچک لی۔

''یہ پھر کیا گزری ـــــ اور ـــــ اب تک گزر رہی ہے سے جناب کا کیا مطلب ہے؟'' اُس نے کمان جیسے ابروؤں کو ایک دلآویز جنبش دے کر معنی خیز لہجے میں شرارتاً کہا۔

ڈاکٹر دانیال مصنوعی رازداری سے اُس کی جانب جھکا۔

''کچھ خدا کا خوف کرو رُخی! ـــــ یہ کس وقت کیا پوچھ رہی ہو؟''

وہ چاندی کی نازک گھنٹیوں جیسی آواز میں دلکش ہنسی ہنسی۔

''ہوں ـــــ'' اُس نے بے حد خوبصورت آنکھوں کو پوری طرح سے کھول کر سر ہلایا۔ ''کاشف بے چارا تو مفت میں بدنام ہے ـــــ کم تم بھی نہیں ہو۔''

''عنایت ہے آپ کی۔'' وہ شرارت سے کالر چھو کر بولا۔

امی جان اور لالہ رخ دونوں ہی ہنس پڑیں۔ اُجالا بے دلی سے مسکرائی۔ وہ خود کو بہت الگ تھلگ اور غیر سا محسوس کر رہی تھی۔ ان سب میں جیسے ایک تعلق، واسطہ اور لگاؤ تھا ـــــ وہ ایک دوسرے سے بہت قریب معلوم ہو رہے تھے اور اُس کے چاروں طرف تنہائی ہی تنہائی تھی۔

''اچھا دانیال بیٹا! ـــــ میری ایک بات غور سے سنو۔'' امی جان نے اُسے مخاطب کیا۔

''جی فرمایئے!'' وہ مستعدی سے بولا۔

''اللہ رکھے کاشف اور مہرین خیر سے واپس آ جائیں تو تم ہاسپٹل سے چھٹی لو اور اُجالا کو لے کر گھومنے پھرنے نکلو ـــــ یہ بے چاری تو جب سے آئی ہے میری ہی تیمارداری میں لگی ہوئی ہے۔ ایک دن بھی تو کہیں نہیں گئی۔'' امی جان نے کہا۔

''تم ہنی مون کے لئے نہیں گئے دانی؟'' لالہ رُخ نے تعجب سے پوچھا اور ایک گہری نگاہ اُجالا پہ ڈالی۔

اُجالا کھٹک سی گئی اور اپنی توجہ ہٹانے کو یونہی اپنے کان کا بُندہ درست کرنے لگی تاکہ کسی سے نگاہیں چار نہ ہو جائیں ـــــ اور کوئی اُس کے دل کی زیر و زبر کیفیات کو

اس کی آنکھوں میں نہ پڑھ لے۔

''بھئی ہمارے پیشے میں فرصت کہاں ہوتی ہے۔'' وہ بے نیازی سے بولا۔

''اُجالا نے احتجاج نہیں کیا؟'' لالہ رخ نے کریدا۔

''اسی سے پوچھ لو۔'' ڈاکٹر دانیال نے اسے اُجالا کی طرف متوجہ کر دیا۔

اُجالا چونک کر سنبھلی اور اُس کے سوال کے جواب میں سادگی سے بولی۔

''آنٹی کی طبیعت اُن دنوں بہت خراب تھی ـــــ کہیں آنے جانے کا تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔''

''اب آنٹی کی طبیعت ٹھیک ہے بیٹا!'' امی جان نے مسکرا کر کہا۔ ''خیر سے کاشف اور مہرین آ جائیں تو اس نالائق کو کان سے پکڑو اور جہاں دل چاہے لے کر جاؤ۔ میں دیکھتی ہوں یہ کیسے مصروفیت کا بہانہ بناتا ہے۔''

''امی جان! ـــــ کسی کسی وقت تو آپ بالکل سوتیلی ماں بن جاتی ہیں۔'' ڈاکٹر دانیال نے دُہائی دی۔

امی جان کو ہنسی آ گئی۔

''بھئی مجھے سوتیلی ماں بننا منظور ہے۔ تم کسی طرح دن رات کی اس مصروفیت سے تو نکلو۔ بیٹا! تھوڑا وقت گھر کو، اپنے لوگوں کو بھی دینا چاہئے ـــــ اُجالا اگر تم سے کوئی تقاضا نہیں کرتی تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم اس کا حق بھی اسے نہ دو۔''

''بہت تقاضے کرتی ہے یہ۔ آپ کو نہیں پتہ ـــــ آپ کے سامنے گھنی بنی رہتی ہے جیسے منہ میں زبان ہی نہیں۔'' ڈاکٹر دانیال نے تلخی سے کہا۔

اُجالا نے نگاہ اُٹھائی۔ لالہ رُخ ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اُس کی خوبصورت آنکھوں میں ایک والہانہ چمک تھی جیسے ڈاکٹر دانیال کے لہجے کی اس تلخی میں اُس کے لئے کوئی نرالا مفہوم ہو۔

اُجالا نے موقع غنیمت جانا اور براہِ راست ڈاکٹر دانیال کو ہی مخاطب کر لیا۔

''ڈاکٹر صاحب! پلیز ـــــ پھر میں کچھ کہہ دوں گی تو آپ.......'' اُس نے تیوری چڑھا کر بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

''ہاں بھئی، کہو ـــــ کیا کہنا ہے؟ ـــــ یہ بھی دل کی حسرت نکال لو۔'' ڈاکٹر

دانیال نے خشکی سے کہا۔

اُجالا نے ہونٹ چبائے۔ ''کتنی دیر چپ رہوں گی۔ آخر تو کہنا ہی پڑے گا۔ کوئی کب تک خود پر جبر کرے ــــــ عذاب سہتا رہے۔'' وہ ایک جھٹکے سے اُٹھی اور غصے میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

راہداری کو تیز قدموں سے طے کرتے ہوئے اُسے احساس ہوا کہ وہ سچ مچ غصے میں تھی۔ اُسے خود پر حیرت ہوئی کہ بھلا اُسے کس پر غصہ آرہا تھا اور اُسے غصہ کرنے کا حق بھی کیا تھا ــــــ ڈاکٹر دانیال نے اس سے جو معاہدہ کیا تھا وہ اسے نباہ رہا تھا تو پھر اسے غصہ کیوں آیا تھا ــــــ؟

اُس نے تو امی جان کو دکھانے کے لئے بناوٹی غصہ کیا تھا لیکن وہ اب تک کیوں سُلگ رہی تھی؟ ــــــ کیوں پیچ و تاب کھا رہی تھی؟ ــــــ ان سارے سوالوں کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا ــــــ سوائے اس کے کہ خود کو سمجھائے، خود کو سنبھالے اور اپنے کردار میں اس قدر ڈوب جانے پر خود کو ملامت کرے۔

***

رات کے کھانے پر بھی اُس کی طبیعت حاضر نہیں تھی۔ اُس کا کھانا کھانے کو بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن اُسے میز پر بیٹھنا پڑا۔ اُسے اپنا موڈ درست کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اس ڈرامے میں جو کردار ادا کر رہی تھی اس کا تقاضا یہی تھا کہ وہ اپنا موڈ خراب ہی رکھے ــــــ اس لئے اُس نے گفتگو میں کوئی حصہ نہیں لیا اور نہ ہی ماحول میں گھلی ملی۔

امی جان اب ڈائننگ ٹیبل پر ہی سب کے ساتھ کھانا کھانے لگی تھیں۔ انہوں نے ایک دو مرتبہ اسے مخاطب کیا لیکن اس نے بہت مختصر سے جواب دیے۔ اُجالا نے محسوس کیا کہ لالہ رُخ بار بار ایک چھپی ہوئی سی نگاہ سے اس کا جائزہ لے رہی تھی جیسے اُس کے احساسات کو جان لینا چاہتی ہو۔

ڈاکٹر دانیال اس کی جانب سے بالکل ہی اغماض برت رہا تھا اور اسے مکمل طور پر نظر انداز کر کے لالہ رخ سے شگفتہ شگفتہ باتیں کئے جا رہا تھا۔

جیسے تیسے کھانا ختم ہوا تو اُجالا کرسی دھکیل کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ چلنے کی اجازت

لینے کو کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ امی جان نے اُس کی مشکل آسان کر دی۔

''کیوں بیٹا! ــــــ چل دیں؟ ــــــ تھوڑی دیر بیٹھو گی نہیں ہمارے پاس؟''

اُجالا کچھ جھجک سی گئی۔ پھر معذرت خواہانہ لہجے میں بولی۔

''آنٹی! آئی ایم سوری ــــــ مجھے بہت نیند آرہی ہے۔''

انہوں نے گہری نگاہ اُس پر ڈالی۔

''تمہاری آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہیں۔'' اُجالا نے ٹپٹا کر نظریں چرا لیں۔

''آہا ــــــ امی جان تو اب آنکھوں کی زبان بھی سمجھنے لگی ہیں۔'' ڈاکٹر دانیال نے مذاق سے کہا۔ ''امی جان! ذرا مجھے بھی بتا دیجئے کہ ان محترمہ کی آنکھیں کیا کہتی ہیں۔ مجھے تو کبھی ان کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔''

''آپ کو سمجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟'' اُجالا منہ بنا کر دھیرے سے منمنائی۔

امی جان نے دونوں کی طرف دیکھا۔

''بیٹا! ــــــ دل سے دل ملا ہو تو آنکھوں کی بات سمجھ میں آجاتی ہے۔''

''لیجئے جناب! ــــــ ابھی آنکھوں کی بات سمجھ میں آئی نہیں اور امی جان نے دل کا معاملہ پیش کر دیا۔'' ڈاکٹر دانیال نے ہنستے ہوئے کہا۔

''خطرے والی بات ہے۔'' لالہ رُخ نے گھنیری پلکوں میں سے جھانکا۔ ''دل کا معاملہ تو دونوں طرح سے خطرناک ہوا کرتا ہے ــــــ شاعروں والا بھی اور ڈاکٹروں والا بھی۔''

''ایک تیسری طرح بھی ہوتی ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے اُس کی بات بڑھائی۔

''بزنس والا بھی ــــــ کاروباریوں والا بھی۔''

''چھوڑو بھی دانی! ــــــ دل کے معاملوں میں کاروبار نہیں ہوا کرتے۔'' لالہ رخ نے ٹوکا۔

''لو ــــــ کاروبار کا کیا ہے ــــــ وہ تو ہر وقت، ہر جگہ ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ تمہیں کیا پتہ کیسے کیسے کاروبار ہوتے ہیں۔'' ڈاکٹر دانیال نے جس انداز میں کہا اُس نے اُجالا کو بے چین سا کر دیا۔

اس سے پہلے کہ ڈاکٹر دانیال کچھ اور کہتا، اس نے جلدی سے امی جان کو مخاطب

کرلیا۔

''اچھا آنٹی جی! ___ شب بخیر۔''

''اچھا بیٹی! ___ اللہ نگہبان ___'' انہوں نے اُسے پیار دینے کے لئے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اُجالا اُن کے برابر جھکی اور انہوں نے اس کے رخسار پر پیار دیا۔ اُجالا کو محسوس ہو رہا تھا کہ ڈاکٹر دانیال اس کی طرف ہی دیکھ رہا ہے۔ مگر اس نے اس کو نظر انداز کر دیا اور لالہ رخ کو سر کی جنبش سے شب بخیر کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئی۔

لیکن اُس کا اپنے کمرے میں جانے کو دل نہیں چاہا۔ اُس کے اندر بپا ہوتی ایک اذیت ناک آویزش نے اُسے بری طرح اُلجھا دیا تھا۔ اسٹیج کی دنیا میں جب دو تین ہفتوں بعد ڈرامہ ختم ہو جاتا تھا تو وہ کتنی مطمئن اور آسودہ ہو جاتی تھی۔ اپنی کامیاب پرفارمنس پر اُسے فخر سا ہونے لگتا تھا۔

مگر اس گھر کی اسٹیج پر جو وہ ڈرامہ کر رہی تھی وہ جیسے جیسے اختتام کے قریب پہنچ رہا تھا، اُسے بے چین کر رہا تھا ___ اُس سے آسودگی چھین رہا تھا ___ اُس کی کردار میں ڈوب جانے کی عادت اُسے مشکل سے دوچار کر رہی تھی۔

وہ یہی سوچتی ہوئی راہداری میں ہولے ہولے چلتی رہی۔ لیکن لفٹ کے قریب پہنچ کر وہ پھر رک گئی۔

اُسے ایک ناقابل فہم گھٹن کا احساس ہو رہا تھا ___ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اُس کے اردگرد تازہ ہوا کہیں نہیں ہے ___ اور وہ زندہ دفن کی جا رہی ہے۔ اُس نے لفٹ کا دروازہ کھولا مگر پھر پلٹ آئی اور بے مقصد چلتی ہوئی لان کی طرف نکل آئی۔

پہلی تاریخوں کے چاند کی روشنی بہت مدھم تھی۔

وسیع لان میں روشن گیس کے قمقموں کے گرد پروانے منڈلا رہے تھے۔ کبھی کبھی ان کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ہوا میں تازگی اور خنکی تھی ___ خاموش اور نیم تاریک سا لان بڑا پراسرار سا معلوم ہو رہا تھا۔

اُجالا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے اردگرد نگاہ دوڑائی ___ یہ کھلی فضا اُن بند دیواروں سے کہیں بہتر تھی جن میں گھر کر وہ خود کو قید قید سا محسوس کرتی تھی۔

وہ آہستگی سے روش پر چلتی ہوئی خود کو خالی الذہن کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ

لاحاصل سوچوں پر کڑھنا نہیں چاہتی تھی اور نہ ہی ایسی تمناؤں کا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی جو بے نام ونشان تھیں۔

اچانک اُسے لالہ رُخ کی آواز سنائی دی۔

''دانی! ___ تم آج کل بہت اپ سیٹ سے لگتے ہو۔''

اُجالا کے قدم رُک گئے ___ وہ آگے نہیں بڑھ سکی اور اُس کا رُواں رُواں ڈاکٹر دانیال کا جواب سننے کے لئے بے قرار ہو گیا۔

''نہیں ___ ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' ڈاکٹر دانیال کی آواز سنائی دی۔

''تم نہ مانو تو دوسری بات ہے ___ تمہارے بچپن کی ساتھی ہوں ___ اب تنا تو میں بھی تمہیں جانتی ہوں کہ تم اندر سے خوش نہیں ہو۔'' لالہ رُخ نے بڑے دعوے سے کہا۔

''بھئی اندر سے تو بہت کم لوگ خوش ہوتے ہیں۔'' وہ سرسری سے لہجے میں بولا۔

''ہاں ___ تم ٹھیک کہتے ہو ___ بعض فیصلے سارے وجود سے خوشیاں یوں نچوڑ لیتے ہیں کہ پھر بڑی سے بڑی خوشی بھی دل میں کوئی ہلچل پیدا نہیں کرتی۔ دانی! میں تمہیں صاف بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں نے ضد میں آ کر تم سے الگ ہو جانے کا فیصلہ تو کر لیا تھا ___ لیکن اس کے بعد ___'' وہ ایک آہ جیسا سانس لے کر خاموش ہو گئی۔

اُجالا کی اپنی سانس یہ سوچ کر رکنے لگی کہ ڈاکٹر دانیال کے جذبات بھی اس کے بارے میں ایسے ہی ہوں گے ___ وہ سننے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن ڈاکٹر دانیال نے کوئی جواب نہیں دیا۔ غالباً لالہ رُخ بھی اُس کے جواب کی منتظر تھی۔ اسی لئے خاموشی کا وقفہ طویل ہو گیا۔ پھر لالہ رخ نے ہی آغاز کیا۔

''دانی! ___ کیا تم اپنے فیصلے سے خوش ہو؟''

''کون سا فیصلہ ___؟'' وہ انجان پنے سے بولا۔

''وہی فیصلہ ___ جس نے تمہارے پہلے فیصلوں کو بدل دیا۔'' وہ بھی شاید صاف نہیں کہنا چاہتی تھی۔

''فیصلے تو بدلتے ہی رہتے ہیں ___ بہت کم فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو زندگی بھر

کے لئے ہوں۔" ڈاکٹر دانیال نے جواب دیا۔

"مگر تمہارا یہ فیصلہ تو زندگی بھر کا ہے۔" لالہ رخ نے کہا۔

ڈاکٹر دانیال نے لمبی سی ایک ہوں کے سوا کوئی جواب نہیں دیا ـــــ لالہ رُخ چڑ سی گئی۔

"دانی! ـــــ یہ کیا تم نے ہوں، ہوں لگا رکھی ہے؟ ـــــ بات کرنا نہیں چاہتے تو صاف کیوں نہیں کہہ دیتے؟"

ڈاکٹر دانیال نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"تمہاری عادتیں نہیں بدلیں رُخی! ـــــ یونہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصے میں آ جاتی ہو۔ میں تو تمہیں تنگ کر رہا تھا۔ تمہیں ستا رہا تھا ـــــ تمہیں جلال میں لانے کے لئے۔ ورنہ کون کافر ہے جو تم سے بات نہیں کرنا چاہتا۔"

"دانی کے بچے! ـــــ" لالہ رُخ کے لہجے میں ایک لگاؤ آمیز شادمانی تھی۔ "تم بھی تو ویسے کے ویسے ہو ـــــ خوامخواہ تنگ کرنے والے ـــــ ستانے والے۔ سچ کہوں، مجھے تمہاری پہلی باتیں بہت یاد آتی تھیں۔ تم بہت یاد آتے تھے ـــــ بہت یاد آتے تھے ـــــ دانی کے بچے! ـــــ کمینے! میں تمہیں چھوڑ کر کچھ بھی نہیں رہی تھی ـــــ کچھ بھی نہیں۔"

یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ڈاکٹر دانیال کے سینے سے جا لگی ہے ـــــ گھنی بیلوں اور تاریکی نے سب کچھ چھپا رکھا تھا۔ اُجالا سن سی ہو گئی۔ وہ لالہ رخ کے جذباتی لفظوں میں چھپی ہوئی دھڑکنوں کو بخوبی سن سکتی تھی۔ وہ والہانہ لہجے میں پوچھے جانے والے سوال میں چھلکتے ارمانوں کی مدھم مدھم سرگوشیوں کو سمجھ سکتی تھی۔

"سچ کہو دانی! ـــــ بالکل سچ ـــــ کبھی تم نے بھی مجھے یاد کیا؟ ـــــ کبھی میں بھی تمہیں یاد آئی تھی؟"

اُجالا نے اپنے سارے وجود میں بے چینی کی ایک شدید لہر کو اُٹھتے ہوئے محسوس کیا۔ لمحہ بھر کو اُسے یوں لگا جیسے اُس کی زندگی اور موت کا انحصار ڈاکٹر دانیال کے جواب پر ہے۔ اُس کی ساری حسیں اُس کا جواب سننے کے لئے بے قرار ہو گئیں۔

لیکن اگلے ہی لمحے وہ سنبھل گئی اور سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی ـــــ اُس نے خود کو

ملامت کی کہ وہ اس کردار میں اس قدر کیوں ڈوب گئی تھی کہ ڈاکٹر دانیال پر اپنا حق سمجھنے لگی تھی ـــــ اُس کے ذاتی معاملات میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لینے لگی تھی۔ وہ اپنی پسند اور ناپسند کے معاملے میں آزاد تھا ـــــ اُسے کیا ضرورت تھی کہ اُس کی ذات کو خود پر اتنا طاری کر لیتی کہ پھر اس کے سحر سے نکلنا مشکل ہو جاتا ـــــ وہ خود کو سمجھاتی، ملامت کرتی اس جگہ سے دُور نکل آئی اور اپنے کمرے میں جانے کے لئے اندر چلی گئی۔



اُجالا نے ہر طرح کے خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا تھا۔

اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ لالہ رُخ اور ڈاکٹر دانیال میں کتنی ہم آہنگی ہے۔

لالہ رُخ کا دلکش چہرہ، اُس کی خوبصورت آنکھیں اُس کے دل کا حال صاف کہہ دیتی تھیں ____ شاید وہ اپنے جذبوں، اپنے ارادوں اور اپنے منصوبوں کو چھپانے کی ضرورت نہیں سمجھتی تھی۔

البتہ ڈاکٹر دانیال محتاط تھا اور اچھا اداکار بھی تھا۔ وہ کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا۔ لیکن اُجالا جانتی تھی کہ اس کے دل میں کیا ہے ____ وہ اسی انتظار میں تھا کہ کب ان کا معاہدہ تکمیل کو پہنچتا ہے اور کب وہ آزاد ہوتا ہے تاکہ اپنی محبت حاصل کر سکے۔

لالہ رُخ کی عدت ختم ہو چکی تھی ____ اب وہ ڈاکٹر دانیال کے ساتھ کہیں نہ کہیں چلی جاتی تھی۔ کبھی شاپنگ کرنے، کبھی کسی سے ملنے ____ کئی مرتبہ انہیں واپس لوٹتے ہوئے کافی دیر ہو جاتی تھی ____ مگر انہیں اس کی پرواہ نہیں تھی۔

اُجالا آپ سے آپ الگ تھلگ ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر دانیال سے ایک دو دکھاوے کی جھڑپیں کرنے کے علاوہ اُس کی اُس سے بہت کم بات ہوتی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنے بیڈ روم میں سو رہتی اور ڈاکٹر دانیال نہ جانے کس وقت اپنے بیڈ روم میں آتا اور کس وقت سو جاتا ____ صبح ابھی وہ سو رہا ہوتا تو وہ اٹھ کر نیچے چلی آتی۔ ملازموں کے ساتھ مل کر ناشتے کا انتظام وغیرہ دیکھتی۔

اب اُس نے کبھی دیوار کے اس پار ان آہٹوں کو سننے کی کوشش نہیں کی تھی جن کے ساتھ کبھی کبھی اُسے ایک انجانی سی اپنائیت محسوس ہوتی تھی۔ جنہیں سننا کبھی کبھی اچھا لگتا تھا۔ لیکن اب وہ ان کی طرف سے اپنی سماعت کے دروازے بند کر لینا چاہتی تھی۔

ایسا لگتا تھا جیسے امی جان نے ان دونوں کے درمیان اس لاتعلقی کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ اکثر اوقات کچھ کہتے کہتے رک جاتیں یا بعض اوقات کوئی معنی خیز سی بات کہہ دیتیں جسے نہ تو اُجالا سمجھنے کی کوشش کرتی نہ ڈاکٹر دانیال ہی سمجھتا۔

ایک صبح وہ حسبِ معمول امی جان کے کمرے میں تازہ پھول سجانے گئی تو انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے قریب ہی بٹھا لیا اور محتاط سے لہجے میں بولیں۔

''میں ایک بات پوچھوں تو تم برا تو نہیں مانو گی اُجالا بیٹی؟''

اُجالا کچھ ٹھٹک سی گئی۔ لیکن بظاہر سعادت مندی سے بولی۔

''آنٹی جی! ____ آپ ایک نہیں سو باتیں پوچھیں ____ میں بھلا برا کیوں مانوں گی؟''

''پھر بھی بیٹا! ____ آج کل بچے اپنی ذاتی زندگی میں کسی کی بھی مداخلت پسند نہیں کرتے۔ چاہے وہ ان کے بزرگ ہی کیوں نہ ہوں اور ان کی بھلائی کے لئے ہی کہتے ہوں۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں آنٹی! ____ میں تو ایسا نہیں سوچتی۔ میں تو آپ کو اپنی امی کی جگہ سمجھتی ہوں۔'' اُجالا نے پوری سچائی سے کہا۔

''یہ تمہاری سعادت مندی ہے بیٹا! ____'' انہوں نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور بہت گہری نگاہ سے اُس کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔

''بیٹا! تم اور دانیال علیحدہ علیحدہ رومز میں سوتے ہو؟''

''جی ہاں ____ جی نہیں ____'' اُجالا گڑبڑا گئی۔ ''بس یونہی کبھی کبھی ____ مگر آپ ____ میرا مطلب ہے آپ کو کس نے بتایا؟''

''بیٹا! ____ گھر میں نوکر چاکر تو سب دیکھتے ہیں نا ____ یہ لوگ فوراً غیر معمولی باتوں کو محسوس کر لیتے ہیں۔ بیٹا! یہ اچھی بات نہیں ہے۔ کون سے میاں بیوی ہیں جن میں لڑائی نہیں ہوتی، اختلاف نہیں ہوتا ____ مگر اتنی دُوری اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ بیٹی! اس طرح دلوں میں بھی فاصلے بڑھتے ہیں۔'' انہوں نے نرمی سے کہا۔

اُجالا نے ہونٹ چبائے ____ اُسے یہ موقع غنیمت معلوم ہوا ____ اُس نے سوچا کہ ہر روز سلگنے اور ذہنی سکون برباد کرنے سے یہی بہتر ہے کہ اُن پر وہ سب کچھ ظاہر

کر دے جسے ہونٹوں پر لانے کی اذیت کا خوف ایک مستقل کرب بن کر رگوں میں دوڑتا رہتا تھا ـــــ اُسے یہ خطرہ کبھی نہ کبھی تو مول لینا ہی تھا۔ اُس نے ڈرتے ڈرتے اُن پر ایک نگاہ ڈالی ـــــ کچھ جھجکی ـــــ کچھ اٹکی اور رُک رُک کر بولی۔

''آنٹی جی! ـــــ میں صرف فارینہ کے ہاسپٹل سے گھر آ جانے کا انتظار کر رہی ہوں......'' اُسے خاموش ہو جانا پڑا کہ اُسے اپنی بات ان تک پہنچانے کے لئے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

امی جان اُس کی طرف دیکھتی رہیں۔ اُس کی ہچکچاہٹ کو بھانپ کر انہوں نے خود ہی سوال کر دیا۔

''فارینہ، ہاسپٹل سے آ جائے گی تو پھر ـــــ؟''

''پھر میں ـــــ میرا مطلب ہے ـــــ پھر میں الگ ہو جاؤں گی۔'' اتنا سا فقرہ مکمل کرنے میں وہ ہانپ گئی۔ اُس نے اپنی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگتی ہوئی محسوس کیں۔

یہ دیکھ کر اُس کی جان میں جان آئی اور اُسے حیرت بھی ہوئی کہ امی جان اس بات سے کچھ زیادہ حیران نہیں ہوئیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پہلے سے اس کی توقع کر رہی تھیں ـــــ یا انہیں کوئی اندازہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے بہت ملائم لہجے میں پوچھا۔

''بیٹی! ـــــ یہ تنہا تمہارا فیصلہ ہے؟''

''اس طرح کے فیصلے تنہا تو نہیں کئے جاتے۔'' اُجالا نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

''دانی بھی یہی چاہتا ہے؟'' انہوں نے استفسار کیا۔

''آپ تو ماں ہیں اُن کی آنٹی جی! ـــــ آپ کو تو اندازہ ہو گا۔'' اُجالا کو اب حوصلہ ہو گیا تھا۔

''ہوں ـــــ'' انہوں نے گہری سوچ سے اُبھر کر کہا۔ ''اسی لئے تو پوچھ رہی ہوں بیٹا! میرا خیال ہے کہ وہ ایسا نہیں چاہتا۔

اُن کی اس بات نے اُجالا کو حیران کر دیا ـــــ چند لمحے وہ کچھ نہیں کہہ سکی۔ پھر حلق صاف کر کے بولی۔

''آنٹی جی! ـــــ شاید آپ اپنے بیٹے کو کوئی الزام نہیں دینا چاہتیں۔''

''تم بھی تو میری بیٹی ہو اُجالا ـــــ میرے گھر کا اُجالا ہو ـــــ اتنے دنوں میں مجھ سے اتنا قریب ہو گئی ہو جتنا شاید دانی بھی نہیں ہے۔'' انہوں نے بردباری سے کہا۔

اُجالا کی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے۔

''اس فیصلے میں سب سے زیادہ دُکھی کر دینے والی بات یہی ہے آنٹی جی! کہ میں آپ کی محبت، آپ کی شفقت، آپ کے پیار سے محروم ہو جاؤں گی۔ مگر آنٹی! میں آپ کو فون کیا کروں گی ـــــ میں ماں کی ممتا والے اس رابطے، اس تعلق کو توڑنا بھی چاہوں تو نہیں توڑ سکتی۔'' اُس کی آواز بھرا گئی اور وہ کچھ جذباتی سی ہو گئی۔

امی جان نے پیار سے اُس کا ہاتھ سہلایا۔

''میں بھی اتنی اچھی بیٹی سے کب محروم ہونا چاہوں گی۔''

اُجالا نے اُن کے بوڑھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ وہ کچھ کہہ نہیں سکی۔ نہ ہی اُس نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے آنسو روکنے میں لگی رہی جو نہ جانے کیوں آنکھوں سے اس طرح اُبل رہے تھے جیسے قدرتی چشمے اچانک پھوٹ نکلتے ہیں اور بند باندھے نہیں رکتے۔ اُجالا نے ہونٹ چباتے ہوئے تھوڑا سا رخ پھیر لیا کہ ان سے اپنے آنسو روکنے کی اذیت کو چھپا سکے۔

انہوں نے اس کے شانے پر ہلکا سا دباؤ دیا۔

''بیٹی! ـــــ ان آنسوؤں کو بہہ جانے دو ـــــ انہیں آنکھوں میں آنے سے نہ روکو۔ ورنہ یہ ہمیشہ تمہارے دل پر گرتے رہیں گے۔''

اُجالا نے جو اتنی اذیت سہہ کر اپنے آنسوؤں پر جو بند باندھا تھا، وہ اُن کے لفظوں سے یکدم ٹوٹ گیا۔ ایک کے بعد ایک موٹے موٹے شفاف آنسو موتیوں کی طرح اُس کے گلابی رُخساروں پر پھیلنے لگے۔

امی جان نے اُسے رونے سے نہیں روکا ـــــ وہ اُس کے ملائم ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور اُجالا اپنے بہتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے آنچل میں جذب کرتی رہی۔

''اُجالا ـــــ!'' انہوں نے بڑی شفقت سے پکارا۔

اُجالا نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اُن کی طرف دیکھا۔

''بیٹی! ـــــ ایسا لگتا ہے کہ تم یہ فیصلہ اپنے دل سے نہیں کر رہیں ـــــ شاید

کوئی مجبوری تم سے یہ فیصلہ کروا رہی ہے۔"

اُجالا نے خود کو سنبھالا۔ "اس طرح کے فیصلے تو مجبوری ہی کراتی ہے آنٹی جی!ـــــ بسا ہوا گھر توڑنا کبھی آسان تو نہیں ہوتا۔"

"بیٹا!ـــــ تم دونوں ایک دوسرے کو ایک اور موقع نہیں دے سکتے؟" امی جان نے اچانک پوچھا۔

"شاید نہیں۔" اُجالا نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"بیٹا!ـــــ اس گھر کی خاطر تم دونوں ایک مرتبہ پھر اپنے فیصلے پر نظر ثانی نہیں کر سکتے؟" اُنہوں نے زور دے کر کہا۔

"آنٹی جی! پلیزـــــ مجبور نہ کریں۔" اُجالا نے دبی زبان میں کمزور سے لہجے میں کہا۔

"اتنا تو مجھے حق ہے بیٹا! کہ میں تمہارے غلط فیصلوں کی نشاندہی کر سکوںـــــ میں دانی سے بھی بات کروں گی۔" وہ بولیں۔

"نہیںـــــ نہیں آنٹی! اُن سے کچھ مت کہیے گا۔ وہـــــ وہ سمجھیں گے کہ شاید میں نے آپ کوـــــ" اُجالا نے تیزی سے کہتے ہوئے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

"تو کیا ہو گیا بیٹا!ـــــ اگر وہ ایسا سمجھتا بھی ہے تو یہ کوئی عیب نہیں ہےـــــ عورت کو اپنا گھر بچانے کے لئے آخر وقت تک کوشش کرنی چاہئے۔" امی جان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں آنٹی جی!ـــــ میں اُن پر جبر نہیں کرنا چاہتی۔ وہ ماضی کی غلطی کی تلافی کرنا چاہتے ہیں۔ جو خوشی ان سے چھن گئی تھی وہ اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کے راستے کی رکاوٹ کیوں بنوں؟" اُجالا یہ کہتے کہتے ایک مرتبہ پھر روہانسی ہو گئی۔

"تم لالہ رخ کی بات کر رہی ہو؟" انہوں نے پوچھا۔

اُجالا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم سے دانی نے اس بارے میں کوئی بات کی ہے؟" انہوں نے استفسار کیا۔

"ضروری تو نہیں کہ بات منہ سے ہی کہی جائے۔" اُجالا نے جواب دیا۔

"پگلی!" وہ ہنس پڑیں۔ "تم نے تو آپ سے آپ ساری کہانی بنا لی ہے۔ میں

جانتی ہوں لالہ رُخ کوـــــ وہ کبھی یہاں نہیں رہے گی۔ اس کا سارا خاندان تو وہیں امریکہ میں ہےـــــ اور دانی کبھی اپنا ملک نہیں چھوڑے گا۔"

اُجالا بھی بے دلی سے ہنسی۔

"دونوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہےـــــ وہ اب اسے دوہرائیں گے نہیں۔"

"چلو یونہی سہی۔" وہ بولیں۔ "لیکن پھر بھی بیٹا!ـــــ کسی بھی معاملے میں جلد بازی اچھی نہیں ہوتیـــــ تم دونوں ایک دوسرے کو تھوڑا وقت تو دو۔ ایسے فیصلوں کے بعد واپسی کا کوئی راستہ نہیں رہتاـــــ اس لئے بیٹا! میں تمہیں بار بار تاکید کر رہی ہوں کہ جلدی مت کرنا۔"

اُجالا ایک پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سوچنے لگی کہ اُس کے پاس واپسی کا راستہ تو کبھی تھا ہی نہیں۔ نہ اُس نے کبھی سوچا تھا کہ اُسے واپسی کا بھی کوئی راستہ نکالنا ہے۔

امی جان جو بڑے غور سے اُس کے چہرے کی تحریریں پڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں، دھیرے سے اس کا رخسار چھو کر بولیں۔

"بیٹا! دانی کو خود سے علیحدہ نہ کروـــــ اُسے خود سے علیحدہ نہ سمجھو۔ وہ تمہارے وجود کے ایک حصے کی طرح ہے۔ اسے کاٹ کر پھینک دو گی تو تمہیں کبھی سکون نہیں ملے گا۔"

***

رات بیڈ روم کے مشترکہ دروازے پر ایک عرصے بعد دستک ہوئی۔

اُجالا کتاب پڑھتے پڑھتے چونک گئی۔ اُس نے پریشانی سے دروازے کی طرف دیکھاـــــ یہ رات گئے ڈاکٹر دانیال نے دروازے پر دستک کیوں دی تھی؟ـــــ وہ لالہ رخ کے ساتھ کسی سے ملنے گیا تھا اور غالباً ابھی واپس لوٹا تھا۔ نہ جانے وہ اس سے کیا کہنے والا تھا۔

دستک ایک بار پھر ہوئی۔ اُجالا یہ سوچ کر اٹھی کہ شاید وہ فارینہ کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہے۔ وہ ایک آدھ روز میں گھر آنے ہی والی تھی۔ اُس نے دوپٹہ درست کرتے ہوئے دروازہ کھولاـــــ ڈاکٹر دانیال اُس کے مقابل تھا۔ اُس نے نیلا ڈریسنگ گاؤن پہن رکھا تھا۔ اپنے دراز قد اور کشادہ شانوں کے ساتھ وہ بہت شاندار

لگ رہا تھا۔

اُجالا نے اپنے کمرے کے اندر ہی کھڑے کھڑے کہا۔ ''جی فرمائیے ــــ؟''

''تمہارے کمرے میں آ کر فرماؤں یا تم یہاں آ جاؤ گی؟'' وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

اُجالا نے لمحے بھر کو سوچا ــــ پھر دروازہ کھلا چھوڑ کر اس کے کمرے میں چلی آئی۔

''بیٹھو ــــ!'' ڈاکٹر دانیال نے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا۔ اُجالا بغیر کچھ کہے بیٹھ گئی۔

''تم نے امی جان سے کوئی بات کی ہے؟'' وہ اب سنجیدہ تھا۔

اُجالا کچھ گڑبڑائی ــــ لیکن پھر اُس نے سوچا کہ اُسے سچ ہی کہہ دینا چاہئے۔

''جی ــــ'' اُس نے اثبات میں جواب دیا۔

''کیا کہا تھا؟'' اُس نے سوالیہ انداز میں ابرو اُچکائے۔

اُجالا نے حلق صاف کیا۔ ''باتوں میں بات نکل آئی تو میں نے ان پر ظاہر کر دیا کہ فارینہ کے گھر آ جانے کے بعد میں علیحدہ ہو جاؤں گی۔''

''اچھا ــــ'' اُس نے بے یقینی سے کہا۔ ''واقعی، یہی کہا تھا؟''

''جی ہاں۔ میں بھلا غلط بیانی کیوں کروں گی؟'' اُجالا نے برا مانتے ہوئے کہا۔

وہ بے ساختہ ہنس پڑا۔

''کمال ہے ــــ امی جان نے تو مجھ سے کچھ اور ہی کہا ہے۔''

''کیا؟ ــــ کیا کہا ہے اُنہوں نے؟'' اُجالا نے تعجب سے کہا۔

وہ ہنسی روکتے ہوئے بولا۔

''امی جان نے فرمایا ہے ــــ بلکہ مجھے تاکید کی ہے کہ میں علیحدہ بیڈ روم میں نہ سویا کروں ــــ اور تمہارا بہت خیال رکھوں۔''

''ہا ــــ'' اُجالا جھینپ کر سرخ ہو گئی۔ ''میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا اُن سے ــــ قسم سے میں نے ان سے ایسی کوئی بات نہیں کی۔'' وہ پشیمان پشیمان سی اُسے یقین دلانے کو بولی۔

''تو پھر انہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم علیحدہ بیڈ رومز میں سوتے ہیں؟'' اُس نے گہری

نگاہ اس پر ڈالی۔

اُجالا سٹپٹا گئی۔

''اتنی سی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی ــــ کسی نوکر وغیرہ نے کہہ دیا ہے اُن سے۔ انہوں نے ــــ انہوں نے مجھ سے بھی یہی پوچھا تھا تو ــــ تو میں نے سوچا کہ اب بات چل نکلی ہے تو کچھ تھوڑا سا اُنہیں ذہنی طور پر تیار کر دوں۔''

''اچھا تیار کیا ہے تم نے اُنہیں ــــ وہ تو میرے پیچھے ہی پڑ گئیں ــــ اُن کا خیال ہے کہ اس سارے معاملے میں سارا قصور میرا ہی ہے۔'' اُس کا لہجہ اب درشت تھا۔ ''اور تم نے لالہ رخ کے بارے میں بھی کہا تھا؟''

''نہیں ــــ بالکل نہیں۔'' اُجالا نے زور سے سر کو نفی میں جنبش دی۔

''نہیں کہا تھا؟'' اُس نے پھر پوچھا۔

''نہیں ــــ میں نے لالہ رخ کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔'' اُجالا نے دوہرایا۔

''کیوں نہیں کہا؟ ــــ تمہیں کہنا چاہئے تھا۔'' وہ بولا۔

''کیا مطلب؟'' اُجالا نے حیران ہو کر اُس کی طرف دیکھا۔

''اوہو ــــ'' وہ جھلایا۔ ''ایک تو تم اپنا کردار بھی صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتی ہو۔ تمہیں لالہ رخ کا تذکرہ کرنا چاہئے تھا۔ یہ تمہارے کردار کی ڈیمانڈ ہے۔ تم خود ہی بتاؤ کہ کیا ایک بیوی برداشت کر سکتی ہے کہ اس کا میاں اپنی سابقہ منگیتر کے ساتھ گھومتا پھرے؟ اور تم ہو کہ اس بارے میں کچھ نہیں کہتی ہو۔''

اُجالا نے ہونٹ بھینچے۔

''میں اپنے کردار کی ڈیمانڈ سمجھتی ہوں ــــ میں نے آنٹی پر یہی ظاہر کیا ہے کہ میں آپ کے اور لالہ رخ کے درمیان رکاوٹ نہیں بننا چاہتی۔''

''اچھا ــــ تو انہوں نے کیا کہا؟'' وہ دلچسپی سے پوچھنے لگا۔

''کچھ خاص نہیں ــــ بس وہ مجھے نصیحتیں ہی کرتی رہیں۔'' اُجالا نے سرسری سے لہجے میں جواب دیا۔

''کس قسم کی نصیحتیں؟'' اُس نے کریدا۔

''وہی بزرگوں والی نصیحتیں کہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کروں ــــ گھر کو بنائے



رکھوں وغیرہ وغیرہ۔'' اُجالا نے بتایا۔

''تم نے کیا جواب دیا؟'' وہ جیسے ہر تفصیل جاننا چاہتا تھا۔

''کچھ نہیں ــــ میں خاموش رہی ــــ کوئی جواب نہیں دیا میں نے۔'' اُجالا نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے ــــ وہ اس بات کو سہار لیں گی نا؟'' ڈاکٹر دانیال نے بڑے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

''بالکل۔'' اُجالا کا انداز تائیدی تھا۔''آپ اس کی فکر نہ کریں ــــ وہ اس کا اتنا اثر نہیں لیں گی۔ انہیں آپ کی خوشی عزیز ہے۔ وہ آپ کی خوشی میں خوش ہیں۔''

''ہوں ــــ'' ڈاکٹر دانیال نے اطمینان کا لمبا سانس کھینچا۔''یہ پریشانی تو ختم ہوئی۔

اُس کا یہ اطمینان اُجالا کے من میں پھانس سی بن کر اُتر گیا۔ اُس نے اپنی توجہ بٹانے کو اُس سے پوچھا۔

''فارینہ کب تک گھر آ جائے گی؟''

''پرسوں ــــ'' ڈاکٹر دانیال نے اطلاع دی۔

''اچھا ــــ'' اُجالا نے مسرور لہجے میں کہا۔''وہ بالکل ٹھیک ہو گی نا؟''

''بالکل نارمل۔ انشاء اللہ۔ ہاں، ایک ڈیڑھ مہینے تک اُسے میڈیسن لینا ہوں گی اور باقاعدگی سے چیک اپ بھی کروانا ہو گا۔'' ڈاکٹر دانیال نے بتایا۔

اُجالا کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ وہ بہت جلد ان بھول بھلیوں سے نکل جانا چاہتی تھی ــــ وہ دن رات کے اس ذہنی دباؤ سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہتی تھی۔ وہ اس کردار کا چولا اُتار پھینکنا چاہتی تھی جو روز بروز مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا تھا۔

''کیا سوچ رہی ہو؟'' ڈاکٹر دانیال نے اُس کے دلکش چہرے پر ایک گہری نگاہ ڈال کر کہا۔

اُجالا نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔

''میں سوچ رہی ہوں کہ فارینہ آ جائے تو ہم یہاں سے چلے جائیں۔''

''کیوں؟ ــــ تمہیں اتنی جلدی کیا ہے؟'' ڈاکٹر دانیال نے پوچھا۔



''جلدی کی بات نہیں ــــ بات تو معاہدے کی ہے۔ جو فارینہ کے ٹھیک ہو جانے تک تھا۔'' اُجالا نے لہجے میں اطمینان بھر کر کہا۔

''وہ بات ٹھیک ہے ــــ مگر فارینہ اس وقت مکمل صحت یاب تصور کی جائے گی جب تمام چیک اپ ٹھیک ٹھاک ہوں ــــ اور بطور ڈاکٹر میرا مشورہ یہی ہے کہ تم لوگوں کو اس وقت تک یہیں رہنا چاہئے۔''

''اچھا ــــ'' اُجالا نے سر ہلایا۔''مگر اس دوران آپ ایسا کچھ کر لیجئے گا کہ ہمیں یہاں سے جانے میں دُشواری نہ ہو۔''

وہ ہنس پڑا۔

''دُشواری کیا ہونی ہے بھئی ــــ تمہیں کار میں بٹھائیں گے اور تمہارے فلیٹ پر چھوڑ آئیں گے ــــ جس طرح لے کر آئے تھے۔''

اُجالا اپنی جگہ سے اُٹھی۔''میں چلتی ہوں۔''

ڈاکٹر دانیال بھی اٹھا اور ایک قدم اس کی طرف بڑھا کر بولا۔

''اور وہ جو امی جان نے کہا ہے ــــ اس کا کیا ہو گا؟''

''کیا ــــ؟؟'' اُجالا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

وہ تھوڑا سا اُس کی جانب جھکا اور آنکھوں میں شرارت بھر کر بولا۔

''انہوں نے بڑی تاکید کی ہے کہ ہم علیحدہ بیڈ روم میں نہ سویا کریں۔''

اُجالا جھجک کر پیچھے ہٹ گئی اور اس نے پہلو بچا کر اس کے برابر سے گزر جانا چاہا۔ لیکن ڈاکٹر دانیال نے اُس کا آنچل تھام لیا ــــ اُجالا نے گھبرا کر اپنا دوپٹہ کھینچا مگر اُس نے نہیں چھوڑا اور اُسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

''امی جان پوچھیں گی تو میں کیا جواب دوں گا؟''

اُجالا نے پریشانی سے اُس کی طرف دیکھا اور برا مانتے ہوئے بولی۔

''فضول باتیں نہ کریں ــــ چھوڑیں میرا دوپٹہ۔'' اُس نے دوپٹہ چھڑانے کے لئے پھر اپنے آنچل کو جھٹکا دیا۔

خلافِ توقع ڈاکٹر دانیال نے یکدم اُس کا دوپٹہ اس طرح اپنی طرف کھینچ لیا کہ اُجالا بھی اُس کے ساتھ کھنچ آئی ــــ وہ اُس کے ہراساں چہرے کے برابر اپنا چہرہ لا

کر بولا۔

"کچھ خدا کا خوف کرو ___ امی جان کی بات کو فضول کہہ رہی ہو۔"

اُجالا نے غصے میں پورا زور لگا کر اُس سے اپنا آنچل چھڑایا اور تیزی سے اپنے بیڈ روم میں گھس کر دروازہ بند کر لیا۔

***

فارینہ گھر آ گئی تھی۔

جیسے ہی اُس کی گاڑی پورچ میں آ کر رُکی اُجالا دوڑتی ہوئی اُس کی طرف لپکی۔

ڈرائیور دروازہ کھول چکا تھا ___ اُجالا نے بڑھ کر اُسے کار سے باہر آنے میں مدد دی۔

فارینہ نے گرم جوشی سے اپنی بانہیں اُس کے گلے میں ڈال دیں۔

"اوہ ___ آپی! ___ آپی! میں بالکل ٹھیک ہوں ___ میں اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی ہوں ___ میں بالکل صحیح چل سکتی ہوں ___ بغیر کسی سہارے کے۔"

اُجالا کی آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اُس نے فارینہ کے رخسار پر پیار کیا اور فرطِ مسرت سے کچھ بھی نہیں کہہ پائی۔

فارینہ کافی کمزور ہو گئی تھی ___ اُس کا چہرہ بھی کچھ زرد تھا۔ وہ گھنے سیاہ بالوں کی وگ لگائے بہت نٹ کھٹ، بہت معصوم سی نظر آ رہی تھی۔ اُجالا نے اُس کا بازو تھام لیا اور اُس کے ساتھ چلتی ہوئی اُسے اندر لے آئی۔

امی جان لاؤنج میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ اُجالا نے خوشی سے لرزتی ہوئی آواز میں بے ساختہ کہا۔

"آنٹی جی! فارینہ بالکل ٹھیک ہو گئی ہے۔"

"خدا کا شکر ہے ___ ہماری فارینہ بیٹی خیریت سے گھر آ گئی ہے۔" انہوں نے پیار سے فارینہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"آنٹی جی! ___ یہ سب دانیال بھائی کا کرشمہ ہے۔ انہوں نے تو جیسے جادو کر دیا ہے۔ دیکھیں، اب میں بغیر کسی سہارے کے بالکل ٹھیک چلتی ہوں۔" فارینہ نے جوش میں انہیں چند قدم چل کر دکھایا۔

اسی وقت لالہ رخ بھی لاؤنج میں داخل ہوئی اور فارینہ کو خوش آمدید کہا۔

"شکریہ لالہ رخ! ___ آپ کیسی ہیں؟" فارینہ نے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں ___ شکریہ ___" وہ انگریزی میں بولی۔ وہ جامنی کیولاٹ میں بہت سمارٹ اور ماڈرن نظر آ رہی تھی۔

"آنٹی! آپ بھی ٹھیک ہیں نا؟" فارینہ نے امی جان سے پوچھا۔

"جی بیٹا! ___ اللہ کا شکر ہے ___ تمہاری بہن میرا اتنا خیال جو رکھتی ہے۔ آؤ بیٹھو، کچھ کھاؤ پیو ___ خیر سے گھر آئی ہو تو اب اپنی صحت کی طرف دھیان دو۔"

فارینہ مسکرائی۔

"آنٹی! ___ میں اتنی خوش ہوں کہ بھوک پیاس سب غائب ہے۔ دل چاہتا ہے سارے گھر میں بھاگتی پھروں ___ مجھے یقین نہیں آتا کہ میں اپنے پیروں پر مضبوطی سے کھڑی ہوں اور بغیر سہارے کے چل سکتی ہوں۔"

"یہ تو سب ٹھیک ہے ___ مگر تھوڑا کھا پی تو لو ___ پھر بے شک سارے گھر میں بھاگتی پھرنا۔" امی جان نے محبت سے کہا۔

فارینہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازہ کھلا اور ایک دراز قد بھاری بھرکم سی خاتون اندر داخل ہوئی ___ اُن کے ہمراہ ایک ادھیڑ عمر صاحب بھی تھے۔

لالہ رُخ دوڑ کر اُن کے گلے سے لگ گئی اور ہچکیوں سے رونے لگی ___ وہ صاحب بھی پیار سے لالہ رُخ کے بال سہلانے لگے۔ اُن کی آنکھوں کے گوشے بھی بھیگ رہے تھے ___ اُجالا کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ وہ لالہ رُخ کے والدین تھے۔

ماحول میں ایک سوگواری سی چھا گئی۔ فضا میں لالہ رُخ کی سسکیاں گونجتی رہیں۔

امی جان نے اُجالا سے کہا۔

"جاؤ بیٹی! ___ اسے چپ کراؤ ___ نہیں تو وہ رو رو کر ہلکان ہو جائے گی۔"

اُجالا نے آگے بڑھ کر لالہ رُخ کو تھاما اور اُسے اُس کی والدہ کے بازوؤں سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی۔

"پلیز لالہ رخ! حوصلہ کریں ___ صبر سے کام لیں۔ اللہ کو یہی منظور تھا۔ خود کو

سنبھالیں ــــ دیکھیں تو آپ کی امی ابھی سفر سے آئی ہیں۔"

اُس کے والد نے بھی اُسے خاموش ہو جانے کے لئے کہا۔

اُجالا نے ان دونوں کو قریبی صوفے پر بٹھا دیا تو اُس کے والد امی جان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"آپ کیسی ہیں بھابی؟ ــــ معاف کیجئے، لالہ رخ کو دیکھا ہے تو کسی بات کا ہوش ہی نہیں رہا۔"

"نہیں بھائی صاحب! ــــ کوئی بات نہیں ــــ میں آپ کے دل کی حالت سمجھتی ہوں۔ مجھے بھی لالہ رخ کے اس المیے کا بہت دُکھ ہے۔ مگر اللہ کی رضا میں کس کو دم مارنے کی مجال ہے۔" انہوں نے افسردگی سے کہا۔

لالہ رخ کی والدہ امی جان سے گلے ملیں اور آنکھیں پونچھتی ہوئی قریب ہی بیٹھ گئیں۔ اُجالا ان کی خاطر تواضع کا انتظام کرنے کے لئے اُٹھ گئی۔

وہ واپس آئی تو ماحول کی سوگواری قدرے کم ہو چکی تھی۔ لالہ رُخ کی والدہ امی جان سے عام دلچسپی کے موضوعات پر گپ شپ کر رہی تھیں۔ اُسے دیکھ کر انہوں نے اس پر ایک تنقیدی سی نگاہ ڈالی اور امی جان سے بولیں۔

"یہ دانی کی دُلہن ہے؟"

"ہاں ــــ ماشاء اللہ ــــ اس نے تو بیٹی کی کمی بھی پوری کر دی ہے۔" امی جان کے لہجے میں تفاخر تھا۔

"السلام علیکم ــــ" اُجالا نے تھوڑا سر جھکا کر انہیں تعظیم دی اور خوش اخلاقی سے بولی۔ "آنٹی! آپ فریش ہو جائیں۔ تب تک چائے آ رہی ہے۔"

"ہاں بیٹا! ــــ اتنی لمبی فلائٹ نے تھکا دیا ہے۔" وہ کسلمندی سے اُٹھیں۔

لالہ رُخ بھی اُن کے ساتھ ہی اُٹھ گئی اور اُنہیں اپنے کمرے میں لے گئی۔

وہ سارا دن لالہ رخ کے والدین کی مہمان داری میں ہی صرف ہو گیا ــــ اُجالا کو فارینہ سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ ڈاکٹر دانیال نے اُسے ابھی آرام کی تاکید کی تھی۔ اُس کا کھانا اُس کے کمرے میں ہی پہنچا دیا گیا تھا ــــ اور وہ دن بھر وہی رہی ــــ رات کے کھانے کے بعد کہیں اُجالا کو موقع ملا کہ وہ فارینہ کے کمرے میں آ سکے۔

فارینہ اپنے بیڈ پر نیم دراز کوئی میگزین دیکھ رہی تھی۔ اُجالا کو دیکھ کر اُس کا زرد چہرہ کھل اُٹھا۔ وہ اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے خوشی کے لہجے میں بولی۔

"شکر ہے آپی! آپ کو فرصت تو ملی۔"

اُجالا مسکراتی ہوئی اُس کے قریب بیٹھ گئی اور اُس کا ہاتھ محبت سے تھام کر بولی۔

"فارینہ! میں بتا نہیں سکتی کہ میں کتنی خوش ہوں ــــ تمہیں اس طرح چلتے پھرتے دیکھنا میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو تھی۔ شکر ہے یہ آج پوری ہو گئی ہے۔"

"ہاں آپی! ــــ میں جانتی ہوں۔" فارینہ نے اپنا سر اُس کے شانے سے لگا دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ میری خاطر آپ نے خود کو داؤ پر لگا دیا ہے ــــ میرے لئے آپ نے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے ــــ اپنے دامن پر ایسا داغ لیا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے ــــ جس سے ہر عورت گھبراتی ہے۔"

اُس کی آواز بھرا گئی۔ اور اُسے خاموش ہو جانا پڑا۔

اُجالا نے اُس کے گھنیرے بالوں کی وگ پر ایک ہلکی سی تھپکی دی۔

"اس سب کو چھوڑو فارینہ! ــــ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ تم نارمل ہو اور ایک نئی زندگی کا آغاز کر سکتی ہو۔" اُجالا نے خوشی سے کہا۔

فارینہ نے سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔

''اور آپی!۔۔۔۔ آپ کی زندگی۔۔۔۔'' اُس نے تھوڑا توقف کیا پھر روانی سے بولی۔'' آپی!۔۔۔۔ آپ کا ڈرامہ کہاں تک پہنچا ہے؟۔۔۔۔ پرفارمنس کیسی جا رہی ہے؟۔۔۔۔ اور ہیرو صاحب؟'' وہ معنی خیز انداز میں چپ ہوئی اور پھر اشتیاق سے چمکتی ہوئی آنکھوں سے اُس کی جانب تکنے لگی۔

اُجالا نے اُس کا رُخسار چھوا۔''تم تندرست ہو گئی ہو تو بس سمجھو کہ ڈرامے کا ڈراپ سین ہونے ہی والا ہے۔۔۔۔ میں اسی انتظار میں تھی۔ تمہارا فائنل چیک اپ ہو لے تو ہم بھی یہاں سے بوریا بستر سمیٹیں۔''

''اوہ۔۔۔۔'' فارینہ کو جیسے دھچکا سا لگا۔''اور ڈاکٹر دانیال؟''

''ان کا کیا ذکر۔۔۔۔ وہ اپنی راہ، ہم اپنی راہ۔'' اُجالا نے مزے سے چٹکی بجائی۔

''اُس لالہ رخ کی بچی نے سارا معاملہ خراب کیا۔۔۔۔ پتہ نہیں بیچ میں کہاں سے آن ٹپکی تھی۔ ورنہ ڈاکٹر دانیال کی تو مجال نہیں تھی کہ......''

''فارینہ! اُلٹ پلٹ باتیں نہ کرو۔'' اُجالا نے اُسے ٹوک دیا۔''تم نے کیا مجھے اتنا ہی گرا پڑا سمجھ لیا ہے کہ میں اپنی محبت کو خیرات کی طرح سے لوں گی؟''

''نہیں۔۔۔۔ نہیں آپی! یہ کیا بات ہوئی؟'' فارینہ عجلت میں بولی۔''میرا تو مطلب تھا کہ ڈاکٹر دانیال۔۔۔۔''

''بس اب چھوڑو اس تذکرے کو۔۔۔۔ آئندہ ایسی کوئی بات تمہاری زبان پر نہیں آنی چاہئے۔ کسی کے کان میں کوئی بھنک پڑ جائے تو پھر؟۔۔۔۔ ڈاکٹر دانیال کے ساتھ ہمارا بس اتنا ہی تعلق ہے جتنا دو بزنس پارٹنرز میں ہوتا ہے۔ ہمارا اور اُن کا رشتہ کاروبار کا رشتہ ہے۔۔۔۔ اس سے ہمیں اتنا فائدہ ہوا ہے کہ اب ہمارے پاس اتنا بینک بیلنس ہے کہ ہم کوئی چھوٹا موٹا کام شروع کر سکتے ہیں۔ اصل مقصد تمہاری تندرستی تھی۔ بس اس سے زیادہ کوئی توقع وابستہ نہیں تھی۔''

''ہاں آپی!'' فارینہ نے گہرا سانس لیا۔''ہم نے کوئی ایسی توقع تو نہیں باندھی تھی۔ مگر نہ جانے کیوں۔۔۔۔ میں یہ چاہتی تھی کہ میں ہاسپٹل سے گھر آؤں تو مجھے پتہ چلے کہ دنیا بدل چکی ہے۔۔۔۔ یہاں ایک گھر بس چکا ہے۔۔۔۔ میری آپی کا گھر۔''

فارینہ کی بات نے اُجالا کو اندر سے ہلا سا دیا۔ مگر اُس نے فارینہ پر کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا اور خوش دلی سے ہنستے ہوئے بولی۔

''فارینہ کی بچی۔۔۔۔ تیرا مطلب ہے کہ اتنے سڑیل ڈاکٹر دانیال کو مستقل اپنے سر منڈھ لوں۔۔۔۔ ہوش میں تو ہو تم؟''

فارینہ ہنس پڑی

''سڑیل ہیں نہیں، بس اوپر اوپر سے بنے رہتے ہیں۔''

پھر جیسے اُسے اچانک کچھ یاد آیا۔

''ارے ہاں آپی!۔۔۔۔ یہ تو آپ کو بتایا ہی نہیں کہ ہاسپٹل ڈاکٹر اسد بھی آئے تھے۔ یہ بڑا گلدستہ لے کر۔''

''اچھا۔۔۔۔؟'' اُجالا نے خوش دلی سے کہا۔''پرسوں ہی اُس کا فون آیا تھا۔ میں نے ہی اُسے بتایا تھا کہ تم ہاسپٹل میں ہو۔''

''بہت دیر تک بیٹھے رہے۔۔۔۔ آپ کا بہت پوچھ رہے تھے۔'' فارینہ بولی۔

''ہاں۔۔۔۔ وہ بہت اچھا انسان ہے۔ یاد ہے فارینہ! اُس نے تمہاری بیماری میں ہمارا کتنا ساتھ دیا تھا۔'' اُجالا کا لہجہ توصیفی تھا۔

''واقعی آپی!۔۔۔۔ ڈاکٹر اسد ہیں ہی بہت اچھے۔'' فارینہ کی بظاہر سیدھی سی بات میں کوئی ایسی بات چھپی تھی کہ اُجالا نے بہت غور سے اُس کی طرف دیکھا اور شرارت سے مسکراتے ہوئے بولی۔

''فارینہ!۔۔۔۔ یہ ڈاکٹر اسد کچھ زیادہ ہی اچھے نہیں؟''

فارینہ کے زرد رخساروں میں یکایک گلابی رنگ پھوٹا اور وہ اُس سے نظریں چراتے ہوئے بولی۔

''آپی!۔۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اپنی امی کو یہاں لے کر آئیں گے۔''

''ارے۔۔۔۔ کیا واقعی؟'' اُجالا نے ایک خوش کن بے یقینی سے پوچھا۔

''ہوں۔۔۔۔!'' فارینہ نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔ اُس کے دلکش چہرے پر دھنک کے ساتوں رنگ تھے۔

اُجالا نے اُسے گلے سے لگا لیا اور خوشی کے لہجے میں بولی۔

"فارینہ! اگر ایسا ہو جائے تو کتنا اچھا ہو۔"

***

لالہ رخ کے والدین اُسے واپس لے جانے کے لئے آئے تھے۔ اُن کی مستقل رہائش امریکہ میں ہی تھی۔ وہاں ان کا کاروبار بہت پھیلا ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کا یہاں زیادہ دیر رُکنا ممکن نہیں تھا۔ وہ جلد واپس چلے جانا چاہتے تھے۔

اُجالا محسوس کر رہی تھی کہ لالہ رُخ کچھ اُلجھی ہوئی سی ہے۔ وہ اپنے والدین کے اس طرح اچانک آ جانے سے کچھ زیادہ خوش نہیں ہوئی تھی۔ وہ عجیب بے چین نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی تھی۔ ڈاکٹر دانیال کے ساتھ بھی اس کے رویے میں احساسِ ملکیت بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ ہر روز کوئی نہ کوئی ایسا کام نکال لیتی کہ ڈاکٹر دانیال کو اس کے ساتھ باہر جانا پڑتا۔ وہ بھی اس کی محبت میں بہت خوش رہتا تھا۔

لالہ رخ کی والدہ بھی جیسے صورتحال کو سمجھ رہی تھیں۔

اُن کی گہری نگاہیں اُجالا کو ہر وقت اپنی نگرانی کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔ وہ اکثر باتوں باتوں میں کوئی ایسی بات کہہ جاتی تھیں جس کے جواب میں انہیں اُجالا اور ڈاکٹر دانیال کے تعلقات کا اندازہ ہو سکے۔

اُجالا کی پریشانی اور بڑھ گئی تھی۔ وہ حالات کی پیچیدگی میں بری طرح سے پھنس کر رہ گئی تھی۔ اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر دانیال جلد کوئی فیصلہ کر لینا چاہتا ہے۔ ایسا فیصلہ جو ایک بدنما دھبہ بن کر اس کی پیشانی کو داغ دار کرنے والا تھا۔ فارینہ کی تندرستی کے لئے اُس نے جو سودا کیا تھا اس میں خسارہ اس کے نام لکھا جانے والا ہے۔

کچھ عرصہ قبل وہ جلد سے جلد ان حالات سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہتی تھی۔

لیکن جب سے فارینہ نے اُسے ڈاکٹر اسد کے بارے میں بتایا تھا وہ اس لمحے سے ڈرنے لگی تھی۔ یہ تصور ہی اُسے خوفزدہ کر دیتا تھا کہ ڈاکٹر دانیال سے اُس کی ظاہری علیحدگی کہیں ڈاکٹر اسد کے گھر والوں کو اس سے برگشتہ نہ کر دے۔ کہیں وہ اپنا فیصلہ نہ بدل لیں۔

اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ فارینہ بھی ڈاکٹر اسد کو پسند کرتی ہے۔ وہ فارینہ کو اپنی ذمہ داری سمجھتی تھی۔ وہ اُسے ایک سُکھی گھر میں خوش اور آباد دیکھنا چاہتی تھی۔ اسی لئے

وہ اس لمحے کو اس وقت تک ٹالنا چاہتی تھی جب تک فارینہ اپنی منزل نہیں پا لیتی۔

مگر حالات جس تیزی سے کروٹ بدل رہے تھے ان میں اس بات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا خاصا دشوار معلوم ہو رہا تھا۔

اُس شام تو اُس کی پریشانی اور بھی بڑھ گئی جب اُس نے لالہ رخ کو ڈاکٹر دانیال سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ جلد کوئی فیصلہ کرے تاکہ وہ اس سے اپنے والدین کو آگاہ کر سکے۔

اُجالا کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اُس کے لئے اپنے قدموں پر کھڑے رہنا دُشوار ہو گیا۔ اُس میں ڈاکٹر دانیال کا جواب سننے کا حوصلہ نہیں رہا ____ وہ مرے ہوئے قدموں کے ساتھ چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی اور بستر پر اوندھے منہ گر پڑی۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہتے چلے گئے۔

اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ حالات کی اُلجھی ڈور کو کس طرح سلجھائے۔ مشکلات اُس کے گرد گھیرا تنگ کر رہی تھیں۔ اُسے اس میں سے نکلنے کا کوئی راستہ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ بہت دیر تک اس پر غور کرتی رہی ____ مختلف پہلوؤں سے اس مسئلے کا جائزہ لیتی رہی۔ مگر کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا۔

معاً اُسے برابر کے بیڈ روم میں ڈاکٹر دانیال کی آہٹ سنائی دی ____ وہ یکدم اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُس نے جلدی جلدی دوپٹے کے پلّو سے آنکھیں صاف کیں، ہاتھوں سے بال برابر کرتی وہ بیڈ رومز کے مشترکہ دروازے تک آئی اور بڑی جرأت سے دستک دے ڈالی۔

"یس ____ کم اِن ____" ڈاکٹر دانیال کی آواز سنائی دی۔

اُجالا نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔

ڈاکٹر دانیال شب خوابی کا لباس تبدیل کر چکا تھا۔ شاید اُس کی دستک سن کر اُس نے قرمزی ڈریسنگ گاؤن پہن لیا تھا اور اس کا بیلٹ باندھ رہا تھا۔

اُس نے ایک بھرپور نگاہ اُجالا کے سراپا پر ڈالی اور خوش اخلاقی سے بولا۔

"آؤ، آؤ اُجالا! ____ خیریت تو ہے؟؟"

اُجالا سوچ سوچ کر قدم رکھتی ایک نشست کی طرف بڑھ گئی۔ وہ باتھ روم میں گیا

اور ہاتھ پونچھتا ہوا واپس آیا اور خوش دلی سے بولا۔

''آج کوئی خاص بات تھی جو تمہیں اس دروازے پر دستک دینے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے؟''

اُجالا نے خشک لبوں کو تر کیا اور حلق صاف کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ وہ دو چار قدموں میں قریب آ گیا اور بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''تم روتی رہی ہو؟''

اُجالا گڑبڑا گئی۔

''نہیں، نہیں ـــــ'' اُس نے آنکھیں چراتے ہوئے جلدی سے کہا۔

ڈاکٹر دانیال نے آگے بڑھ کر اُس کی ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھا اور اُس کا چہرہ اوپر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

''جھوٹ مت بولو ـــــ تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ ابھی ابھی موسلا دھار بارش ہوتی رہی ہے۔''

اُجالا نے کانپ کر اُس کا ہاتھ جھٹک دیا اور اپنی نشست کی پشت سے لگ کر بات بناتے ہوئے بولی۔

''مجھے صبح سے زکام ہو رہا ہے؟''

''زکام ہے ـــــ اچھا ـــــ'' وہ ہنسا اور اس کی کلائی پکڑ کر اُس کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ ''ڈاکٹر سے تو جھوٹ نہ بولو۔ زکام تو نہیں ہے، ہاں بلڈ پریشر اوپر نیچے لگتا ہے۔''

اُجالا نے اپنی کلائی چھڑا لی اور جھجکتے ہوئے بولی۔

''مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔''

''ہاں بولو ـــــ کیا بات ہے؟'' وہ پوری طرح سے اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اُجالا نے نگاہ نیچی کر لی اور اٹک اٹک کر بولی۔

''آپ ـــــ آپ لالہ رخ کے ساتھ بہت جلد شادی کرنا چاہتے ہیں؟''

وہ تھوڑا سا چونکا۔ پھر روانی سے بولا۔

''یہ تو میرا بہت ہی ذاتی معاملہ ہے ـــــ میں اس کے بارے میں تمہیں کیسے بتا سکتا ہوں؟''

اُجالا نے سر جھٹکا۔

''میں آپ کے ذاتی معاملے میں دخل نہیں دینا چاہتی۔ مگر ایک مشکل ہے۔''

''کیسی مشکل؟'' اُس نے پوچھا۔

اُجالا نے اضطراب میں اپنے ہاتھوں کی اُنگلیاں مسلیں اور بمشکل چند الفاظ اُگلے۔

''میں ـــــ میں ابھی اس گھر سے الگ نہیں ہونا چاہتی۔''

''کیوں؟ ـــــ خیریت تو ہے؟ ـــــ بھئی تمہیں تو اس بات کی بہت جلدی تھی۔''

اُس نے خوشگوار سی حیرت کے ساتھ طنزیہ کہا۔

''بس مجبوری ہے ـــــ ورنہ میں آپ کو زحمت نہ دیتی۔'' وہ پشیمان سی بولی۔

''ایسی بھی کیا مجبوری ہے؟'' ڈاکٹر دانیال نے استفسار کیا۔

''فارینہ کے لئے ایک بہت اچھا پیام آنے والا ہے۔ میں ـــــ میں چاہتی ہوں کہ بات بن جائے۔ یہ فرض ادا ہو جائے۔ اگر میں اس سے پہلے الگ ہو جاتی ہوں تو کہیں وہ لوگ ـــــ میرا مطلب ہے کہیں وہ لوگ اس وجہ سے اپنا ارادہ ہی نہ بدل لیں۔'' اُس نے اپنی جانب سے بہت مناسب لفظوں میں وضاحت کرنے کی کوشش کی۔

''کون لوگ ہیں وہ؟ ـــــ تم جانتی ہو انہیں ـــــ؟'' ڈاکٹر دانیال نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''جی ـــــ بہت اچھی طرح سے ـــــ شاید آپ بھی جانتے ہوں گے ڈاکٹر اسد جمال کو۔ فارینہ پہلے ان ہی کے زیرِ علاج تھی۔'' اُجالا نے بتایا۔

''لڑکا تو اچھا ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے سر ہلایا اور خاموش ہو گیا۔

اُجالا بھی اس کے جواب کے انتظار میں خاموش رہی۔ خاموشی کے ایک طویل وقفے کے بعد وہ خود ہی بولا۔

''یہ تو کافی لمبا پروجیکٹ لگتا ہے۔''

''مگر کچھ تو کرنا پڑے گا نا۔'' اُجالا نے بے تابی سے کہا۔

ڈاکٹر دانیال نے اُس کی طرف دیکھا۔ ''سوچنا پڑے گا۔''

اُجالا گھبرائی۔

''وہ لوگ تو آج کل میں آنے والے ہیں۔''

''تو آنے دو انہیں ـــــ بات تو کرنے دو انہیں۔'' وہ بولا۔

''مگر ـــــ دیکھئے نا ـــــ وہ آ گئے ـــــ بات ہو گئی ـــــ تو کہیں بعد میں ـــــ خدانخواستہ کہیں بعد میں ـــــ'' اُجالا نے فقرہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔

''اتنے بے اعتبارے لوگ ہیں وہ؟'' ڈاکٹر دانیال نے کہا۔

''آج کل کسی کا کیا پتہ ہوتا ہے؟'' اُجالا نے سادگی سے جواب دیا۔

''تو پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ بعد میں تمہاری وجہ سے فارینہ کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا؟'' وہ بولا۔

اُجالا لمحے بھر کو تو پریشان سی ہوئی۔ اُس نے اتنی دور تک تو سوچا ہی نہیں تھا۔ اُس نے سر جھٹکا اور عجلت میں بولی۔

''پھر ـــــ پھر شاید ان کے لئے اپنا فیصلہ بدلنا اتنا آسان نہیں ہوگا۔''

ڈاکٹر دانیال ہنسا۔

''بہت ناتجربہ کار ہو تم ـــــ محترمہ! تنگ نظر لوگوں کے لئے کچھ بھی کر لینا کوئی زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔''

اُجالا گھبرائی۔

''ڈاکٹر صاحب! آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا ہے۔''

''کس سے ڈرا دیا ہے؟'' اُس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''آنے والے وقت سے۔'' اُجالا نے مدھم سے لہجے میں کہا۔

''پھر یہ ڈر کیسے ختم ہوگا؟'' ڈاکٹر دانیال خوش مزاجی سے بولا۔

''نہیں ـــــ یہ آپ نے بہت اچھا کیا، مجھے اس پہلو کی طرف متوجہ کر دیا۔ میں نے اس انداز میں سوچا ہی نہیں تھا۔ ایسے وقتوں میں ہی تو لوگ پرکھے جاتے ہیں۔'' وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور بردباری سے بولی۔ ''ڈاکٹر صاحب! ـــــ فارینہ جیسے ہی مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے گی میں یہاں سے جانا چاہوں گی۔ پلیز، آپ اس سلسلے میں جلد کچھ کر لیجئے گا۔''

''ہوں ـــــ ٹھیک ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے سر ہلایا۔

اُجالا نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ ڈاکٹر دانیال بھی ساتھ چلا اور دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔

''یہ تم دل سے کہہ رہی ہو نا؟''

اُجالا ٹھٹک گئی اور اُس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔

''جی بالکل۔''

''واقعی ـــــ؟'' اُس نے شرارت سے ابرو اُچکائے۔

''جی ہاں ـــــ واقعی۔'' اُجالا نے زور دے کر کہا۔

وہ اُس کے چہرے پر نگاہیں گاڑ کر بولا۔

''عجیب بات ہے کہ تم مجھ سے کچھ کہتی ہو اور تمہاری آنکھیں کچھ اور کہتی ہیں۔''

''کیسی باتیں کرتے ہیں آپ ـــــ دروازہ کھولیے۔ مجھے جانے دیجئے۔'' اُجالا اُکتا کر بولی۔

''میں خود سے تو کچھ نہیں کہہ رہا ـــــ جو تمہارے چہرے پر لکھا ہے وہی پڑھ رہا ہوں۔'' وہ بڑے اطمینان سے کہنے لگا۔

''ایسے ہی ـــــ'' اُجالا نے برا مانتے ہوئے غیر ارادی طور پر اپنے ملائم ہاتھ اپنے گلابی رخساروں پر رکھ لئے۔

''ایسے ہی نہیں۔'' ڈاکٹر دانیال نے مزہ لیتے ہوئے اپنی انگلی سے اس کی پیشانی کو کھٹکھٹایا۔ ''تمہارے اس ننھے سے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ آنکھیں دل کی کھڑکیاں ہوتی ہیں ـــــ دل کا سارا حال آنکھوں کے رستے عیاں ہو جاتا ہے۔'' اُس نے جھک کر براہِ راست اُس کی آنکھوں میں جھانکا۔

اُجالا نے سٹپٹا کر کئی بار پلکیں جھپکیں۔

''یہ کیا فضول بحث ہے ـــــ آپ راستہ چھوڑیئے ـــــ مجھے جانے دیجئے۔''

ڈاکٹر دانیال نے دروازہ کھولا۔

''لیجئے جناب! ـــــ شوق سے جایئے ـــــ تشریف لے جایئے۔''

✵✵✵

اگلے ہی روز ڈاکٹر اسد اپنی والدہ کو لے آیا۔

اُجالا پریشان سی ہوگئی۔ وہ اب نہیں چاہتی تھی کہ یہاں اس گھر میں فارینہ کے رشتے کی کوئی بات ہو ــــ مگر اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا ــــ ڈاکٹر اسد کی والدہ فارینہ کا رشتہ مانگنے ہی آئی تھیں اور انہوں نے امی جان کو پیغام بھی دے دیا۔

وہ لوگ رخصت ہوگئے تو امی جان نے اُس سے کہا۔

''اُجالا بیٹی! ــــ یہ لوگ تو اچھے ہیں ــــ پھر تمہارے جاننے والے ہیں۔ تم فارینہ کی رائے لے لو تو میں دانی سے بات کرلوں گی۔ پھر انہیں کسی روز کھانے پر بلالیں گے تو بات طے کرلیں گے۔''

''آنٹی جی!'' اُجالا نے دبی زبان سے کہا۔ ''میں چاہتی ہوں ــــ میرا مطلب ہے کہ یہ معاملہ ابھی التواء میں ہی رہے۔''

''کیوں بیٹی؟ ــــ آخر ایسی کیا بات ہے؟'' امی جان نے پوچھا۔

''وہ جی ــــ وہ جی ــــ بات دراصل یہ ہے ــــ کہ میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے اس معاملے پر کوئی اثر پڑے۔'' اُجالا نے ڈرتے ڈرتے انہیں اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی۔

''تمہاری وجہ سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔'' انہوں نے دوہرایا۔ ''یہ تم کیا کہہ رہی ہو اُجالا بیٹی ــــ؟'' وہ اُلجھیں۔

اُجالا نے صاف بات کہنے کی ٹھانی۔

''آنٹی جی! ــــ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ فارینہ کے صحت یاب ہوتے ہی میں اس گھر سے علیحدہ ہوجاؤں گی۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہی بہتر ہے کہ یہ معاملہ اس کے بعد طے ہو۔ تاکہ اگر ان لوگوں نے میری وجہ سے اپنی رائے میں کوئی تبدیلی کرنی ہے تو کرلیں۔''

امی جان نے بہت غور سے اُس کی طرف دیکھا۔

''کیوں بیٹا! ــــ کیا تم نے دانی سے بات کرلی ہے؟ ــــ میں نے تم دونوں سے کہا تھا کہ اس معاملے پر پھر ایک مرتبہ سوچو۔ آپس میں کھل کر بات کرو۔ ایک دوسرے کو ایک موقع اور دو۔''

اُجالا نے نفی میں سر ہلایا۔

''نہیں آنٹی جی! کچھ نہیں ہوسکتا۔ آپ کے بیٹے کے پاس وقت نہیں ہے ــــ انہیں جلد فیصلہ کرنا ہے۔''

''کیسا فیصلہ؟'' انہوں نے قدرے حیرت سے استفسار کیا۔

اُجالا بے دلی سے ہنسی۔

''لالہ رخ کو آپ کی بہو بنانے کا فیصلہ۔''

اُنہوں نے تھوڑے توقف کے ساتھ اُس کی بات پر غور کیا اور بولیں۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا؟''

''اس میں نہ معلوم ہونے والی تو کوئی بات ہی نہیں۔'' اُجالا نے برجستہ کہا۔

''تم نے دانی کو اجازت دے دی ہے؟'' انہوں نے تعجب سے سوال کیا۔

''انہیں میری اجازت کی ضرورت نہیں۔'' اُجالا نے سادگی سے جواب دیا۔

وہ چند لمحے خاموشی سے کچھ سوچتی رہیں ــــ پھر کچھ کہنے کو تھیں کہ اچانک ڈاکٹر دانیال کمرے میں داخل ہوا۔ وہ شاید ابھی ابھی ہاسپٹل سے لوٹا تھا۔ اُس نے سلام کیا اور امی جان کا حال چال پوچھنے لگا۔

''دانی! ــــ یہاں آؤ ذرا۔'' امی جان نے اُسے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹر دانیال نے اُجالا کی طرف دیکھا۔

''بڑی گھنّی بنی بیٹھی ہو ــــ یہ امی جان کو کچھ میرے خلاف کہہ تو نہیں دیا؟''

اُجالا سٹپٹائی۔ ''مجھے کیا ضرورت پڑی ہے؟''

''مجھے پتہ ہے نا تمہیں کیا ضرورت پڑی ہے۔'' وہ جلے کٹے انداز میں بولا۔

''دانی! ــــ ادھر آ کر بیٹھو ــــ کیوں اُجالا کے پیچھے پڑے ہو؟'' امی جان نے خفگی سے کہا۔

''یہی تو غلطی ہوئی کہ اس کے پیچھے پڑ گیا تھا ــــ'' وہ بڑبڑاتا ہوا ان کے برابر بیٹھا۔

امی جان نے گھور کر اُس کی طرف دیکھا۔

''دانیال! ــــ کیا فضول بک رہے ہو؟''

وہ ہنس پڑا اور مصنوعی خوف طاری کرتے ہوئے بولا۔

"آج تو خیر نہیں لگتی ___ معلوم ہوتا ہے اس اُجالا کی بچی نے آپ کو میرے خلاف خوب بھڑکایا ہے۔"

"ہٹ ___ نالائق نہ ہو تو کہیں کا۔" امی جان نے پیار سے اُسے ایک چپت جمائی اور دونوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "مجھے کسی نے نہیں بھڑکایا ___ میں بہت دنوں سے تم دونوں کی حرکتیں دیکھ رہی ہوں۔ تم نے گھر کو، اس رشتے کو ایک مذاق بنایا ہوا ہے۔ جیسے شادی نہ ہوئی، گڈے گڑیا کا کھیل ہوگیا۔ اُجالا! ___ تم بھی سن لو۔ اور دانیال! ___ تم بھی کچھ خیال کرو ___ مل بیٹھ کر سوچو تمہارے درمیان رشتہ کیوں کمزور ہوتا جارہا ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے سے نجات حاصل کرنے کی فکر میں کیوں لگے ہوئے ہو؟ ___ اچھے بھلے بنے بنائے گھر کو کیوں اُجاڑنے پر تلے ہوئے ہو؟"

"آنٹی جی! ___ میں ان کے راستے کی دیوار نہیں بننا چاہتی۔" اُجالا نے رُوٹھے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر دانیال نے غصے سے اُس کی طرف دیکھا۔

"مجھ پر احسان نہ کرو تم ___ تم سے خود نباہا نہیں جارہا۔"

"ایسا انسان جس کی توجہ کا مرکز کوئی اور ہو، اس سے کوئی بھی نہیں نباہ سکتا۔" اُجالا نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"یہ تم کیا ہر وقت الزام تراشی کرتی رہتی ہو اور خود معصوم بن جاتی ہو؟" ڈاکٹر دانیال نے جتایا۔

"یہ الزام نہیں، حقیقت ہے ___ میں سب جانتی ہوں کہ یہاں کیا کچھ ہوتا ہے اور کیا کیا منصوبے بنتے ہیں۔" اُجالا نے بھی چمک کر کہا۔

"شٹ اپ ___! فضول باتیں نہ کرو ___ میں صرف امی جان کی وجہ سے تمہارا لحاظ کررہا ہوں ___ ورنہ ___" ڈاکٹر دانیال نے بے حد درشتی سے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

"تو نہ کریں لحاظ ___ دیکھوں میں کیا کر لیتے ہیں آپ میرا ___ میں بے سہارا ہوں تو کیا ہوا، اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں آپ کی ہر زیادتی خاموشی سے برداشت کرلوں ___ آپ نے مجھے سمجھا کیا ہے؟" اُجالا نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔

"بہت مان ہے نا تمہیں خود پر ___ بڑا غرور کرتی ہو ___ میں تمہارا یہ غرور خاک میں ملا دوں گا۔" ڈاکٹر دانیال نے دانت پیسے۔

"ہاں ___ آپ مرد جو ہیں ___ آپ کو سارے اختیار ہیں ___ آپ تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔" اُجالا نے کاٹ دار لہجہ اپنایا۔

ڈاکٹر دانیال آپے سے باہر ہوگیا۔ "تم مجھے مجبور کر رہی ہو۔"

"میں مجبور نہیں کر رہی ہوں ___ آپ کو کوئی بہانہ چاہئے اپنا راستہ صاف کرنے کے لئے۔" اُجالا کے لہجے میں اشتعال تھا۔

"بکو نہیں ___ تم خود آزاد ہونا چاہتی ہو۔" وہ غرایا۔

"آپ نے جس طرح کے حالات پیدا کر رکھے ہیں ان میں کوئی اور کیا چاہ سکتا ہے؟ ___ کون ہے جو قید سے رہائی نہیں چاہتا؟ ___ آپ نے تو سانس تک لینا دشوار کر رکھا ہے۔" اُجالا نے طعن آمیز لہجے میں جتایا۔

"میں تمہاری یہ مشکل آسان کر دیتا ہوں ___ تمہیں اس قید سے رہا کر دیتا ہوں۔ تاکہ تم آسانی سے سانس لے سکو۔" اُس کے انداز میں کچھ کر گزرنے کی گونج تھی۔

"آپ جو چاہیں کریں ___ کوئی آپ سے رحم کی بھیک نہیں مانگے گا۔" اُجالا نے شدید غصے میں کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ تم یہی چاہتی ہو نا ___ تو طلاق دیتا ہوں میں تمہیں ___ طلاق دیتا ہوں ___ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں ___" ڈاکٹر دانیال نے یکدم اس طرح کہہ دیا کہ لمحے بھر کو اُجالا کے پیروں تلے سے بھی زمین نکل گئی۔ اُسے یوں لگا جیسے اُسے سچ مچ طلاق ہوگئی ہے۔

ڈاکٹر دانیال بھی اپنی اس جلد بازی پر کچھ گھبرایا ___ دونوں نے ایک ساتھ امی جان کی طرف دیکھا ___ دونوں ڈر رہے تھے کہ نہ جانے اُن پر اس کا کیا ردِعمل ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر دونوں حیران رہ گئے کہ وہ مسکرا رہی تھیں۔

دونوں ہی ان کی اس مسکراہٹ کا مفہوم نہیں سمجھ پائے ___ اور دونوں ہی اپنی اداکاری میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے ایک ساتھ بولے اور ایک ساتھ ہی خاموش

ہو گئے تھے ۔۔۔۔ دونوں کچھ نہیں کہہ سکے۔

امی جان کھل کر ہنسیں۔

''ہو گئی طلاق؟'' انہوں نے دونوں کی طرف باری باری دیکھا۔

اُجالا نے ہونقوں کی طرح اثبات میں سر ہلا دیا ۔۔۔۔ ڈاکٹر دانیال سٹپٹا کر کچھ دبے ہوئے انداز میں بولا۔

''امی جان! ۔۔۔۔ یہ اس کی خواہش تھی جو میں نے پوری کر دی ہے۔''

دونوں اپنے اپنے طور پر یہ سوچ کر دل ہی دل میں حیران ہو رہے تھے کہ اتنے بڑے واقعے پر امی جان نے کوئی خاص ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔ نہ وہ پریشان ہوئیں نہ ناراض۔ بلکہ مسکرا مسکرا کر اُن سے پوچھنے لگیں۔

''اب کیا پروگرام ہے ۔۔۔۔؟''

اُجالا کچھ گھبرائی ہوئی، کچھ سراسیمہ سی چپ کی چپ رہ گئی۔ اُسے ساری اداکاری بھول گئی تھی۔ البتہ ڈاکٹر دانیال قدرے حواسوں میں تھا اور صورتحال کو موقع و محل کے مطابق نباہنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''پروگرام کیا ہونا ہے امی جان! ۔۔۔۔ وہی ہوگا جو طلاق کے بعد ہوتا ہے۔'' اُس نے بات بناتے ہوئے کہا۔

خلافِ توقع امی جان پھر ہنس پڑیں۔

''مگر طلاق تو ہوئی نہیں۔''

''طلاق ہو گئی ہے۔'' دونوں نے ایک ساتھ عجلت میں کہا۔

''نالائقو! ۔۔۔۔ نکاح ہوا ہو تو طلاق ہوتی ہے نا ۔۔۔۔ نکاح کے بغیر طلاق کس طرح ہو سکتی ہے؟'' انہوں نے بڑے اطمینان سے کہا۔

''جی ۔۔۔۔؟؟'' دونوں ہی ہونقوں کی طرح اُن کی طرف دیکھنے لگے۔

انہوں نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔

''احمقو! ۔۔۔۔ تم کیا سمجھتے تھے کہ اس ڈرامے سے مجھے بے وقوف بنا لو گے؟ دانی کے بچے! آخر ماں ہوں تمہاری ۔۔۔۔ اتنی عمر گزاری ہے میں نے ۔۔۔۔ یہ بال دھوپ میں تو سفید نہیں کئے ۔۔۔۔ میں تو ذرا تم دونوں کی اداکاری کا مزہ لے رہی تھی

کہ بھلا دیکھوں ڈراپ سین کہاں ہوتا ہے ۔۔۔۔ بہت بودے اداکار ہو تم ۔۔۔۔ اور یہ لڑکی ۔۔۔۔'' اُنہوں نے اُجالا کی طرف دیکھا۔ ''اس کے تو چہرے پہ لکھا ہے کہ یہ شادی شدہ نہیں۔''

اُجالا مارے خجالت کے زمین میں گڑھی جاتی تھی ۔۔۔۔ اُس کے لئے نگاہ اٹھانا بھی محال ہو گیا تھا ۔۔۔۔ اور ڈاکٹر دانیال کی ہنسی رُکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اُس نے آگے بڑھ کر اپنے بازو امی جان کے گرد لپیٹ دیئے اور ہنستے ہوئے بولا۔

''واہ امی جان دی گریٹ! ۔۔۔۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔''

''چل ہٹ، شریر! ۔۔۔۔ چلا تھا ماں کو بے وقوف بنانے۔'' انہوں نے پیار سے اُس کے گھنے بال مٹھی بھر کر کھینچے۔

''بس امی جان! ۔۔۔۔ سارا کام اس اُجالا کی بچی نے خراب کیا ہے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ اتنی بڑی اداکارہ ہے کہ سارا بھانڈا ہی پھوڑ دے گی۔'' ڈاکٹر دانیال نے ڈھیٹ بن کر کہا۔

''اور تُو کون سا اچھا اداکار ہے نالائق! ۔۔۔۔ جو لوگ اپنی پسند سے شادی کرتے ہیں اُن کا رویہ تجھ جیسا ہوتا ہے؟ ۔۔۔۔ اپنا نہیں پتہ اور اس بے چاری کو الزام دے رہا ہے۔'' وہ محبت سے اس کے بال سنوارنے لگیں۔

''آئی ایم سوری آنٹی جی!'' اُجالا خجل سی ہو کر منمنائی۔

''ارے نہیں بیٹی! ۔۔۔۔ اتنا کیوں گھبرا رہی ہو؟ ۔۔۔۔ یہاں آؤ میرے پاس۔'' انہوں نے ہاتھ بڑھایا۔

اُجالا مجرم سی بنی کندھے سکیڑے اُٹھی۔ اُنہوں نے اُس کا بازو پکڑ کر اپنے قریب بٹھا لیا۔

''آنٹی جی! ۔۔۔۔ آپ ناراض تو نہیں ہیں ۔۔۔۔؟'' اُجالا اُن سے نگاہیں چار نہیں کر پا رہی تھی۔

''ہاں ۔۔۔۔ ناراض تو میں ہوں ۔۔۔۔ اور تم دونوں سے سخت ناراض ہوں۔'' انہوں نے کہا اور باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔

''کیوں ۔۔۔۔؟'' دونوں نے ایک ساتھ متجسس لہجے میں سوال کیا۔

''وہ اس لئے کہ تم دونوں نے میرے ساتھ تو ڈرامہ کیا ہی ہے، لیکن ایک دوسرے کے ساتھ بھی ڈرامہ کر رہے ہو۔'' وہ ٹھہر ٹھہر کر بولیں۔

''جی ۔۔۔۔؟'' دونوں نے پھر ایک ساتھ حیرت سے پوچھا۔

''جی ۔۔۔۔ تم دونوں ہی یہ ڈرامہ ختم نہیں کرنا چاہتے اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ ڈرامہ کر رہے ہو کہ تم اسے ختم کرنا چاہتے ہو۔'' انہوں نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

''جی ۔۔۔۔'' دونوں دم بخود سے رہ گئے۔ دونوں نے غیر ارادی طور پر ایک دوسرے کی طرف دیکھا ۔۔۔۔ دونوں کی نگاہیں لمحے بھر کو ایک دوسرے میں اُلجھ کر رہ گئیں۔

دونوں سٹپٹائے اور دونوں ایک ساتھ بولے۔

''نہیں ۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

امی جان بے ساختہ ہنس دیں اور مذاق اُڑاتے ہوئے بولیں۔ ''اچھا ۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے؟''

دونوں چور سے بن گئے اور ان سے نگاہ نہیں ملا پائے۔

انہوں نے پھر ہنستے ہوئے دوہرایا۔

''اچھا تو بچو! ۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

اس مرتبہ اُجالا نے اپنے حواس مجتمع کئے اور جلدی سے بولی۔

''آنٹی جی! واقعی ایسی بات نہیں ہے ۔۔۔۔ بالکل ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

انہوں نے مسکرا کر ڈاکٹر دانیال کی طرف دیکھا۔

''ہاں دانی! کہو ۔۔۔۔ تم کیا کہتے ہو؟''

ڈاکٹر دانیال خفیف سا ہو گیا۔ اُس نے کچھ سوچا۔ پھر وہ بھی روانی سے بولا۔

''نہیں امی جان! ۔۔۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔''

''ایسی بات نہیں ۔۔۔۔ تو پھر ویسی بات ہو گی۔'' وہ خوش مزاجی سے کہنے لگیں۔

ڈاکٹر دانیال خجالت سے ہنسا۔

''امی جان! ۔۔۔۔ آپ نے تو ہمارا مذاق ہی بنا لیا ہے۔''

''مذاق تو تم خود بن رہے ہو بچو! ۔۔۔۔ دونوں ایسے کچے جھوٹے ہو کہ صاف پتہ

چل رہا ہے کہ تمہارے دل میں کچھ اور ہے اور تمہاری زبان پر کچھ اور۔'' انہوں نے بڑے اطمینان سے کہہ دیا۔

اُجالا یونہی چور سی بن گئی۔ ڈاکٹر دانیال بھی بغلیں جھانکنے لگا۔

اُجالا نے چاہا کہ اس عجیب و دلچسپ صورتحال سے نکلنے کے لئے کچھ تو کہے تا کہ موضوع تبدیل ہو۔ لیکن اس سے پہلے ڈاکٹر دانیال بول اٹھا۔

''امی جان! ۔۔۔۔ مجھے تو آپ کی طرف سے بہت فکر تھی کہ آپ کہیں اس بات کا زیادہ اثر نہ لے لیں ۔۔۔۔ شکر ہے آپ نے ہمارا کام آسان کر دیا ہے۔ یہ اُجالا بھی یہاں سے جلدی جانا چاہتی ہے ۔۔۔۔ یہ بھی اسی وجہ سے رکی ہوئی تھی۔ فارینہ کا اس ہفتے فائنل چیک اپ ہو جائے گا انشاء اللہ ۔۔۔۔ تو آپ اسے جانے کی اجازت دے دیجئے گا۔''

اُجالا کے اندر کچھ کرچی کرچی سا ہو گیا ۔۔۔۔ اُس کے سارے وجود پر پژمردگی سی چھا گئی۔ اُسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اُسے کوئی اُس کے بھرے پُرے گھر سے زبردستی نکال رہا ہے۔

وہ نچلا ہونٹ چباتے ہوئے غیر ارادی طور پر سوچنے لگی کہ ڈاکٹر دانیال کتنا بے حس اور لطیف جذبوں سے عاری ہے۔ اُس کا دل تو لالہ رُخ کے پاس رہن ہے۔ وہ اُس سے ہٹ کر کچھ بھی نہیں سوچ سکتا ۔۔۔۔ وہ اپنے پراگندہ خیالات سے چونکی تو اُس نے امی جان کو کہتے ہوئے سنا۔

''دانی! ۔۔۔۔ اُجالا کو تو میں اجازت دے دوں گی۔ اور تم ۔۔۔۔ تم کیا کرو گے؟''

''میں؟ ۔۔۔۔ میں نے کیا کرنا ہے؟ ۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔'' وہ اُلجھا ہوا سا بولا۔

''کچھ بھی نہیں؟'' انہوں نے دوہرایا۔ ''اور جو لالہ رخ سے پینگیں بڑھا رہے ہو، وہ ۔۔۔۔ تم اُس کے ساتھ جاؤ گے یا وہ یہاں رہے گی؟''

ڈاکٹر دانیال ہنس پڑا۔

''آپ بتا دیجئے امی جان! کہ میں کیا کروں ۔۔۔۔؟'' اُس نے اُلٹا ان ہی سے سوال کر دیا۔

اُجالا کے اندر بے چینی سر اُٹھانے لگی ۔۔۔۔ اُسے گرد و پیش موجود ہر شے سے

نفرت ہونے لگی۔ اُسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا ـــــ اُسے اس گھر، اس ماحول میں اپنا آپ بہت غیر اور الگ تھلگ سا لگنے لگا۔ اب اسے ان دونوں ماں بیٹے کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اُسے بھلا ان کی ذاتی باتوں سے کیا غرض تھی؟ ـــــ وہ اس سارے ماحول سے اتنا دور چلی جانا چاہتی تھی کہ اس سے وابستہ کوئی ایک یاد بھی اس تک نہ پہنچ سکے۔

وہ قدرے بیزاری سے اُٹھی۔

"کہاں جا رہی ہو بیٹی؟" امی جان نے اُس پر ایک گہری نگاہ ڈال کر سوال کیا۔

"تھوڑی دیر بیٹھو نا۔"

"آپ لوگ بات کریں ـــــ میں ذرا فارینہ کے پاس چلتی ہوں۔" اُجالا نے بغیر ان کی طرف دیکھے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ اس سے پہلے کہ وہ پھر اُسے روکتیں وہ دروازے سے باہر نکل آئی۔

نہ جانے کیوں اُس کا دل کچھ بھرا ہوا سا تھا ـــــ اُس کا جی چاہ رہا تھا کہ کہیں ایسی جگہ چل کر آنسو بہائے جہاں اُسے کوئی نہ دیکھ سکے۔ کوئی اُس سے سوال نہ کر سکے۔ کوئی اُس کے دل میں نہ جھانک سکے۔

اُس نے اُکھڑے اُکھڑے سے قدموں کے ساتھ راہداری طے کی اور لفٹ میں داخل ہونے کے لئے اس کا بٹن دبایا ـــــ خودکار دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئی۔

اچانک اُسے یوں لگا جیسے اس کے ساتھ کوئی اور بھی لفٹ میں داخل ہوا ہے۔ وہ چونک کر پلٹی اور ڈاکٹر دانیال کو دیکھ کر حیران سی ہوئی۔ لیکن فوراً ہی اُس نے اپنی حیرت کو چھپا لیا۔

"کیوں اُٹھ آئی ہو تم وہاں سے ـــــ؟" اُس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ اُس کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

اُجالا نے اُس کی بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اور لفٹ کا بٹن دبانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ ڈاکٹر دانیال نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور درشتی سے بولا۔

"میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔"

"میں آپ کی ہر بات کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔" اُجالا نے بغیر کسی

اشتعال کے بڑے سکون سے کہا اور اپنا ہاتھ چھڑانے کو اس کا ہاتھ جھٹکا۔ اُس نے ہاتھ نہیں چھوڑا اور اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"ابھی تک تو تم پابند ہو ـــــ کیونکہ معاہدہ ختم نہیں ہوا۔"

"میں دوسروں کے سامنے اداکاری کرنے کی پابند ہوں۔ اور بس۔" اُجالا نے سپاٹ لہجے میں کہہ کر ایک بار پھر اُس سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔ "پلیز ـــــ چھوڑ دیجئے میرا ہاتھ ـــــ یہ سب مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔"

"بند کرو اپنی یہ تھرڈ کلاس اداکاری ـــــ" ڈاکٹر دانیال نے اُسے دھکیل کر لفٹ کی دیوار سے لگا دیا اور اس کے دونوں جانب اپنے ہاتھ اس طرح رکھ دیئے کہ وہ گھر کر رہ گئی۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہیں یہ سب اچھا لگتا ہے۔" وہ اُس کے چہرے کے برابر اپنا چہرہ لا کر بڑے دعوے سے کہنے لگا۔

اُس کی گرم سانس سے گھبرا کر اُجالا نے اُسے پیچھے دھکیلا۔

"ہٹ جایئے ـــــ مجھے باہر جانے دیجئے ـــــ اس چھوٹی سی لفٹ میں میرا دم گھٹتا ہے۔"

"دم گھٹتا ہے یا حقیقت کا سامنا نہیں کیا جاتا؟" ڈاکٹر دانیال نے اس کے دونوں شانوں پر دباؤ دے کر اُسے پھر لفٹ کی دیوار سے لگا دیا ـــــ اُجالا بری طرح گھبرائی۔ ڈاکٹر دانیال کی گہری نگاہیں اُس کے رخساروں کو دہکا رہی تھیں اور وہ اُس پر چھایا جا رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا ـــــ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟" اُجالا نے پریشانی سے خود میں سمٹتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے دل کی باتیں کر رہا ہوں۔ سمجھیں تم؟" ڈاکٹر دانیال نے اُس کے گھنگریالے بالوں کی ایک آوارہ لٹ کو کھینچا۔

"خوامخواہ ہی۔" اُجالا بھنائی۔ "میرے دل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"اچھا ـــــ تمہارے دل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے؟" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "تو پھر تمہاری آنکھوں میں کیوں نظر آ رہی ہے؟"

اُجالا نے کئی بار پلکیں جھپکیں اور جھلاتے ہوئے بولی۔

''کچھ نظر نہیں آ رہا ہے آنکھوں وانکھوں میں ـــــ بس آپ لفٹ کو اوپر جانے دیں۔ ایسے ہی یہاں روک رکھا ہے۔'' اُس نے پھر لفٹ اوپر لے جانے کے لئے بٹن دبانا چاہا۔ ڈاکٹر دانیال نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''یہ لفٹ اوپر نہیں جائے گی۔''

''کیوں؟'' اُجالا نے غصے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

''اس لئے کہ امی جان نے تمہیں بلایا ہے۔'' وہ اطمینان سے بولا۔

اُجالا نے تیوری چڑھا کر سوالیہ نگاہوں سے اُس کی جانب دیکھا۔

''وہ کہتی ہیں کہ ابھی اور اسی وقت جا کر شادی کر دو۔'' اُس نے بتایا۔

اُجالا دم بخود سی رہ گئی۔ اُس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا ـــــ اُس کا دل دھک دھک کرنے لگا ـــــ اُس نے بمشکل خود کو سنبھالا اور تیزی سے لفٹ کا بٹن دبا کر اُس کا دروازہ کھول دیا۔

''ارے رے رے ـــــ اتنی جلدی بھی کیا ہے؟'' ڈاکٹر دانیال نے اُس کا بازو پکڑ کر اُسے روک دیا اور بٹن دبا کر پھر لفٹ کا دروازہ بند کر دیا۔

''چھوڑیں مجھے ـــــ آپ نے کیا سمجھ رکھا ہے، جو منہ میں آتا ہے کہتے جا رہے ہیں ـــــ میں کوئی گری پڑی نہیں ہوں ـــــ میں نے تو محض قارینہ کی خاطر یہ سب کچھ گوارا کر لیا تھا۔ میں کل ہی یہاں سے چلی جاؤں گی۔'' وہ غصے سے بولی۔

''اور شادی ـــــ؟'' ڈاکٹر دانیال نے عجلت میں کہا۔

''وہ آپ لالہ رخ کے ساتھ کریں۔'' اُجالا کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکل گیا۔

''اچھا ـــــ تو یہ بات ہے ـــــ'' ڈاکٹر دانیال نے شریر نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ ''تو لالہ رخ تمہاری نگاہ میں بھی کھٹک رہی ہے۔''

''ایسے ہی ـــــ؟'' اُجالا خفیف سی ہوئی۔ ''میرے منہ سے یونہی نکل گیا ہے۔''

''منہ سے یونہی تو نہیں نکلا کرتا ـــــ دل میں بات ہو، تب ہی ہونٹوں پر آتی ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے اُسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

''اچھا ـــــ تو پھر کیا ہو گیا اگر کہہ دیا تو۔ میں اتنی احمق نہیں ہوں کہ اتنا بھی نہ

سمجھ سکوں کہ آپ لالہ رخ سے شادی کرنے کے لئے بے قرار ہیں۔'' وہ چڑ کر بولی۔

''میں اُس سے قطعاً شادی نہیں کر سکتا۔''

''کیوں ـــــ؟'' اُجالا کو حیرت ہوئی۔

''کیونکہ میں امی جان کی بات نہیں ٹال سکتا ـــــ اُن کا کہنا ماننا ہی پڑے گا۔ مجبوری ہے۔'' وہ منہ لٹکا کر بولا۔

اُجالا دو قدم پیچھے ہٹ گئی اور تیزی سے بولی۔

''نہیں ـــــ میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔''

''اچھا۔ تو تم نہیں کرو گی شادی؟'' ڈاکٹر دانیال نے غصے سے اس کا بازو تھاما۔

''ہاں ـــــ نہیں کروں گی ـــــ نہیں کروں گی۔'' اُجالا نے بھی غصے سے کہا۔

''نہیں کرو گی؟'' وہ قہر آلود لہجے میں بولا۔

''ہاں، ہاں ـــــ نہیں کروں گی۔'' اُجالا نے شدید غصے میں پاؤں زمین پر مارا۔

''تم امی جان کی بات بھی نہیں مانو گی؟'' وہ دانت پیس کر بولا۔

''نہیں ـــــ ہرگز نہیں۔'' اُجالا نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

''سچ سچ بتاؤ کہ یہ دل سے کہہ رہی ہو یا اداکاری کر رہی ہو؟'' وہ اُس کے قریب جھک کر رازداری سے بولا۔

اُس کے بدلے ہوئے لہجے پر اُجالا نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''بھئی تم بھی امی جان کی بات مان ہی لو ـــــ دیکھو نا، مجبوری ہے۔''

اُجالا حیران آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔

وہ ہنس پڑا۔

''مجھے معلوم ہے کہ میری طرح تمہارا بھی بالکل دل نہیں چاہ رہا ـــــ لیکن کیا کریں ـــــ بزرگوں کا دل رکھنا ہی پڑتا ہے۔'' اُس نے اس انداز میں کہا کہ اُجالا اپنی ہنسی نہیں روک سکی۔

''اب امی جان کے سامنے اس طرح دانت نہ نکالنا ـــــ وہ کہیں گی کتنی بے شرم لڑکی ہے۔'' ڈاکٹر دانیال نے یوں بڑی بوڑھیوں کی طرح کہا کہ اُجالا کو اور ہنسی آئی۔

ڈاکٹر دانیال اُس کی طرف پلٹا اور اُس کا رُخسار چھو کر بولا۔

''اب کیسے دانت نکل رہے ہیں ــــــ لگتا ہے بہت خوش ہو۔''

اُجالا خجل سی ہو کر فوراً سنجیدہ ہوگئی۔

''نہیں ــــــ میں کیوں خوش ہونے لگی؟''

''ہاں ــــــ تم کیوں خوش ہونے لگی۔'' ڈاکٹر دانیال نے اُس کے لہجے کی نقل اُتاری۔ ''بس ذرا مجبوری ہے ــــــ امی جان کی وجہ سے۔''

اُجالا نے بمشکل اپنی ہنسی روکی اور پکا سامنہ بنا کر بولی۔

''ہاں ــــــ مجبوری ہی تو ہے ــــــ ورنہ آپ جیسے......'' اُس نے بات ہونٹوں پر ہی روک لی۔

''کیا مجھ جیسے ــــــ؟'' وہ ایک قدم اُس کی طرف بڑھ کر رعب ڈالتا ہوا بولا۔

''بات مکمل کرو اپنی۔''

''نہیں ــــــ'' اُجالا شرارت سے مسکرائی۔ ''میں نے بات مکمل کی تو آپ مجھے ماریں گے۔'' اُس نے بجلی کی سی سرعت کے ساتھ دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

ڈاکٹر دانیال بھی اُس کے پیچھے لپکا۔ ''اور میں اب کون سا تمہیں چھوڑ دوں گا۔''

(تمت بالخیر)